فتاویٰ
دارالعلوم
دیوبند

اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

# فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مُدلّل و مکمّل

## جلد دوم

---

کتاب الصلوٰۃ (ربع اول)


افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اول دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدین صاحب شعبہ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی



دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : ۱۹۲ صفحات

## ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

# فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد ثانی

## (کتاب الصلوٰۃ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل (جلد دوم)

## الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی

دنیا جس تیزی سے آگے جارہی ہے، یہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں ہے، ہر دور کی کچھ خصوصیات ہوا کرتی ہیں، موجودہ دور کی خصوصیات میں نمایاں چیز خاکسار کے نزدیک حد سے بڑھی ہوئی سہل پسندی اور عجلت ہے اور اسی کے ساتھ ہر قدم پر سبب کی تلاش وجستجو، جس درجہ کا بھی آدمی ہو اور خواہ اسے فقہ اور فتاویٰ سے کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو، مگر وہ ہر حکم پر نقد وتبصرہ اپنا اولین حق اور خوشگوار فریضہ سمجھتا ہے۔

سہل پسندی اور عجلت تو انسانی مزاج میں اس طرح رچ بس گئی ہے کہ کوئی اس کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتا، جس کو دیکھئے اور جہاں دیکھئے وہ رفتار زمانہ اور اس کی راہ ورسم سے بری طرح مرعوب ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ تدبر وتفکر اور دوراندیشی ومعاملہ فہمی ختم ہوتی جارہی ہے جس کا نام غور وفکر ہے، وہ بالکل سطحی بن کر رہ گیا ہے، جب سوچتا ہوں کہ اس عدم تعمق کا انجام کیا ہوگا تو دل لرزنے لگتا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام خدا کا سب سے آخری اور پسندیدہ مکمل دین ہے۔ اور اس کے آئین وقوانین انسان کے نہیں بلکہ خالق کائنات کے بنائے ہوئے ہیں۔ جن کی تشریح ووضاحت رحمت عالم ﷺ نے اپنے تئیس سالہ دور نبوت میں مختلف مواقع سے فرمائی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر چل کر ان کو نکھارا، اور کہیں سے کوئی گنجلک رہنے نہیں دی۔ اور آپ کے بعد ائمہ مجتہدین اور علماء امت نے کتاب وسنت کی روشنی میں فقہ کے نام سے ان دفعات کو مدون کیا جس کی تفصیل مقدمہ جلد اول میں گذر چکی، مگر حالات کے پھیلاؤ کے ساتھ برابر ان میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ جب کبھی نئے مسائل پیدا ہوئے، علماء راسخین فی العلم نے ان کا حل تلاش کرکے پبلک کو ان سے روشناس کیا، اور آئندہ بھی برابر ایسا ہی ہوتا رہے گا، یہ سلسلہ کسی منزل پر رکنے والا نہیں ہے۔

لیکن عجیب بات ہے کہ یہ سب کچھ جاننے اور مشاہدہ کرنے کے باوجود علماء امت پر تنگ نظری، کم مائے گی اور بے خبری کا الزام ہے، اور یہ مکروہ پروپیگنڈہ زبان زد عام وخاص ہوتا جارہا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر تعلیم یافتہ حضرات کا ایک طبقہ جس میں دور بینی اور دین فہمی کی صلاحیت نہیں ہے، ہر اس شخص کے پیچھے چلنے پر آمادہ ہوجاتا ہے جو دین خداوندی کو اپنے غلط ذوق کے مطابق مسخ کرکے پیش کرتا ہے اور تحریف معنوی کی لعنت میں گرفتار ہے۔

عوام وخواص کو کس طرح یقین دلایا جائے، کہ علماء امت کا ذمہ دار طبقہ زمانہ اور اس کی تیزگامی سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں، اس کی انگلیاں ہر وقت رفتار زمانہ کی نبض پر اور اس کی دوربین نگاہیں دور جدید کے رخ زیبا پر لگی ہوئی ہیں، اور

اسے یہ بھی احساس ہے کہ امور دینیہ میں گرفت ڈھیلی کرنے کا مطالبہ شدت کے ساتھ جاری ہے اور علماء کے خلاف زمانہ کے ساتھ نہ چلنے کا شکوہ عام ہے، اور اس طرح کے مطالبات اور شکووں پر توجہ نہ دینے کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا ہم سے بدظن ہوتی جارہی ہے۔

مگر اسی کے ساتھ اس طبقہ کے پیش نظر علماء بنی اسرائیل، مسیحی پادریوں اور دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی تاریخ بھی ہے کہ انہوں نے عوام کو خوش کرنے کے لئے اپنے اپنے مذہب کا حلیہ کس طرح بگاڑا، اور اسے کیا سے کیا بنا دیا۔ پھر اسے اپنی اس عظیم الشان ذمہ داری کا احساس بھی ہے جو خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہے، اور اسی احساس کا نتیجہ ہے کہ علماء دین پوری پامردی سے اپنی جگہ کھڑے ہیں، اور وہی کرتے ہیں، جو کتاب وسنت کی روشنی میں انہیں کرنا چاہئے۔ اور خدا کرے ان کی اس استقامت میں سرمو بھی کوئی فرق نہ آنے پائے۔ یہ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ عوام کا جیسا مطالبہ ہے اگر اس سے گھبرا کر کوئی قدم اٹھایا گیا تو بہت ممکن ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دین قیم بازیچہ اطفال بن جائے اور اس کے تقدس ووقار کا آبگینہ چور چور ہو جائے۔

پاکستان عائلی کمیشن کی رپورٹ، منکرین حدیث کے دین مسخ کرنے والے اجتہادات اور دوسری روشن خیال دینی جماعتوں کی غلط تعبیریں اور ان کا لرزہ خیز انجام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ علماء قائمین بالحق وراسخین فی العلم پر زمانہ کے انقلاب نے جو نئی ذمہ داریاں ڈال دی ہیں وہ ان سے عہدہ برا ہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو کچھ انہیں کرنا چاہئے کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

خوب یاد رکھئے کہ الدین یسر دین آسانی کا دوسرا نام ہے، نہ اس میں تنگی ہے نہ سختی نہ افراط ہے، نہ تفریط۔ بلکہ اس کے قوام میں اعتدال ہے اور ہر دور کا ساتھ دینے کی بے پناہ قوت، وہ اپنے اندر بے انتہا لچک اور جاذبیت رکھتا ہے پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف سے معلمین دین کو ہدایت ہے کہ ''آسانی کرنا سختی نہ کرنا، خوش خبری سنانا، نفرت نہ پھیلانا۔''

احکام دین میں جو وسعت وہمہ گیری اور رفق وسہولت ہے، وہ ہر شخص جانتا ہے باب طہارت میں پانی کے استعمال کا حکم ہے، مگر پانی، یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں مٹی کو اس کا قائم مقام بنایا گیا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وضو اور جنابت دونوں کے لئے مٹی یا جو مٹی کے حکم میں ہے، اس پر دونوں ہتھیلیاں مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا صرف کہنیوں تک مسح کر لے۔ مٹی اور پانی میں جو مناسبت ہے وہ ان لوگوں پر ظاہر ہے جن کو علم ہے کہ ان دو چیزوں کا انسان اور دوسری مخلوق کی پیدائش اور نشوونما میں کیا حصہ ہے، عبادات میں نماز ایک عظیم المرتبت عبادت ہے اور اس قدر عام کہ کسی عاقل و بالغ مسلمان سے معاف نہیں اس نماز میں قیام گو فرض ہے، مگر جن کو قیام وغیرہ پر قدرت نہیں ہے ان کو بیٹھ کر ادا کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر، اسی طرح فرض نمازوں کی ادائیگی جماعت کے ساتھ سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے، اور مسجدوں کا سارا نظام اسی سے وابستہ ہے لیکن اگر کوئی معمولی عذر شرعی بھی ہے تو پھر اسے ترک جماعت کی اجازت حاصل ہے، اسی طرح مقیم کے لئے سنت اور ہر فرض کی پوری رکعتیں ضروری ہیں، لیکن مسافر شرعی کے لئے تخفیف ہے کہ چار فرض کی جگہ صرف دو پڑھے، اور سنتیں معاف۔

پھر نماز کی ہیئت ترکیبی اور اس کے جو شروط وصفات ہیں ان میں سے کسی میں کوئی سختی نہیں، اور جو التزام ضروری قرار دیا گیا ہے وہ سب نفع بخش اور انسانی زندگی کو سنوارنے والے اور پاکیزگی بخشنے والے ہیں۔ مختصر یہ کہ دین سہل بھی ہے اور کم سے کم وقت میں ادا ہو جانے کے لائق بھی۔ اور کم وبیش یہی ساری سہولتیں دوسری عبادات میں بھی حاصل ہیں۔ کاش عام مسلمان دین سے پورے طور پر واقف ہوتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ اسلام کتنا آسان دین ہے اور نفسیات انسانی سے کس قدر قریب۔

اس جلد کی ترتیب میں بھی ان تمام امور کا لحاظ رکھا گیا ہے جن کی تفصیل پہلی جلد میں آ چکی ہے پہلے ارادہ تھا کہ پوری ''کتاب الصلوٰۃ'' ایک جلد میں یا زیادہ سے زیادہ دو جلدوں میں آ جائے مگر اس جلد کی بڑھتی ہوئی ضخامت اور لوگوں کی آسانی کے لئے اس کی متعدد جلدیں کرنی پڑیں مسائل میں تکرار کے خلاف کا اہتمام اس جلد میں بھی کیا گیا ہے مگر بعض مسائل کی اہمیت اور سوالات کی مختلف نوعیت کی وجہ سے دو تین مسئلوں میں ضرورت بھر تکرار باقی رکھی گئی ہے اور بعض مسائل میں تکرار انسانی نسیان کے تحت بھی رہ گئی ہے مگر وہ برائے نام ہے۔ لیکن تکرار کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھا جائے کہ ایک ہی سوال وجواب لوٹ کر آ گیا ہے۔ بلکہ سائل بھی دوسرا ہے اور سوال وجواب کے الفاظ بھی بدلے ہوئے، اور دو وقت کے لکھے ہوئے ہیں۔

بشری بھول چوک سے کون بچا ہے کہ یہ خاکسار بچنے کا دعویٰ کرے، لیکن اپنی جدو جہد اور محنت وکاوش کی حد تک جو کچھ کر سکتا تھا اس میں ہرگز کوتاہی نہیں ہونے دی ہے۔ کامیابی رب العزت کے ہاتھ ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ حقیر خدمت قبول فرمائیں اور اسے علماء کی نگاہ میں وقیع وپسندیدہ، اور عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ لائق استفادہ بنائیں، ساتھ ہی مرتب کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں یہ مجموعہ فلاح ونجات کا ذریعہ ثابت ہو، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم.

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ پورہ نوڈیہاوی۔ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سیدالمرسلین وعلیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

# کتاب الصلوٰۃ

## (نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل)

ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے:۔

(سوال ۱) ہر طبقہ کے مسلمان نماز کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں۔

(جواب) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانها لكبيرة الا على الخاشعين الذين يظنون انهم ملقوا ربهم وانهم اليه راجعون .(۱) ترجمہ:۔ اور بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر جو فروتنی اور عاجزی کرنے والے ہیں جن کو یقین ہے کہ ان کو اللہ کے پاس جانا ہے اور اسی طرف لوٹنا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اولاً خوف الٰہی اور خوف قیامت و احوال قیامت اور پیشی بارگاہ الٰہی کا خیال دل میں پیدا کرے اور ان میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث میں نماز پڑھنے والوں کے لئے وارد ہیں دیکھے سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے تو اس طریق سے امید ہے کہ اس کو نماز کا شوق ہوگا، اور جب اس پر غور کرے گا کہ احب الا عمال الى الله ادومها(۲) یعنی پسندیدہ تر عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جس پر دوام اور مواظبت ہو، اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أرأيتم لو ان نهراً بباب احد كم يغتسل فيه كل يوم خمساً هل يبقى من درنه شئى قالوا لا يبقى من درنه قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا. رواه البخاری و مسلم.(۳) حاصل اس کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ اگر کسی کے دروازہ کے آگے ایک نہر ہو کہ دن رات میں پانچ دفعہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے تو وہ شخص پکا نمازی ہو جاوے گا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں رہے گا اور بحکم من جد وجد ضروری ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔ پس ضروری ہوا کہ نماز کی بزرگی اور فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان کو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الصلوٰۃ میں دیکھے یا کسی سے سنے اور اگر وہ شخص عربی نہیں سمجھتا تو مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کو دیکھتا رہے۔ الغرض ہر طبقہ کے مسلمانوں کو امید ہے کہ طریقہ مذکورہ سے نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔ اور جو لوگ خود اس طریق پر کاربند نہ ہو سکیں ان کو دوسرے لوگ جو واقف ہیں یہ باتیں سنائیں اور انذار و

(۱) البقرہ رکوع ۳. ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوۃ باب القصد فی العمل، الفصل الاول ص ۱۱۰ ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوۃ کتاب الصلوۃ ص ۵۷. ۱۲ ظفیر.

بشارت کی آیات واحادیث کا ترجمہ ومطلب سنائیں اور بتلائیں تو ضرور ہے کہ بحکم وذکّر فان الذکریٰ تنفع المؤ منین.(۱)ان کو یہ نصائح نافع اور مد ہوں گے۔ اقامت صلوٰۃ بلکہ اتباع جمیع احکام دینیہ پر۔ والسلام۔ فقط۔

## جو پابندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا اسے ثواب ملے گا یا نہیں:۔

(سوال ۲)جو شخص کبھی کبھی بعض نماز ترک کرتا ہے اور بعض نمازیں ادا کرتا ہے اس کو ادا شدہ نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب)ادا شدہ نماز کا ثواب ملے گا، اور ترک شدہ نماز کا عذاب ہوگا(۲)۔

## رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳)ایک شخص علاوہ تنخواہ ماہوار کے رشوت خوب لیتا ہے، اس کی نماز مقبول ہے یا نہیں۔

(جواب)نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب حاصل ہوگا اور رشوت کا گناہ ہوگا قال تعالیٰ و آخرون اعتر فوابذ نو بهم خلطوا عملاً صالحاًو آخر سیئاً الآیۃ(۳). فقط.

## اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر کوئی جرم عائد ہوگا:۔

(سوال ۴/الف)ایک محلّہ کے مسلمانوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز نہ پڑھے تو جرمانہ ادا کرے اور تارک الصلوٰۃ کے ساتھ میل جول نہ رکھا جاوے۔ اس محلّہ میں زید خود تو نماز پڑھتا ہے مگر اس کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے۔ زید سے جب کہا گیا تو یہ جواب دیا کہ نہیں پڑھتے تو میں کیا کروں مجبوری ہے۔ اس سے کہا گیا کہ ترک تعلقات کیجئے تو زید نے یہ جواب دیا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا مجبوری ہے۔

(ب)زید کا یہ کہنا کہ مجبوری ہے قابل معافی ہے یا نہیں۔

## ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵/۱)جب کہ زید تارک الصلوٰۃ سے میل جول رکھتا ہے تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہ۔

## ایسے شخص سے تعلقات رکھے جائیں یا نہیں:۔

(سوال ۶/۲)زید سے تعلقات رکھے جاویں یا نہیں۔

## نمازی بنانے کے لئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷/۳)نماز پڑھانے کی غرض سے اس قسم کے اثر سے کام لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱)زید نے اگر نصیحت کی اور انہوں نے نہ مانا تو زید کے ذمہ مواخذہ نہیں ہے۔ قال الله تعالیٰ ولا

---

(۱)الذاریات رکوع ۲. ۱۲ ظفیر.

(۲)وتارکها عمداً مجانة ای. تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حداً وقیل کفرا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الصلوٰة ج۱ ص۳۲۶. ط.س. ج۱ ص۳۵۲)وفساد اصل الصلوٰة بترک الترتیب موقوف الخ فان کثرت وصارت الفوائت مع الفائتة ستا ظهرت صحتها (ایضاً باب قضاء الفوا ئت ج۱ ص ۶۸۴. ط.س. ج۱ ص۷۰ ـــ ۷۱)ظفیر. (۳)سورة التوبه. رکوع ۱۳. ۱۲ ظفیر.

ولاتزروازرۃ وزر اخری۔(۱)وقال تعالیٰ: لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین.(۲)

(۲) زید کی امامت اس صورت میں مکروہ نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳) زید سے تعلقات قائم رکھنے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(۴) نماز کی تاکید اپنی وسعت کے موافق خوب کرنی چاہئے لیکن جرمانہ مالی جوشرعاً ناجائز ہے یہ نہ کرنا چاہئے۔(۳) ویسے تنبیہ کرنا اور ڈرانا ہر طرح چاہئے اور نہ ماننے پر اس سے انقطاع کر دینا اور ترک تعلق کر دینا مناسب ہے۔(۵)

## کیا ذکر اللہ فرائض نماز سے بہتر ہے:۔

(سوال ۸) گروہے از صوفیاء میگوید کہ ذکر اللہ از جماعت پنجگانہ ودیگر فرائض اولی وافضل است اگر بوجہ مشغولیت ذکر و اذکار فریضہ فوت شود بروے قضا نیست نہ عاصی شودواز آیۃ کریمہ ان الصلوۃتنھی عن الفحشآء والمنکر ولذکر اللہ اکبر۔ استدلال می کنندقول ایشاں صحیح است یانہ۔

(جواب) ایں قول شاں باطل است چنانچہ درحدیث صحیحین است۔ وعن ابن مسعودؓ قال سئلت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ای الا عمال احب الی اللہ قال الصلوۃ لو قتھا قلت ثم ای قال برا لوالدین قلت ثم ای قال الجھاد فی سبیل اللہ (۶)الحدیث .وقال اللہ تعالیٰ حافظو ا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی.(۷)وباتفاق امت نماز فرض قطعی است وذکر اللہ علاوہ نماز وغیرہ از مستحباب است واتفاق است کہ فرض افضل است از مستحباب ومعنی آیۃ این است کہ نماز چونکہ متضمن ذکر اللہ است لہذا افضل است از غیر آں از عبادات، قال فی الکما لین فالصلوۃ لما کان کلھا مشتملۃ بذکر اللہ تعالیٰ تکون اکبر .الخ.(۸)

## سائنسی تجربات کی وجہ سے نماز کی قضادرست ہے یانہیں:۔

(سوال ۹) اگر دارالتجربات سائنس میں تجربہ کیا جارہا ہے اور نماز کا وقت بھی تو کیا یہ مجبوری ایسی ہے کہ اس نماز کو دوسری

(۱)سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲. ۱۲ ظفیر.
(۲)سورۃ النساء رکوع ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳)لا باخذمال فی المذھب بحر وفیہ عن البزازیۃ قیل یجوز ومعناہ ان یمسکہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ لہ فان ایس من توبتہ صرفہ الی ما یری وفی المجتبی انہ کان فی ابتداء الا سلام ثم نسخ (درمختار) قولہ لا یاخذ مال قال فی الفتح وعن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان با خذ المال وعند ھما وباقی الائمۃ لا یجوز ا ہ ومثلہ فی المعراج فظاھرہ ان ذلک روایۃ ضعیفۃ عن ابی یوسف قال فی الشرنبلا لیۃ ولا یفتی بھذا الما فیہ من تسلیط الظلمۃعلی اخذ مال الناس الخ. (رد المحتار باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ج۳ ص ۲۴۲. ط.س. ج ا ص ۶۱)ظفیر مفتاحی.
(۴)وتار کھا عمد امجانۃ ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب، الصلوۃ (ج ا ص ۳۲۶. ط.س. ج ا ص ۳۵۲) ظفیر.
(۵) مشکوۃ کتاب الصلوۃ فصل اول ص ۵۸. ۱۲ ظفیر.
(۶)سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱. ۱۲ ظفیر.
(۷)بر حاشیہ تفسیر جلالین ص ۳۳۹ وفی عبارۃ ابی السعود ولذکر اللہ اکبر ای الصلوۃ اکبر من سائر الطاعات (ایضاً ص ۳۳۸)ظفیر.

نماز کے ساتھ قضا پڑھنے کی اجازت ہو۔

(جواب) اس وجہ سے نماز کو قضا کرنا جائز نہیں۔(۱)

## نمازیں کب فرض ہوئیں:۔

(سوال ۱۰) کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہے۔

(جواب) نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو مظاہر حق دیکھیں۔(۲)

# الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها

## فصل اول اوقات الصلوٰۃ

### اذان و جماعت فجر:۔

(سوال ۱۱) فجر کی نماز جماعت طلوع آفتاب سے کتنی پیشتر ہونی چاہئے۔ اور دیگر یہ کہ اذان فجر جماعت سے کتنی پہلے ہونی چاہئے۔

(جواب) شامی میں ہے، قال ابو حنیفہؒ یؤذن للفجر بعد طلوعه(۳) یعنی صبح صادق ہونے کے بعد کہنا بہتر ہے اگر فوراً نہ ہو تو بعد میں کہے۔ الغرض تمام وقت نماز کا اذان کا بھی وقت ہے کما فی الشامی ولعل المراد بیان الاستحباب والا فوقت الجواز جمیع الوقت الخ.(۴) اور جماعت فجر کی اسفار کے وقت ہونی چاہئے یعنی جس وقت خوب روشنی ہو جاوے۔ اس کی مقدار درمختار میں یہ لکھی ہے کہ آفتاب کے نکلنے سے اتنی پہلے نماز شروع کریں کہ چالیس آیتیں ترتیل سے پڑھ سکیں اور پھر اعادہ کی ضرورت ہو تو اعادہ کرلیں(۵) غرض تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے آفتاب نکلنے سے جماعت کریں۔ فقط۔

---

(۱) وتارکها عمد امجانة ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر الخ فان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقته وحرم لو عکس ای اخره عنه الا لحاج بعرفة ومزدلفة (ایضا ج ۱ ص ۳۵۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۲) ظفیر صدیقی.

(۲) هی فرض عین علی کل مکلف بالا جماع فرضت فی الا سراء لیلة قبل السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف وکانت قبله صلاتین قبل طلوع الشمس وقبل غروبها شمنی (درمختار) انهم اختلفوا فی ای سنة کان الا سراء بعد اتفاقهم علی انه کان بعد البعثة الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) معراج سے متعلق ایک لمبی حدیث کے اخیر میں ہے ثم فرضت علی الصلوٰۃ خمسین کل یوم فرجعت علی موسیٰ فقال بما امرت قلت امرت بخمسین صلوٰۃ کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم وانی واللہ قد جربت الناس قبلک وعا لجت بنی اسرائیل اشد المعالجة فارجع الی ربک فسله التخفیف لا متک فرجعت فوضع عنی عشر فرجعت الی موسی فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرا فامرت بعشر صلوات کل یوم فرجعت الی موسی فقال مثله فرجعت فامرت بخمس صلوات کل یوم الخ متفق علیه (مشکوٰۃ باب فی المعراج فصل اول ص ۵۲۸) ظفیر غفرله.(۳) رد المحتار باب الاذان ص ۳۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفیر (۴) ایضا ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفیر مفتاحی.(۵) والمستحب لرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة ولو فسد (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر.

## قطب شمالی وجنوبی میں اوقات نماز کی پابندی کا طریقہ:۔

(سوال ۱۲) اوقات نماز کی پابندی ممالک قطب شمالی اور قطب جنوبی میں کس طرح ہوسکتی ہے۔ ان ممالک میں تین تین مہینہ تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا علی ہذا۔ تین ماہ تک غروب نہیں ہوتا۔ ایسے مقامات میں نماز کس طرح ادا کی جاوے۔

(جواب) ایسے مواقع کا حکم بھی فقہا نے لکھ دیا ہے کہ وہاں اندازہ کر کے نمازیں ادا کریں۔(۱) جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دجال کے ظہور کے وقت ایک دن سال بھر کا ہوگا، اس میں آنحضرت ﷺ نے بجواب صحابہ نمازوں کے بارہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ اندازہ کر کے نماز ادا کرو۔ (۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں پڑھو اسی قدر فصل سے جیسے عام بلاد میں نمازوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے پس یہی حکم عند المحققین ان مواقع کا ہے جہاں چھ چھ مہینہ یا کم و بیش دن اور رات رہتی ہیں۔ (۳)

## نماز فجر کا مستحب وقت:۔

(سوال ۱۳) فجر کی نماز میں چند مسلمانوں کے درمیان اختلاف پڑا ہوا ہے۔ اوقات طلوع شمس حیدرآباد دکن ۵ بج کر ۴۵ لحظہ پر اور غروب ۶ بج کر ۵۶ منٹ پر ہوتا ہے، اس لئے یہاں دن رات کا شمار تقسیم بالمناصفہ سے کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں کے اکثر حضرات اختلاف کی وجہ سے غلس میں نماز پڑھتے ہیں۔ ساڑھے چار بجے فجر پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ اسفار میں ۵ بجے کے بعد پڑھتے ہیں لہذا حنفی مذہب میں جو اصح اور متفق علیہ ہو وہ تحریر فرمادیں۔

(جواب) نماز فجر میں عند الحنفیہ اسفار مستحب ہے۔ مستحب کہنے سے معلوم ہوا کہ غلس میں درست ہے مگر بہتر اسفار ہے اور اسفار کی معنی ظہور نور اور انکشاف ظلمت کے ہیں۔ پس جب کہ طلوع آفتاب ۵ بج کر ۴۵ منٹ پر ہو تو ۵ بجے کے بعد عمدہ وقت اسفار کا ہے (۴) اور ساڑھے چار بجے پڑھنے والے بھی لائق ملامت کے نہیں ہیں، کیونکہ غلس میں پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔ (۵) اختلاف صرف افضلیت وعدم افضلیت میں ہے۔ جواز میں اختلاف نہیں ہے۔

**والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار درمختار وفی الشامی قوله**

---

(۱) وفا قد وقتهما کبلغار فان فیها یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینیة الشتاء مکلف بهما ما فیقدر لهما ولا ینوی القضاء الخ (درمختار وقدو جدو هو ما تو اطئت علیه اخبار الا سراء من فرض الله تعالیٰ الصلوٰة خمسا بعد ما امراو لا بخمسین ثم استقر الا مر علی الخمس شرعا عاما لا هل الا فاق لا تفصیل بین قطر و قطر. (۲) روی انه صلی الرعد وسلم ذکر الدجال قلنا ما لبثه فی الا رض قال اربعون یوما، یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعةوسائر ایامه کا یامکم قلنا یا رسول الله فذالک الیوم الذی کسنة اتکفینا فیه صلاة یوم قال لا، اقدر و. رواه مسلم الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۵ و ص ۳۳۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۲) ظفیر. (۳) قال الرملی فی شرح المنهاج ویجری ذلک فیما لو مکثت الشمس عند قوم مدة ۱ ه ح قال فی امداد الفتاح قلت وکذالک یقدر لجمیع الا جال کا لصوم والزکاة والحج والعدة واجال البیع والسلم والا جارة وینظر ابتداء الیوم فیقدر کل فصل من الفصول الا ربعة بحسب مایکون کل یوم من الزیادة والنقص کذا فی کتب الائمة الشافعیة ونحن نقول بمثله اذا صل التقدیر مقول به اجماعاً فی الصلوٰة (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۵ وج ۱ ص ۳۳۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۵) ظفیر. (۴) عن رافع بن خدیج قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسفروا با لفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی وابو داؤد والدار می (مشکوٰة. باب تعجیل الصلوٰة ص ۶۱) ظفیر.

(۵) وعن عائشة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لیصلی الصبح فتنصرف النساء متلفعات بمروطهن ما یعرفن من الغلس متفق علیه (ایضاً ص ۶۰) ظفیر.

باسفار ای فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة الخ .(۱)فقط۔

### مقیاس الظل :۔

(سوال ۱۴ )دائرہ ہندیہ میں مقیاس کا ظل سر سے ناپنا چاہئے یا جڑ سے اور سایہ اصل صحیح کس صورت میں ہوگا۔

(جواب)مقیاس کا ظل جو بوقت زوال شمس ہو وہ سایہ اصل کہلاتا ہے اس کو خواہ سر سے جڑ کی طرف کو ناپا جاوے یا جڑ سے سر کی طرف کو ہر دو صورت میں مآل واحد معلوم ہوتا ہے۔ باقی دائرۂ ہندیہ اور فی الزوال اور مثل و مثلین کی تشریح جو کچھ شرح وقایہ میں مذکور ہے وہ سہل ہے اور اقرب الی الصواب۔(۲)فقط۔

### وقت ظہر اور امام صاحب :۔

(سوال ۱۵ )امام ابوحنیفہ کا رجوع وقت ظہر مثلین سے اور الشفق ہو البیاض سے اور جائز ہونا مسح کا اوپر جورب کے یہ کہ منعل یا مجلد ہو ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب)رجوع امام صاحب کا مثلین سے وقت ظہر میں اور وقت مغرب میں شفق ابیض سے ثابت نہیں اور قول امام اصح واحوط ہے۔ کما حققه العلامه شامی (۳)اور جورب منعل ومجلد پر مسح کا جواز مسلم ہے۔(۴)فقط۔

### کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں :۔

(سوال ۱۶ )زید آیة کریمه اقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفاً من الیل سے تین وقت کی نماز فجر۔مغرب۔عشاء پر استدلال کرتا ہے۔کیا قرآن شریف کی کسی آیت شریفہ سے اوقات نماز پنجگانہ صریحاً ثابت ہوتے ہیں۔

(جواب)آیة کریمه اقم الصلوٰة طرفی النهار و زلفاً من الیل .(۵)میں پانچوں نمازوں کی فرضیت مراد ہو سکتی ہے۔اس طرح کہ دن کے ایک طرف میں صبح کی نماز ہے اور دوسری طرف میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب کے بعد تک تین نمازیں ظہر۔عصر۔مغرب اور زلفاً من الیل میں عشاء مراد ہو۔اس لئے کہ دن کا پہلا نصف حصہ زوال تک ہے اور دوسرا حصہ زوال کے بعد غروب تک۔اگر دوسرے حصے میں غروب تک دو نمازیں ظہر اور عصر رکھی جاویں تو مغرب اور عشاء زلفاً من الیل سے مراد ہو سکتی ہیں۔اور ایک دوسری آیة سے بھی مفسرین نے پانچوں نمازیں مراد لی ہیں۔وہ یہ ہے فسبحن الله حین تمسون وحین تصبحون وله الحمد فی السموت والارض وعشیاً وحین

(۱)ردالمحتار . کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶. ۱۲ ظفیر.

(۲)دیکھئے شرح وقایہ کتاب الصلوۃ ص ۱۴۴ و ص ۱۴۵. ۱۲ ظفیر .(۳)الشفق هو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة واليه رجع الا مام كما فی شروح المجمع وغيرها فكان هو المذهب (درمختار) قوله واليه رجع الا مام ای الی قولهما الذی هو رواية عنه ايضا الخ ورده المحقق فی الفتح بانه لا يسا عده رواية ولا دراية وقال تلميذه العلامه قاسم فی تصحيح القدوری ان رجوعه لم يثبت الخ فثبت ان قول الا مام هو الاصح الخ(رد المحتار. كتاب الصلوة جلد اول ص ۳۳۴ و ص ۳۳۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱)ظفیر .(۴)او جوربیه من غزل او شعر الثخینین الخ والمنعلین ما جعل علی اسفله جلدة والمجلدین (درمختار) ماذکره المصنف من جوازه علی المجلد والمنعل متفق علیه عند نا (رد المحتار. باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹ ط.س. ج ۱ ص ۲۶۹)ظفیر.

(۵)سورۃ ہود رکوع ۱۰. ۱۲ ظفیر.

تظهرون .(۱)

## انتہائی وقت ظہر عند الحنفیہ :۔

(سوال ۱۷) حنفیہ کے نزدیک انتہائی وقت ظہر کہاں تک ہے ایک مثل تک یا دومثل تک یعنی نماز ظہر کب سے قضا پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کب پڑھی چاہئے۔

(جواب) قال فی الدر المختار ووقت الظهر من زواله الخ الی بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والا ئمة الثلاثة قال الا مام الطحاوی وبه ناخذو فی غزر الا ذكار هو الماخوذبه وفی البر هان وهو الا ظهر الخ وفی الشامی قوله الی بلوغ الظل مثليه هذا هو ظاهر الرواية عن الا مام نهاية وهوالصحيح بدايع ومحيط وينا بيع وهو المختار غيا ثيه واختاره الا مام المحبوبی وعول عليه النسفی وصدر الشريعة تصحيح قاسم . واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی وبقولهما نا خذ لا يدل علی انه المذهب الخ ثم قال وقد قال فی البحر لا يعدل عن قول الامام الی قولهما الخ .(۲) پس معلوم ہوا کہ راجح عند الحنفیہ قول امام اعظم ہے اور وقت ظہر دومثل تک رہتا ہے سوائے فئی الزوال کے اور وقت عصر کے بعد مثلین کے ہے۔ فقط۔

## طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت کی وجہ :۔

(سوال ۱۸) طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنا کیوں منع ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ ان وقتوں میں کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں، اس لئے ان وقتوں میں نماز نہ پڑھیں۔(۳)

## نماز عصر نصف غروب آفتاب کے وقت جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۹) فرض عصر کے غروب آفتاب کے وقت اگر سورج نصف اندر اور نصف باہر ہو جائز ہیں یا نہیں۔

(جواب) نماز عصر اس دن کی ایسے وقت میں ادا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر ایسا وقت ہو جاوے اور نماز عصر کی نہ پڑھی ہو تو پڑھ لینی چاہئے۔(۴) مگر قصداً ایسا وقت نہ کرنا چاہئے کہ یہ معصیت ہے۔

---

(۱) سورة الروم ركوع ۲. ۱۲ ظفير. فسبحان الله حين تمسون الخ قيل المراد بالتسبيح هنا الصلوات الخمس فقوله حين تمسون صلاة المغرب والعشاء وقوله حين تصبحون صلاة الفجر وقوله عشيا صلاة العصر وقوله وحين تظهرون صلاة الظهر كذا قال الضحاك وسعيد بن جبير وغيرهما الخ (فتح القدير للشوكانی ج۴ ص ۲۱۱) ظفير.

(۲) رد المحتار. كتاب الصلوة. جلد اول ص ۳۳۲ ط.س. ج ا ص۳۵۹. ۱۲ ظفير. (۳) قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ولا تحينوا بصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع بين قرنی الشيطان متفق عليه وفی رواية ثم اقصر عن الصلوة حين تطلع الشمس حتی ترتفع فانها تطلع حين تطلع بين قرنی الشيطان وحينئذ يسجد لها الكفار (مشكوة . باب اوقات النهی ص ۹۳) ظفير. (۴) لا تجوز الصلوة عند طلوع الشمس ولا عند قيا مها ولا عند غروبها الخ الاعصر يومه عند الغروب (هدايه فصل فی الأوقات التی تكره فيها الصلوة ج ا ص ۸۰) ظفير.

### ظہر وجمعہ کا وقت:۔

(سوال ۲۰) ظہر وجمعہ کی اذان ہمیشہ سوا بارہ بجے اور جماعت ساڑھے بارہ بجے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مختلف موسموں میں حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔ زوال سے پہلے ظہر اور جمعہ کا وقت نہیں ہوتا اور گرمیوں میں ظہر میں تاخیر مستحب ہے اور جمعہ میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے لیکن اس کا خیال رکھا جاوے کہ وقت ہو جاوے۔ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے جمعہ کی اذان نہ کہی جاوے اور ایک بجے جمعہ پڑھا جاوے۔ اور ظہر میں موسم گرما میں تاخیر چاہئے۔(۱) اذان دو ڈیڑھ بجے اور نماز سوا دو یا اڑھائی بجے پڑھنی چاہئے اور جاڑوں میں ایک ڈیڑھ بجے۔

### نماز مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے:۔

(سوال ۲۱) مغرب کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں بمجرد غروب آفتاب کے ہوجاتا ہے یا نصف آسمان تک اندھیرا ضروری ہے۔

(جواب) وقت نماز مغرب کا ہمیشہ بمجرد غروب شمس سے ہوتا ہے۔ اور روزہ کے افطار کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں بھی بمجرد شمس سے ہوجاتا ہے۔ درمختار کتاب الصوم میں ہے هو امساک عن المفطرات الخ فی وقت مخصوص وهو اليوم (درمختار) ای اليوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب الخ والمراد بالغروب زمان غيبوبة جرم الشمس بحيث تظهر الظلمة فی جهة الشرق (۲) الخ ص ۸۰ جلد ثانی شامی۔ فقط۔
صفحات کا یہ حوالہ شامی، مطبوعہ ''مجتبائی دہلی'' کا ہے اور حاشیہ میں شامی مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ'' دارالخلافہ عثمانیہ'' کا۔ ظفیر۔

### کسی کے انتظار میں وقت مستحب ضائع نہ کیا جائے:۔

(سوال ۲۲) ایک شخص کے مکان کے متصل ایک مسجد ہے محلہ میں اور بھی بہت سے مسلمان ہیں مگر وہ شخص کہتا ہے کہ امام مسجد کا نماز جماعت اس وقت تک نہ'' پڑھاوے جب تک ہم نہ آویں۔ اکثر ہوا ہے کہ اس کے انتظار میں وقت مکروہ میں جماعت ہوئی ہے۔ اب امام اپنے وقت معینہ پر جماعت پڑھا دیا کرتا ہے یعنی ہر نماز کی اذان کے آدھا گھنٹہ پون گھنٹہ بعد اور نمازی قریب قریب بیس تیس آدمی کے حاضر ہوجاتے ہیں۔ اب وقت کی پابندی امام کو لازم ہے یا اس شخص کا انتظار۔

(جواب) وقت مستحب پر نماز پڑھنی چاہئے شخص مذکور کا انتظار نہ کیا جاوے لیکن اگر اندیشۂ فساد ہو تو فقہاء نے اس کے انتظار کی اجازت دے دی ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) والمستحب فی الفجر باسفار الخ وتاخير ظهر الصيف بحيث يمشی فی الظل مطلقا الخ۔ وجمعة كظهر اصلا واستحبابافی الزمانين لانها خلفه (درمختار) لكن جزم فی الاشباه انه لا يسن لها الابرار لخ (رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر۔ (۲) رد المحتار كتاب الصوم جلد ثانی ج ۲ ص ۱۱۰ ط.س ج ۱ ص ۳۷۱) رد المحتار کو شامی کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲ ظفیر۔ (۳) رئيس المحلة لا ينتظر مالم يكن شهرا والوقت متسع (الدر المختار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲ ط.س ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر۔

## نینی تال میں وقت عشاء:۔

(سوال ۲۳) نینی تال میں مغرب کا وقت مدراس ٹائم سے سات بج کر بیس منٹ پر ہوتا ہے اب اسی اعتبار سے عشاء کا وقت کے بجے ہوگا اور وتر و سحر کا انتہائی وقت کیا ہوگا۔

(جواب) اگر غروب آفتاب سات ۷ بج کر بیس ۲۰ منٹ پر ہے تو وقت عشاء آٹھ ۸ بج کر چون ۵۴ منٹ پر ہے اور طلوع آفتاب اگر پانچ بج کر ۲۲ یا ۲۳ پر ہے تو صبح صادق ۳ بج کر ۴۸ یا ۴۹ منٹ پر ہے۔ یہی انتہائی سحری کا وقت ہے۔ فقط۔

## وقت ظہر الی المثلین:۔

(سوال ۲۴) ماقولكم فی وقت الظهر عند الحنفية هل هو باق الی المثلين او خرج مع ظل واحد امامنا ابو حنيفة رحمة الله هل رجع الی قول صاحبين يعنی الی المثل والی هذا القول مال وافتی مولانا الفاضل عبدالحی الكهنوی رحمه الله فی مجموع فتاویٰ فان رجع بای قول يعمل وما حكم قوم احناف يصلون عند ختم المثل هل يجوز فان جاز فبلا كراهة او معه وما حكم اقتداء غير المقلد هل يجوز وترجمة الخطبة بغير العربی وبجوازه افتی بعض علماء مدراس هل هو بلا كراهة او معه.

(جواب) قال فی الدر المختار " ووقت الظهر من زواله الی بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما " الخ وفی ردالمحتار " قوله الی بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الروية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدايع ومحيط وينابيع وهو المختار غياثيه واختاره الامام المحبوبی وعول عليه النسفی وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی وبقولهما ناخذ لا يدل علی انه المذهب واما فی الفيض من انه يفتی بقولهما فی العصر و العشاء مسلم فی العشاء فقط علی ما فيه وتمامه فی البحر " الخ وفيه ايضاً " قال فی البحر لا يعدل عن قول الامام الی قولهما او قول احدهما الا لضرورة من ضعف دليل اوتعامل بخلافه " الخ وقد قال قبيله " ان الادلة تكافئت ولم يظهر ضعف دليل الامام بل ادلة قوية ايضاً "(۱) الخ فالحاصل ان وقت الظهر يبقی الی المثلين و الامام ابو حنيفة مارجع فی هذا الی قول الصاحبين بل يروی عنه كقولهما ولكن ظاهر الرواية خلافه فما يروی بعد المثل فهو اداء والاحسن الاحوط ما فی السراج عن شيخ الاسلام " ان الاحتياط ان لا يؤخر الظهر الی المثل وان لا يصلی العصر حتی يبلغ المثلين ليكون موديا للصلوتين فی وقتهما بالاجماع " الخ شامی .(۲) وفی اقتداء غير المقلد قيل وقال وتفصيل واجمال فالاحوط تركه الا بضرورة داعية وترجمة الخطبة بغير العربی مكروهة علی التحقيق صرح به فی المسویٰ والمصفیٰ شرح الموطاء وجوازه بغير العربی مختلف فيه فالحذر كل الحذر من الاختلاف فانه خلاف الاحتياط .فقط.

---

(۱) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۳۲ و ص ۳۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۹، ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۹، ۱۲ ظفیر۔

## مغرب کے اذان و تکبیر میں فصل:۔

(سوال ۴۵) حسب معمول زید نے ایک روز مغرب کی اذان دی اور بعد اذان جس قدر مسلک حنفیہ میں توقف جائز ہے یعنی اذان کے بعد کی دعا پڑھ کر تکبیر کہی۔ اور امام صاحب اذان کے پہلے سے وضوو غیرہ سے فارغ ہو کر نماز کے لئے تیار تھے، بعد تکبیر انہوں نے نماز پڑھائی۔ مگر امام صاحب کے خادم (جو کہ امام صاحب کا کھانا پکاتے ہیں اور بعض اسی قسم کے کام کیا کرتے ہیں) بکر و نیز دوسرے مصلی جیسا کہ عام لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اذان ہونے کے وقت آ کر وضوو غیرہ کرتے ہیں۔ بعد نماز بکر نے زید سے کہا کہ آپ لوگ ذرا سی بھی نہیں ٹھیرتے فوراً ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تکرار بھی کرنے لگے۔ حالانکہ زید نے جائز توقف کے بعد تکبیر کہی تھی۔ تو ان کے جواب میں زید اور ایک مصلی نے کہا چونکہ اس وقت بہت کم وقت رہتا ہے اس لئے نہیں ٹھیرنا چاہئے۔ لیکن وہ ایک عالم کے خادم ہیں انہوں نے کسی کی نہ سنی اور حجت کرتے رہے۔ سوال یہ ہے کہ مغرب کی اذان و تکبیر کے درمیان کچھ تاخیر و فصل کرنا چاہئے۔ یا تعجیل و وصل کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان و تکبیر کے درمیان کوئی نماز کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق قال فی الدرالمختار. وقیل صلوٰۃ مغرب لکراھۃ تاخیرہ الا یسیراً (۱) الخ وفیہ ایضاً ویجلس بینھمابقدر ما یحضر الملازمون مرا عیا لوقت الندب الا فی المغرب وفیسکت قائماً قدر ثلث ایات قصار ویکرہ الوصل اجماعاً (۲) الخ وفی الشامی ویستحب التحول للاقامۃ الی غیر موضع الا ذان وھو متفق علیہ (۳) وایضاً فی الشامی قولہ وقبل صلوٰۃ مغرب علیہ اکثر اھل العلم منھم اصحابنا وما لک واحد الوجھین عن الشافعی لما ثبت فی الصحیحین وغیرھما مما یفید انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یواظب علی صلوٰۃ المغرب باصحابہ عقب الغروب ولقول ابن عمر رضی اللہ عنھما ما رأ یت احداً علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیھما رواہ ابو داؤد وسکت عنہ والمنذری فی مختصرہ واسنادہ حسن وروی محمد عن ابی حنیفۃ عن حماد انہ سئل ابراھیم النخعی عن الصلوٰۃ قبل المغرب قال فنھی عنھا وقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمرلم یکو نو ایصلو نھا وقال القاضی ابو بکر بن العربی اختلف الصحابۃفی ذلک ولم یفعلہ احد بعدھم فھذا یعارض ماروی من فعل الصحابۃ ومن امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلوتھما لانہ اذا اتفق الناس علی ترک العمل بالحدیث المر فوع لا یجوز العمل بہ لا نہ دلیل ضعفہ علی ماعرف فی موضعہ ولو کان ذلک مشھوراً بین الصحابۃ لما خفی علی ابن عمر او یحمل ذلک علی انہ کان قبل الا مر بتعجیل المغرب وتمامہ فی شرح المنیۃ وغیرھما الخ . (۴) ان روایات کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ مغرب کی اذان و تکبیر کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ اور نیز معلوم ہوا کہ جس قدر وقفہ اذان کے بعد دعا ماثورہ پڑھنے اور تحول من موضع الاذان الی موضع الا قامۃ میں ہوتا ہے وہ کافی ہے

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۴۹ ط س ج ا ص ۳۷۶، ۲ ۱ ظفیر۔
(۲ و ۳) رد المحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۲ ط س ج ا ص ۳۸۹ ۲ ۱ ظفیر۔
(۴) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۴۹ ط س ج ا ص ۳۷۶، ۲ ۱ ظفیر۔

اور وصل مکروہ کو رافع ہے اور ظاہر ہے کہ تین آیات قصار نصف منٹ سے بھی کم میں پڑھ سکتے ہیں۔ الغرض عبارات مذکورہ سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب واضح ہو گیا۔ فقط۔

### نمازِ عشاء کا وقت:۔

(سوال ۶۲) آج کل رمضان مبارک میں اکثر لوگ نماز عشاء میں بہت جلدی کرتے ہیں، عام طور سے ساڑھے آٹھ بجے ریلوے گھڑی سے کہ شفق سرخ غائب نہیں ہوتی اذان کہہ کر ۹ بجے سے قبل نماز پڑھ لیتے ہیں۔ دریافت طلب یہ امور ہیں۔ کیا عشاء کی اذان قبل از وقت جائز ہے۔ مغرب وعشاء کی اذان کے درمیان کم از کم انتہائی مع احتیاط ضروری کتنا فاصلہ ہونا چاہئے مذہب حنفیہ میں۔ جس گھڑی میں مغرب کی اذان ½ ۷ بجے ہوتی ہو عشاء کی اذان کس وقت ہونی چاہئے۔

(جواب) ۱۹۔ و ۲۰ جون کو مثلاً غروب آفتاب ۷ بج کر ۲۷ منٹ پر ہے اور وقت عشاء موافق قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ۹ بج کر ۴ منٹ پر ہے۔ پس تفاوت مابین غروب آفتاب و غروب شفق ابیض یعنی وقت عشاء امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک گھنٹے ۳۷ منٹ کا ہے۔ تاریخ ہائے مذکورہ پر ۹ بجے سے قبل اذان و نماز موافق قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ درست نہیں ہے البتہ صاحبین کے قول کے موافق صحیح ہے اور یہ ایک قول امام صاحب کا بھی لکھا ہے، مگر شامی میں کہا کہ احتیاط یہ ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے اور شفق ابیض کے غروب سے پہلے عشاء کی نماز نہ پڑھی جائے۔ (۱) اور عشاء کی اذان کسی کے نزدیک قبل از وقت صحیح نہیں ہے۔ (۲) انتہائی وقت تاریخ ہائے مذکورہ تقریباً پونے نو بجے ریلوے ٹائم سے ہے۔ فقط۔

### نماز جمعہ وظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۶۳) جمعہ کی نماز کا وقت کب سے ہو جاتا ہے۔ مدراس کے ٹائم کے حساب سے کے بجے نماز جمعہ کا وقت ہو جاتا ہے، اور زوال کا وقت آج کل کب سے کب تک ہے۔ کیا نماز جمعہ زوال سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور ظہر اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے یا کچھ فرق ہے۔

(جواب) ظہر کی نماز کا اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے۔ زوال شمس کے بعد وقت شروع ہوتا ہے اس لئے پہلے جمعہ درست نہیں ہے جیسا کہ ظہر بھی درست نہیں ہے۔ (۳) یہاں تقریباً مدراس کے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال ہوتا ہے۔ وہاں کے زوال کا وقت دیکھ لیں، غالباً وہاں بھی اسی کے قریب قریب ہوگا۔ اس کے بعد جمعہ پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

(۱) فثبت ان قول الا مام هو الا صح ومشى عليه فى البحر (رد المحتار كتاب الصلوة جلد اول ص ۳۳۵ ط. س. ج ۱ ص ۳۶۱) ظفير.
(۲) فيعا دا ذان وقع قبله كالا قامة خلا فا للثانى فى الفجر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا ذان جلد ص ۳۵۸ ط. س. ج ۱ ص ۳۸۵) ظفير.
(۳) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فى الزما نين لا نها خلفه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۰ ط. س. ج ۱ ص ۳۶۷) ظفير.

## ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۸) جمعہ کا وقت اڑھائی بجے رہتا ہے یا نہیں، پنجاب کے اکثر مسلمان معترض ہیں کہ اڑھائی بجے کا وقت صحیح نہیں۔

(جواب) جمعہ کا وقت مثل ظہر کے ہے زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے۔اور ایک مثل یا دو مثل تک علی اختلاف القولین باقی رہتا ہے۔لیکن جمعہ میں تعجیل یعنی جلدی پڑھنا مستحب اور بہتر ہے مثلاً ریلوے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال آفتاب ہوتا ہے تو ایک بجے یا ڈیڑھ بجے تک یا کچھ کم وبیش نماز جمعہ ادا کر لینی چاہئے۔لیکن اڑھائی بجے تک بھی وقت رہتا ہے۔البتہ قصداً اس قدر تاخیر پسندیدہ اور مشروع نہیں ہے۔(۱)شامی میں ہے لکن جزم فی الاشباہ انہ لا یسن لھا الا برادالخ(۲)فقط۔

## عشاء کا مستحب وقت :۔

(سوال ۲۹) عشاء کی نماز کا بہتر وقت کون سا ہے جس میں عوام کو تکلیف نہ ہو۔

(جواب) عشاء کی نماز ایک ثلث شب ہونے پر مستحب ہے۔اور اگر بضرورت کچھ پہلے پڑھ لیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۳)

## ابر محیط میں اوقات صلوٰۃ کا اندازہ :۔

(سوال ۳۰) موسم برسات میں اکثر دیہاتوں میں ایسا واقعہ پیش آیا کرتا ہے کہ کئی کئی دن آفتاب نہیں نکلتا اور نہ کوئی گھڑی گھنٹہ ہوتا ہے جس سے نماز کے وقتوں کی شناخت ہو۔ایسی حالت میں گاؤں والوں کو ظہر وعصر کا وقت معلوم کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔پس شرعاً جب ابر محیط ہو تو کس طرح یہ دونوں نمازیں پڑھی جاویں اور مثلاً کوئی نماز ادا کی گئی اور بعد کو آفتاب نکل آیا جس سے معلوم ہوا کہ نماز جو تحری سے پڑھی گئی تھی بے وقت تھی اس کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں اندازہ اور تخمینہ کیا جاوے اور اسی کے موافق نماز پڑھی جاوے۔اگر خطا ظاہر نہ ہوئی تو وہی نمازیں ہو گئیں اور اگر خطا ظاہر ہوئی تو اعادہ کر لینا چاہئے۔(۴)فقط۔

---

(۱) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانها خلفه(درمختار) اصلا ای من جهت اصل وقت الجواز و ما وقع فی اخره من الخلاف قوله استحبابا فی الزمانین ای الشتاء والصيف لكن جزم فی الاشباه فی فن الاحكام انه لا يسن لها الابرادالخ وقال الجمهور وليس بمشروع لانها تقام بجمع عظيم فتاخيرها مفض الى الحرج ولا كذا لك الظهر (رد المحتار كتاب الصلوة ج ا ص ۳۴۰ ط.س.ج ا ص۳۶۷)(۲)رد المحتار كتاب الصلوة جلد اول ص ۳۴۰ ط.س.ج ا ص۳۶۷ ۱۲ ظفير (۳)وتاخير عشاء الى ثلث الليل قيده فى الخانية وغيرها با لشتاء اما الصيف فيندب تعجيلا (درمختار) قوله فى الخانية الخ وفى الهداية وقيل فى الصيف يعجل كيلا تتقلل الجماعة(رد المحتار كتاب الصلوة ج ا ص ۳۴۱ ط.س.ج ا ص۳۶۸) ويستحب تعجيل المغرب فى كل زمان كذا فى الكافى وكذا تاخير العشاء الى ثلث الليل الخ وفى يوم الغيم يند ر الفجر الخ ويعجل العشاء كيلا يمنع مطر اوثلج عن الجماعة هكذا فى محيط السرخسى هذا فى الازمنة كلها (عالمگیری مصری الباب الاول فى المواقيت فصل ثانى ج ا ص ۴۸ ط.ماجديه ج ا ص ۵۱)ظفير.(۴)واذا كان اليوم يوم غيم فالمستحب فى الفجر والظهر والمغرب تاخيرها يعنى بالتاخير عدم التعجيل فى اول الوقت لا التاخير الشديد الذى يشك بسببه فى بقاء الوقت وذالك لان التعجيل فى الفجر يودى الى تقليل الجماعة بسبب الظلمة وربما تقع قبل الوقت وكذا فى الظهر والمغرب لا يؤمن بالتعجيل من وقوعهما قبل الزوال والغروب قال فى المحيط المراد من تاخير المغرب قدر ما يحصل التيقن بالغروب الخ.(غنية المستملى شرط خامس ص ۲۳۴)ظفير.

## عشاء سے پہلے سوناجب کہ جماعت فوت نہ ہو:۔

(سوال ۳۱) نماز مغرب کی پڑھ کر سورہا اور عشاء کے وقت جاگا تو نماز عشاء میں تو کچھ خلل نہ ہوگا۔

(جواب) نماز عشاء میں کچھ نقصان نہ ہوگا لیکن عشاء سے پہلے سونا اچھا نہیں۔(۱)

## اذان مغرب وعشاء میں فاصلہ:۔

(سوال ۳۲) اذان مغرب وعشاء میں کس قدر فاصلہ درکار ہے۔ کیا جس جگہ بحساب دھوپ گھڑی قریب سوا سات بجے شام کے اذان مغرب ہوتی ہو وہاں اسی گھڑی سے ۸ بجے اذان عشاء ہوکر فرض ادا کرسکتے ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ کم ازکم ایک گھنٹہ پچیس منٹ کا فاصلہ اذان مغرب وعشاء میں ہونا چاہئے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) غروب کے بعد عشاء کا وقت عندالامام ابی حنیفہؒ اس وقت ہوتا ہے کہ شفق ابیض غائب ہوجاوے۔(۲) اس کی مقدار بعض موسموں میں ایک گھنٹہ چوبیس پچیس منٹ اور بعض موسموں میں ایک گھنٹہ ۲۷ منٹ اور بعض موسموں میں اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ پس مغرب وعشاء میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کم فاصلہ نہ کرنا چاہئے بلکہ احتیاطاً پونے دو گھنٹہ کا فاصلہ کرنا چاہئے اور جنتری طلوع وغروب آفتاب وصبح صادق وغیرہ سے مقدار وقت ہر زمانہ میں معلوم ہوسکتی ہے۔ فقط

## ابتداء وقت عصر عندالامام:۔

(سوال ۳۳) امام اعظمؒ کے نزدیک ایک مثل پر عصر کا وقت ہوجانے کی روایت معتبر اور مفتی بہ ہے یا دو مثل کی یا دونوں فتوے دینے اور عمل کرنے میں ایک درجہ کی معتبر اور صحیح ہیں۔

(جواب) حنیفہ کا فتویٰ ہر دو قول پر ہے۔(۳) لیکن احوط دو مثل پر عصر کو پڑھنا ہے اور اسی پر ہمارے مشائخ کا عمل ہے۔ فقط۔

## صبح کی نماز کب پڑھی جائے:۔

(سوال ۳۴) صبح کی نماز کے بعد کتنا وقت رہنا چاہئے۔

(جواب) امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے کہ صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ (۴) یعنی تاخیر کرنی چاہئے اس قدر کہ نماز فرض ادا کرنے کے بعد اتنا وقت طلوع آفتاب تک باقی رہے اگر امام وغیرہ کا بے وضو ہونا ظاہر ہو یا کسی وجہ سے نماز کے اعادہ

(۱) قال فی البرهان ویکره النوم قبلها والحدیث بعدهالنهی النبی صلی الله علیه وسلم عنهما الخ وقال الطحاوی انما کره النوم قبلها لمن خشی علیه فوت وقتها او فوت الجماعة فیها واما من وکل نفسه الی من یو قظه فیباح النوم (ردالمحتار، کتاب الصلوٰة تحت قول وتاخیر عشاء الی ثلث اللیل ج ۱ ص ۳۴۱ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) واول وقت المغرب اذا غربت الشمس واخر وقتها مالم یغب الشفق الخ ثم الشفق هو البیاض الذی فی الا فق بعد الحمرة عندابی حنیفة وعندهما هو الحمرة (هدایه کتاب الصلوٰة. باب المواقیت ج ۱ ص ۷۷ وج ۱ ص ۷۸).

(۳) ووقت الظهر من زواله الی بلوغ الظل مثلیه وعنه مثله وهو قولهما الخ وبه یفتی (درمختار) قوله الی بلوغ الظل مثلیه هذا ظاهر الروایة عن الامام وهو الصحیح بدائع ومحیط وینا بیع وهو المختار غیاثیة واختاره الامام المحبوبی الخ وفی روایة عنه ایضا انه بالمثل یخرج وقت الظهر ولا یدخل وقت العصر الا بالمثلین ذکر ها الزیلعی وغیره الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۲ ط.س.ج ۱ ص ۳۵۰). (۴) والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة لو فسد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر.

کی ضرورت ہوتو آفتاب کے طلوع سے پہلے پہلے پھر نماز کا اعادہ ہو سکے۔ پس پندرہ بیس منٹ باقی رہنا طلوع آفتاب میں بعد نماز کے کافی ہے۔ فقط۔

## لندن میں اوقات نماز:۔

(سوال ۳۵) جس جگہ تین ۳ بجے دن نکلے اور نو ۹ بجے دن چھپے یعنی لندن میں ایسا وقت ہے تو اس حساب سے ۱۸ گھنٹہ کا دن اور ۶ گھنٹہ کی رات ہوتی ہے تو نماز مغرب بعد غروب ہی پڑھے یا کہ بارہ گھنٹہ کے حساب سے پڑھی جاوے، اور اسی طرح عشاء کی نماز کس طرح پر اور کس وقت پڑھی جاوے۔

(جواب) نماز مغرب بعد غروب کے پڑھے۔ اسی طرح سب نمازیں وہاں کے حساب سے پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

## ایام بارش میں مستحب اوقات نماز:۔

(سوال ۳۶) نماز پنجگانہ فرض کا وقت مستحب ایام بارش میں گھڑی کے حساب سے کتنے بجے ہوجاتا ہے۔

(جواب) اوقات نماز میں شرعاً وسعت بہت ہے اس لئے گھنٹہ و گھڑی سے کوئی خاص وقت معین کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ شرعاً کوئی خاص وقت مقرر ہے کہ اس قدر گھنٹہ اور منٹ ہونے پر فلاں نماز پڑھی جاوے۔ شرعاً یہ حکم ہے کہ اس قدر تاخیر نہ ہو کہ وقت مکروہ آجاوے اور وقت مستحب کا خیال رکھا جاوے۔ مثلاً ظہر کی نماز ایک بجے سے تین بجے تک جس وقت اجتماع نمازیاں ہوجاوے پڑھ سکتے ہیں، لیکن بہتر تاخیر ہے۔ مثلاً آج کل موسم برسات میں دواڑھائی بجے یا کچھ بعد پڑھ لی جاوے، تو بہتر ہے اور عصر کی نماز ۵ بجے سے ۶ بجے تک کے درمیان میں پڑھیں اور صبح کی نماز سوا پانچ بجے یا ساڑھے پانچ بجے تک پڑھیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ طلوع آفتاب آج کل چھ بجے کے قریب ہے، ساڑھے پانچ بجے بھی آدھ گھنٹہ باقی رہتا ہے پڑھ سکتے ہیں اور ضرورت ہوتو اعادہ بھی کر سکتے ہیں۔ (۱) الغرض جس قدر صبح کی نماز میں اسفار ہو بہتر ہے۔ **قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر.** (۲)

## نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں:۔

(سوال ۳۷) رمضان شریف میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

(۱) یہ اوقات دیوبند کے ہیں یہاں سے دور دراز مقامات میں کافی فرق ہوتا ہے اس کا لحاظ ہر حال میں ملحوظ رہنا ضروری ہے ۱۲۔
(۲) مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ ۱۲ ظفیر۔
(۳) وقت صلوٰۃ الفجر الخ من اول طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۳ و ج ۱ ص ۳۳۲ ط س ج ۱ ص ۳۵۹ وعن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و زید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورھما قام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ فصلی قلنا لانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم کان بین فراغھما من سحورھما و دخولھما فی الصلوٰۃ قال قدر ما یقرء الرجل خمسین ایۃ رواہ البخاری (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ فصل اول ص ۶۰) محمد ظفیر الدین غفرلہ

## نماز مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں :-

(سوال ۳۸) بوقت افطار لوگوں کی لائی ہوئی افطاری کھا کر نماز مغرب ادا کرتے ہیں۔ ایک شخص اس پر معترض ہے کہ بعد نماز کے کھاؤ۔ مگر اذان ہوتے ہی صرف چھوہارے سے روزہ افطار کر کے فوراً نماز کو کھڑے ہو جاؤ۔ اور وہ شخص ناراض ہو کر جماعت مغرب علیحدہ کرتا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) افطاری کی وجہ سے نماز مغرب میں کچھ دیر کرنا جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اطمینان سے روزہ افطار کر کے اور پانی پی کر اور کچھ کھا کر جو موجود ہو نماز پڑھنی چاہئے۔ پس جو شخص اس تاخیر معمولی کی وجہ سے ناراض ہوا اور علیحدہ نماز پڑھنے لگا اس نے خطا کی اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو اور اس تاخیر کو جو بوجہ افطار کرنے روزہ کے ہے خلاف شرع نہ سمجھے۔ (۱) یہ عین حکم شریعت کا ہے۔ فقط۔

## مغرب وعشاء کے درمیان مقدار فاصلہ :-

(سوال ۳۹) مذہب حنفی میں غروب آفتاب یعنی مغرب کی نماز کے بعد اور اول وقت عشاء میں کس قدر فصل متفق علیہ احناف ہونا ضروری ہے۔ دوم یہ کہ ایام صیف وشتاء میں مابین مغرب وعشاء وقت کی ایک ہی مقدار معین ہے یا کچھ کمی و بیشی گھنٹہ اور منٹ میں ہوتی رہتی ہے۔

(جواب) عشاء کا وقت غیبوبتہ شفق کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور شفق کے بارہ میں امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کی غیبوبتہ پر عشاء کا وقت ہوتا ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک شفق ابیض کی غیبوبتہ پر عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے۔ (۲) اور ظاہر ہے کہ قول امام اعظمؒ پر عمل کرنا احوط ہے۔ کمافی الشامی وقولہ احوط۔ (۳) اس کے بعد واضح ہو کہ شفق ابیض غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غائب ہوتا ہے اور اس میں صیفاً وشتاءً چند منٹ کا تفاوت ہوتا ہے۔ چنانچہ جنتری طلوع وغروب آفتاب سے جس میں وقت عصر و وقت عشاء حسب مذہب امام اعظمؒ درج ہے، واضح ہوتا ہے کہ یکم اگست ۱۹۲۱ کو غروب آفتاب ۷ بج کر ۱۷ منٹ پر ہے۔ اور وقت عشاء موافق مذہب امام اعظم ۸ بج کر ۴۷ منٹ پر ہے...... اس سے واضح ہوا کہ تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ تیس منٹ ہے اور ۳۱۔ اگست ۱۹۲۱ کو غروب آفتاب ۶ بج کر ۴۸ منٹ پر ہے اور وقت عشاء ۸ بج کر ۱۳ منٹ پر ہے اس وقت تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ پچیس منٹ ہے الغرض ہمیشہ مابین غروب آفتاب وغروب شفق میں تقریباً اسی قدر فاصلہ رہتا ہے۔ پس

(۱) جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا دیر کی جاتی ہے تو اس میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ ووقت المغرب الی غیبوبة الشفق (عالمگیری کشوری اوقات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۵۰) عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال امتی بخیر او قال علی الفطرة مالم یوخرو االمغرب الی ان تشتبک النجوم رواہ ابو داؤد (مشکوٰة باب تعجیل الصلوٰة فصل ثانی ص ۶۱) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب تک ستارے زیادہ تعداد میں آسمان پر نکل کر نہ پھیل جائیں، تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ وفی القنیة یکرہ تاخیر المغرب عند محمد رحمة اللہ علیہ وفی روایة عن ابی حنیفة ولا یکرہ فی روایة الحسن عنہ مالم یغب الشفق والا صح انہ یکرہ الا من عذر کالسفر والکون علی الا کل ونحو ھما الخ والذی اقتضتہ الاخبار کراھة التاخیر الی ظھور النجوم وما قبلہ مسکوت عنہ فھو علی الا باحة (غنیة المستملی ص ۲۳۳) ظفیر.

(۲) ثم الشفق ھو البیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعند ھما ھو الحمرة (ھدایہ. باب المواقیت ج ۱ ص ۷۸) ظفیر.

(۳) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱، ۱۲.

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غروب آفتاب سے عشاء کا وقت ہو جاتا ہے اور صاحبینؒ کے مذہب کے موافق بارہ منٹ پہلے وقت عشاء کا ہوتا ہے کیونکہ تفاوت مابین شفق احمر وابیض بارہ منٹ کا ہے۔ کما فی الشامی ذکر العلامہ المرحوم الشیخ خلیل الکاملی الخ ان التفاوت بین الفجرین وکذا بین الشفقین الاحمر والابیض انما ھو بثلث درج الخ۔ (۱) اور ایک ایک درجہ ۴ منٹ کا ہے۔ پس تین درجے ۱۲۔ منٹ کے مساوی ہوئے۔ فقط۔

## مسئلہ فی الزوال :۔

(سوال ۴۰) بعض غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسئلہ فی الزوال کی کوئی اصل نہیں کیونکہ مدینہ شریف میں فئی الزوال نہیں تھا۔

(جواب) مثل یا مثلین علاوہ فی الزوال کے لینا متفق علیہ مسئلہ ہے اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔ من شاء فلیراجع الیھا۔ (۲)

## وقت مغرب کی مقدار اور اس میں لمبی قراءت :۔

(سوال ۴۱) امام بوقت مغرب نماز میں لمبی سورۃ کہ جس سے وقت تنگ ہو جاوے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) غروب سے شفق ابیض کے غائب ہونے تک امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وقت مغرب کا رہتا ہے جس کی مقدار تقریباً سوا گھنٹہ یا کچھ منٹ زیادہ ہے۔ (۳) اور صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کے غائب ہونے تک وقت مغرب کا رہتا ہے جو پہلی مقدار سے کم ہے۔ (۴) اور مغرب میں قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک سورۃ کا پڑھنا مستحب ہے۔ پس بہت لمبی سورہ مغرب میں پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف سنت ہے۔ (۵) فقط۔

## وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق :۔

(سوال ۴۲) اگر صبح چار بجے ہو تو جماعت صبح کا وقت اصلی کون سا ہوگا۔

(جواب) اگر صبح صادق ۴ بجے مثلاً ہوتی ہے تو نماز فجر پانچ سوا پانچ بجے تک بلکہ اس کے بھی بعد تک پڑھ سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ طلوع آفتاب سے دس پندرہ منٹ پہلے فارغ ہو جانا چاہئے۔ (۶) فقط۔

---

(۱) رد المحتار۔ کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۲۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۵۹۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ووقت الظھر من زوالہ الخ الی بلوغ الظل مثلیہ الخ سوی فئی یکون للاشیاء قبیل الزوال ویختلف باختلاف الزمان والمکان الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۳۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر۔

(۳) ثم الشفق ھو البیاض الذی فی الافق بعد الحمرۃ عند ابی حنیفۃ وعندھما ھو الحمرۃ (ھدایہ باب المواقیت ج ۱ ص ۷۸) ظفیر۔

(۴) ووقت المغرب منہ الی غروب الشفق وھو الحمرۃ عندھما (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۴۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۶۱) ظفیر۔

(۵) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد والناس عنہ غافلون طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظھر ومنھا الی اخر لم یکن اوساطہ فی العصر والعشاء وباقیۃ قصارہ فی المغرب ای فی کل رکعۃ (ایضاً۔ فصل فی القراءۃ ص ۵۰۳ ج ۱۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۵۳۹۔۔۔۔ ۵۴۰) ظفیر۔

(۶) وقت صلوٰۃ الفجر الخ من طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء الخ والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم بہ ھو المختار بحیث یرتل اربعین اٰیۃ ثم یعیدہ بطھارۃ لو فسد (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار۔ کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۱)۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۵۹ ظفیر۔

## نماز فجر میں تاخیر:۔

(سوال ۴۳) یہاں کے امام نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں کہ زردی صبح کی ظاہر ہوجاتی ہے اور ظہر کی نماز میں دو چند سایہ تک دیر کرتے ہیں اور عصر کی نماز گھڑی بھر دن رہے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر نماز میں تاخیر لازم ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں اول اوقات کی تاکید وارد ہے۔

(جواب) آپ کے امام صاحب جن اوقات میں صبح اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے ہیں یہ حنفیہ کے مذہب اور کتب فقہ کے موافق ہے۔ صبح میں خوب اسفار کرنا اور عصر میں تاخیر کرنا اس قدر کہ گھنٹہ پون گھنٹہ دن رہ جاوے مستحب ہے اور موسم گرما کے ظہر میں ابراد اور تاخیر کرنا مستحب ہے مگر دو مثل سایہ سے پہلے پہلے پڑھ لی جاوے۔(۱) احادیث میں صبح میں اسفار کی فضیلت اور عصر کی تاخیر وارد ہوئی ہے۔ اور ظہر میں ابراد کا حکم وارد ہوا ہے۔ باقی اوقات نماز کے ابتداء وانتہاء معروف و مشہور ہیں۔ افضل یہ ہے جو مذکور ہوا۔(۲) فقط

## وقت نماز مغرب:۔

(سوال ۴۴) آیا مجرد ظلمت شرقی وقت مغرب می شود یا بہ زوال حمرت شرقی و در بلاد ما یاں بہ فاصلہ شش کردہ جبل از جانب مغرب بلند واقع است پس در ینجا چگونہ وقت مغرب متحقق شود۔

(جواب) وقت مغرب بغروب آفتاب شروع می شود و مجرد غروب ظلمت شرقی محسوس می شود و برہمیں مدار افطار روزہ و نماز مغرب از شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت شدہ است و نقشہ طلوع و غروب کہ مجرب اکثر بلاد است باید داشت ہرگاہ موافق آں نقشہ غروب معلوم شود و آثار آں مثل ظلمت شرقی محسوس شود نماز مغرب ادا باید کرد و انتظار زوال حمرۃ نباید کرد۔(۳) فقط۔

## نماز ظہر دوسرے مثل میں:۔

(سوال ۴۵) دیدہ ودانستہ نماز ظہر دوسرے مثل میں ہمیشہ ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) فی الشامی عن الطحطاوی عن الحموی عن الخزانة الوقت المکروہ فی الظهر ان یدخل فی حد الا ختلاف واذا اخره حتی صار ظل کل شئی مثله فقد دخل فی حد الا ختلاف .(۴) پس معلوم ہوا کہ ظہر میں اس قدر تاخیر کرنا کہ حد اختلاف میں داخل ہوجاوے یعنی سایہ ایک مثل ہوجاوے تو یہ مکروہ ہے۔ وفیه

(۱) ویستحب فی صلوة الفجر الا سفار بها بان تصلی فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة والغلس الخ لقوله علیه السلام اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی و قال حدیث حسن الخ ثم استحباب الا سفار عند ناعام فی الا زمنة کلها الا فی صلوة الفجر یوم النحر بمزدلفة فان المستحب فیها التغلیس اجماعاالخ ویستحب ایضا عندنا الا براد بالظهر فی الصیف لما تقدم من الحدیث اذا شتد الخ فابردوا بالصلوة الخ وهو عام فی جمیع البلاد بجمیع الناس لا طلاق الحدیث ویستحب ایضا عندنا تاخیر العصر فی کل الا زمنة الا یوم الغیم مالم تتغیر الشمس الخ کما ورد عنه علیه السلام فی حدیث بریدة انه صلی الله علیه وسلم صلی العصر والشمس مرتفعة بیضاء نقیة . غنیة المستملی ص ۲۳۰ ظفیر .(۲) المستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به الخ وتا خیر ظهر الصیف مطلقاً الخ وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعة للنوافل مالم یتغیر ذکاء الخ وتا خیر عشاء الی ثلث اللیل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶ ظفیر .(۳) واول وقت المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع (غنیة المستملی ص ۲۲۶) ظفیر مفتاحی .(۴) رد المحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹ ،۲ ظفیر.

قبیله والا حسن مافی السراج عن شیخ الا سلام ان الا حتیاط ان لا یو خر الظهر الی المثل الخ.(۱)فقط۔

## عشاء کی اذان و جماعت میں فاصلہ:۔

(سوال ۴۶) عشاء کی اذان سے کتنی دیر بعد جماعت ہونی چاہئے۔

(جواب) عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور اذان کے بعد کچھ تحدید نہیں ہے کہ کتنی دیر کے بعد نماز پڑھیں بلکہ جب نمازی جمع ہو جاویں جماعت کر لی جائے یا جو وقت سہولت نمازیوں کی غرض سے معین کر دیا جائے۔ مثلاً آج کل آٹھ بجے یا ساڑھے آٹھ بجے یا نو بجے یا کچھ کم وبیش جماعت کر لی جائے۔(۲)فقط۔

## ابر آلود دن میں نماز عصر:۔

(سوال ۴۷/۱) اگر سورج ابر میں پوشیدہ ہو جس سے مثلین کا پتہ نہ چل سکے اور گھڑیوں کا اختلاف ظاہر ہے تو عصر کی نماز کس انداز پر پڑھنی چاہئے۔

## عصر و مغرب کے درمیان مدت فصل:۔

(سوال ۴۸/۲) مغرب اور عصر کے درمیان مفتی بہ متفقہ کس قدر فاصلہ ہے۔

## عصر اگر دو گھنٹہ پہلے مغرب سے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۹/۳) اگر عصر کی نماز مغرب سے پورے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱۔تا۳) موسموں کے اختلاف سے اوقات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ اب جب کہ دن بہت بڑا ہے تو مغرب سے دو گھنٹہ قبل بھی عصر کا وقت ہے یعنی دو مثل سایہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس ماہ جولائی میں پانچ بج کر ۲۳ منٹ پر دو مثل سایہ ہو جاتا ہے اور غروب ۷ بج کر ۲۸ منٹ پر یا ۲۹ منٹ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج کل فاصلہ مابین المثلین و مابین المغرب دو گھنٹہ سے کچھ زیادہ ہے۔ اسی طرح مئی اور جون میں بھی قریب قریب دو گھنٹہ کا فاصلہ رہا ہے اور گھڑیوں میں جو اختلاف ہوتا ہے وہ ظاہر ہے کہ دو چار منٹ کا ہوتا ہے پس ابر میں احتیاط کرنی چاہئے۔ اور مثلاً نقشہ میں ۵۔۲۳ منٹ پر مثلین کا وقت ہے۔ یعنی وقت عصر ہوتا ہے تو اس میں احتیاط کی جاوے کہ ساڑھے پانچ بجے یا اس کے بعد پونے چھ بجے تک نماز عصر پڑھ لی جائے۔ فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹، ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویجلس بینهما (ای بین الاذان والاقامة) بقدر ما یحضر الملازمون مراعیا لو قت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما قدر ثلاث ایات قصار ویکره الوصل اجماعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹ ظفیر۔

## نماز عشاء اخیر رات میں نیند کے بعد درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۵۰) عشاء کی نماز ایک شخص صبح کو دو یا تین بجے نیند کر کے ادا کرتا ہے، یہ شرعاً کیسا ہے۔
(جواب) حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے پس یہ طریق اس شخص کا اچھا نہیں ہے بلکہ اس کی عادت کر لینا مکروہ وممنوع ہے اور سونے سے بہتر یہ ہے کہ نماز عشاء سونے سے پہلے ادا کر لیوے۔ (۱) فقط۔

## مقررہ وقت سے جماعت میں تاخیر :۔

(سوال ۵۱) مسجد میں نماز کے اوقات مقرر ہیں اور گھڑی بجنے پر فوراً جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ تو اگر مثلاً کسی مقتدی نے وقت سے کچھ پہلے سنتوں کی نیت باندھی اور فوراً گھڑی بج گئی تو وہ امام اس کا انتظار کرے یا نہیں۔ اگر کرے تو ممکن ہے کہ دوسرا مقتدی بھی نیت باندھ لے۔ اس طرح تسلسل چلے گا۔ اس میں شرعاً کیا حکم ہے۔
(جواب) یہ مسئلہ واضح ہے اور سب کو معلوم ہے کہ نمازوں کے اوقات شرعاً موسع ہیں ان میں تنگی نہیں ہے۔ جس وقت بھی وقت مستحب کے اندر نماز پڑھیں صحیح ہے۔ اور استحباب تاخیر و تعجیل بھی کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے کہ فلاں وقت کی نماز میں تاخیر مستحب ہے اور فلاں میں تعجیل۔ اس کے بعد اگر انتظاماً کوئی وقت بغرض سہولت نمازیان و انتظام جماعت مقرر کر لیا جاوے تو اس میں شرعاً کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ جو وقت بغرض انتظام و سہولت نمازیان مقرر کیا جاوے اس کو ایسا حتمی اور لازمی نہ سمجھا جاوے کہ اس میں دو چار منٹ کی تقدیم و تاخیر کسی ضرورت سے بھی نہ کی جاوے کیونکہ یہ حکم شرعی نہیں ہے کہ فلاں منٹ اور گھنٹہ پر ضرور جماعت ہو۔ یہ امر اپنے مصالح اور انتظام پر مبنی ہے۔ (۲) لہذا اگر کبھی ایسا ہو کہ کوئی صاحب سنتیں پڑھ رہے ہیں اور ان کی وجہ سے دو چار منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو اس میں کچھ محذور شرعی لازم نہیں آتا اور مقتدیوں کی رعایت شرعاً محمود و پسندیدہ ہے لیکن نہ ایسی رعایت جس میں زیادہ لوگوں کا حرج ہو۔ الغرض ایسے امور میں جو شرعاً ہر طرح موسع ہیں جیسی مصلحت اور مقتضائے انتظام ہو اس کے موافق عمل کیا جاوے شرعاً ہر طرف گنجائش ہے۔ فقط۔

---

(۱) ویستحب تعجیل المغرب الخ وتاخیر العشاء الی ما قبل ثلث اللیل الخ والتاخیر الی نصف اللیل مباح لان دلیل الکراہۃ وھو تقلیل الجماعۃ عارضہ دلیل الندب وھو قطع السمر بواحد فیثبت الا باحۃ الی النصف والی النصف الاخیر مکروہ (ھدایہ باب المواقیت ج ۱ ص ۷۹) وتاخیر الی مابعدہ ای بعد نصف اللیل الی طلوع الفجر مکروہ اذا کان بغیر عذر الخ اما اذا کان بعذر فالضرورات تبیح المحذورات (غنیۃ المستملی ص ۲۳۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر۔
(۲) ینتظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلۃ وکبیرھا کذا فی معراج الدرایۃ وینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطہ حتی یفرغ المتوضی من وضوئہ والمصلی من صلاتہ والمعتصر من قضاء حاجتہ کذا فی التتار خانیۃ (عالمگیری مصری . الباب الثانی فی الاذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۳ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۵۷) ظفیر۔
رئیس المحلۃ لا ینتظر مالم یکن شریرا والوقت متسع (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲ ط. س. ج ۱ ص ۴۰۰) ویجلس بینھما بقدر ما یحضر الملازمون مراعیا لوقت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما ثلاث ایات (ایضاً ج ۱ ص ۳۶۲ ط. س. ج ۱ ص ۳۸۹) ظفیر۔

## وقت عصر اور مثل ومثلین کی بحث:۔

(سوال ۵۲) یہاں ایک مسجد کے امام جو حنفی ہونے کی مدعی ہیں نماز عصر دو گنے سایہ کے بعد ادا کرتے ہیں چونکہ مقتدی اکثر شوافع ہیں وہ چاہتے ہیں کہ عصر کی نماز ایک مثل پر ہو۔ چنانچہ پیش امام سے درخواست کرتے ہوئے ان کی توجہ صاحبین کے قول کی طرف مبذول کرائی گئی مگر آپ نہیں مانتے۔ آیا مذہب امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ میں عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور عند الحنفیہ ایک مثل پر عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہوجاتا ہے اور ایک روایت امام ابوحنیفہ سے بھی یہی ہے اور ائمہ ثلثہ کا یہی مذہب ہے اور درمختار میں کہا کہ یہی ماخوذ بہ ہے اور اسی پر عمل ہے اور مفتی بہ ہے۔(۱) لیکن علامہ شامی نے ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے کہ ظاہر الروایۃ امام صاحب سے یہ ہے کہ عصر کا وقت دو مثل پر شروع ہوتا ہے اور بدائع وغیرہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے قوله اى بلوغ الظل مثليه الخ هذا ظاهر الرواية عن الا مام نهايه وهو الصحيح بدايع ومحيط وينا بيع وهو المختار غيا ثيه واختاره الا مام المحبوبى وعول عليه النسفى وصدر الشريعة الخ .(۲) الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ احوط امام صاحب کا مذہب ہے اور ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھنے میں شبہ قبل از وقت نماز ہونے کا ہے اور دو مثل پر باتفاق ائمہ نماز صحیح ہے اور شوافع کے مذہب میں بھی اس میں کچھ کراہت نہیں ہے لہذا شوافع کو امام حنفی کو مجبور نہ کرنا چاہئے کہ ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے کیونکہ دو مثل تک تاخیر میں شوافع کے نزدیک بھی کراہت نہیں آتی اور باتفاق نماز صحیح ہوجاتی ہے۔ بخلاف ایک مثل پر پڑھنے کے کہ اس میں موافق ظاہر الروایۃ کے عند الامام الاعظم نماز نہ ہوگی قال فى الشامى والاحسن مافى السراج عن شيخ الا سلام ان الاحتياط ان لايؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤ دياً للصلاتين فى وقتهما بالا جماع الخ ص ۲۴۰. شامى جلد اول(۳) . فقط۔

## ابتداء وقت مغرب:۔

(سوال ۵۳) اول وقت مغرب کا غروب شمس سے شروع ہوتا ہے یا کب۔ اس بارہ میں قول فیصل کیا ہے۔

(جواب) اول وقت مغرب غروب شمس کے بعد شروع ہوجاتا ہے۔ باتفاق كما نقل فى السوال من الدلائل وهذا لا خفاء فيه ولا خلاف .(۴) فقط۔

---

(۱) ووقت الظهر من زوالهالخ الى بلوغ الظل مثليه وعند مثله وهو قولهما وزفروالا ئمة الثلاثة قال الا مام الطحاوى وبه ناخذو فى غررالاذكار وهو المانخوذبه وفى البرهان هو الا ظهر لبيان جبرئيل وهو نص فى الباب وفى الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى (الدرا لمختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ا ص ۲۳۲ وج ا ص ۳۳۳ ط.س. ج ا ص ۳۵۹) ظفير. (۲) رد المحتار كتاب الصلوة ج ا ص ۳۳۲ ط.س. ج ا ص ۳۵۹. ۱۲ ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب الصلوة ج ا ص ۳۳۳ ط.س. ج ا ص ۳۵۹. ۱۲ ظفير.
(۴) ووقت المغرب منه اى بعد الغروب الى غروب الشفق (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ا ص ۳۳۴ ط.س. ج ا ص ۳۶۱) ظفير.

حنفی و شافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے:۔

(سوال ۵۴)فی بلدة کثیر الا حناف و دونهم الشوافع امام اهل المذهبین حنفی ففی هذه الصورة هل یعین وقت الظهر وانتها ئه وشروع وقت العصر علی مذهب الحنفی وعلیٰ مذهب الشافعی وکیف الفتویٰ.

(جواب)وفی المسئلة الثانیة ینبغی ان یرا عی الا مام فی اوقات الصلوة مذهب الا مام الا عظم رضی الله عنه فان الاحتیاط فی صلوٰة الظهر والعصر فی مذهبه رضی الله عنه کما فی ردالمحتار والاحسن ما فی السراج من شیخ الا سلام ان الا حتیاط ان لا یو خر الظهر الی المثل وان لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤ دیاً للصلوتین فی وقتهما بالا جماع الخ .(۱)فقط۔

نمازمغرب وعشاء کاوقت:۔

(سوال ۵۵)مغرب کا وقت کس وقت ہوتا ہے اورعشاء کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ عشاء کا وقت نو بجے ہوتا ہے اور ایک صاحب کہتے ہیں کہ ساڑھے آٹھ بجے ہوجاتا ہے(سوال موسم گرما جون وجولائی سے متعلق ہے)

(جواب)امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب دربارہ وقت عشاء کے یہ ہے کہ سفیدی کے غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور سفیدی بعد سرخی کے ہوتی ہے۔ سفیدی غائب ہونا آج کل قریب نو بجے کے ہے پس جب کہ مغرب کا وقت ساڑھے سات بجے ہو تو عشاء کا وقت نو بجے کے قریب ہوگا کیونکہ آج کل فصل مابین وقت مغرب وعشاء قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے پس جو کہتے ہیں وقت عشاء کا نو بجے ہوتا ہے وہ صحیح ہے۔ ساڑھے آٹھ بجے آج کل وقت عشاء کا موافق مذہب صحیح امام ابوحنیفہؒ کے نہیں ہوتا۔ البتہ صاحبین جو سرخی کو شفق فرماتے ہیں ان کے مذہب کے موافق ساڑھے آٹھ بجے ہوتا ہے مگر امام صاحب کے اصل مذہب کے موافق نہیں ہوتا۔ گو روایات امام صاحب سے یہ بھی ہیں جو صاحبین کا قول ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی ہے جو بعد سرخی کے ہے اس کے موافق وقت عشاء کا اس وقت ہوتا ہے کہ سفیدی غائب ہوجاوے اور وہ قریب نو بجے کے یعنی ۹ بجے سے چار منٹ پہلے ہے۔ یہ صحیح کہ مغرب اور عشاء کے وقت کے درمیان کوئی دوسرا وقت نہیں ہے مگر جب کہ مغرب کا سفیدی کے غائب ہونے تک رہے گا اور عشاء کا وقت بعد سفیدی کے ہوتا ہے تو پھر کچھ اشکال نہیں رہا۔(۲)

(۱)دیکھیے ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹، ۱۲. ظفیر.

(۲)درمختار میں ہے ووقت المغرب منه (ای الغروب) الی غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة ـــ ووقت العشاء والوتر منه الی الصبح الد المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۳۷۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱) ردالمحتار میں ہے قال فی الاختیار الشفق البیاض وهو مذهب الصدیق ومعاذ بن جبل وعائشة رضی الله عنهم. آگے لکھتے ہیں قال العلامة قاسم فثبت ان قول الا مام هو الاصح (ج ۱ ص ۳۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱) واول وقت صلوة المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع ایضا واخر وقتها مالم یغب الشفق فی الجزء الکائن قبیل غیبو بة الشفق من الزمان وهو ای المراد بالشفق هو البیاض الذی فی الا فق الکائن بعد الحمرة التی تکون فی الا فق عند ابی حنیفة وقال ای ابو یوسف ومحمد وهو قول الا ئمة الثلاثة روایة اسد بن عمر وعن ابی حنیفة ایضا المراد بالشفق هو الحمرة نفسها لاالبیاض الذی بعد ها الخ ولا وقت مهمل بینهما فبخروج وقت المغرب یدخل وقت العشاء اتفاقا (غنیة المستملی ص ۲۲۶ وص ۲۲۷)ظفیر.

## نماز ظہر کا وقت عند الاحناف کیا ہے:۔

(سوال ۵۶) امام ابوحنیفہؒ است کہ نزدے وقت ظہر بجز فئ اصلی دو مثل است ثبوت ایں با حادیث صحیحہ ارقام فرمایند۔

(جواب) علامہ شامی گفتہ ان الا دلة تکا فئت ولم یظهر ضعف دلیل الا مام بل ادلته قوية ایضا کما یعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنية الخ (۱) اقول وقد استدل شارح المنية لقول الا مام بحديثين صحيحين حيث قال وله حديث ابی هريرة رضی الله عنه عنه عليه الصلوٰة والسلام اذا اشتدا الحر فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحرمن فيح جهنم رواه الستة . وعن ابی ذر رضی الله عنه قال کنا مع النبی صلی الله عليه وسلم فی سفر فارا دالمؤ ذن ان یو ٔذن فقال له ابرد ثم اراد ان یو ٔذن فقال له ابرد حتیٰ ساوی الظل التلول فقال النبی صلی الله عليه وسلم ان شدة الحرمن فيح جهنم رواه البخاری .(۲) ثم بين وجه الا ستدلال بالحديثين (۳) فراجعه . فقط۔

## عصر کا وقت:۔

(سوال ۵۷) کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں اور دیر کر کے علیحدہ جماعت کرتے ہیں اس صورت میں صحیح کیا بات ہے؟

(جواب) احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دو مثل سے پہلے نہ پڑھیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہیں۔ شامی میں ہے فيه ان الادلة تكافئت ولم يظهر ضعف دليل الا مام بل ادلته قوية ايضا كما يعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنية الخ .(۴) پس اچھا وہی لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دو مثل کا انتظار کرتے ہیں کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے۔ اور دو مثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز وقت میں ہوتی ہے پس شبہ میں پڑنا احتیاط کے خلاف ہے خصوصاً امر عبادات میں، اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ ایک مثل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے۔ لہذا جو لوگ ایک مثل پر جماعت کرتے ہیں ان کو فہمائش کرنی چاہئے کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھا کریں تا کہ اس وقت سب شریک ہو جاویں۔ (۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.
(۲) غنية المستملى ص ۲۲۶. ۱۲ ظفیر.
(۳) شارح منیہ لکھتے ہیں وجه الا ستدلال بالحديث الا ول ان شدة الحر فی ديارهم اذا كان ظل الشئى مثله وبا لثانى بانه صرح بان الظل قد ساوى التلول ولا قدر يدرك لفئى الزوال ذالك الزمان فى ديارهم فثبت انه عليه الصلوٰة والسلام صلى الظهر حين صار ظل الشئى مثله (غنية المستملى ص ۲۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر.
(۴) رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳ ۱۲ ظفیر.
(۵) قال المشائخ ينبغى ان لايصلى العصر حتى يبلغ المثلين ولا يؤ خرا لظهر الى ان يبلغ المثل ليخرج من الخلاف فيهما الخ (غنية المستملى ص ۲۲۵) ظفیر.

## وقت ظہر کی تحقیق:۔

(سوال ۵۸) جناب کا جواب ملفوف آیا مگر جواب کافی نہ ہونے سے خلجان قائم رہا۔ بندہ نے دریافت کیا تھا کہ حدیث ابو ہریرہؓ مرویہ موطاء امام صل الظهر اذا كان ظلك مثلك بصراحة النص مثبت الى المثلين وقت ظہر ہے یا نہیں؟ آپ نے ایضاح الادلہ کے حوالہ پر موقوف کر دیا۔ لہذا ایضاح الادلہ میں دیکھا تو حدیث مذکور کی دلالت مفهوم نص یعنی دلا لۃالنص بقاء وقت ظہر بعد مثل پر بتائی گئی ہے چنانچہ عبارت بجنسہ یہ ہے ص ۱۳۳ صل الظهر اذا كان ظلك مثلك جس سے بشرط انصاف یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ بعد مثل بھی وقت ظہر باقی رہتا ہے ۔انتہیٰ ص ۱۳۴ مگر تحدید وقت ظہر مثلین تک حدیث مذکور سے نہیں نکلتی ۔ص ۱۳۸ صلوٰۃ ظہر اس کا وقت یقینی گوایک مثل تک ہے لیکن اگر کسی ضرورت یا غفلت کی وجہ سے کسی کو صلوٰۃ مذکور کا وقت یقینی میں ادا کرنے کا اتفاق نہ ہوا تو اب یہی چاہئے کہ مابین مثلین اس کو ادا کرے کیونکہ یہ وقت گو وقت محتمل ہے تاہم اور اوقات سے تو عمدہ ہے ص ۱۴۶ یہ مطلب نہیں کہ وقت مذکور بالیقین وقت ظہر میں داخل ہے۔ اور جیسا بقاء وقت ظہر مثل تک یقینی ہے بعینہ ایسا ہی مثلین تک وقت ظہر باقی رہتا ہے بلکہ وقت ظہر یقینی تو مثل تک ہے ص ۱۴۷ ہم نہیں کہتے کہ یہ مذہب ٹھیک نہیں ہم تو خود اس قول کی صحت کے مقر ہیں ص ۱۴۷ روایت حضرت ابو ہریرہ وابو ذر وغیرہ احادیث متعددہ سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ وقت ظہر میں زیادتی کی گئی۔ اور نیز مولانا مدظلہ درس تقریر ترمذی منقولہ مولوی اصغر حسین میں فرماتے ہیں ان احادیث سے صراحت نہیں نکلتی بخلاف حدیث جبرائیل کے کہ وہ مصرح ہے لہذا عمدہ یہ ہے کہ وقت ایک ہی مثل تک ہے۔ اور نیز مولانا تھانوی الاقتصاد ص ۱ے میں فرماتے ہیں۔ حدیث ابوذرؓ اس سے ثابت ہوا کہ ایک مثل کے بعد وقت باقی رہتا ہے۔ اور حضرت گنگوہی قدس سرہ مکاتیب رشیدیہ ص ۲۲ میں بنام مولوی صدیق احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔ روایت حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں۔ اور فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۱۴ میں الجواب اس عبارت بستان المحد ثین اور تفسیر مظہری سے قطعیۃ اور نفی صراحۃ مثنین ہوتی ہے لہذا مذہب مثلین مرجوح ہے اور ایک قوی اور معمول بہ اکثر فقہاء ہے اور نیز نواب قطب الدین خان صاحب مرحوم تنویر الحق میں تحت حدیث ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا وقت ظہر کا دو مثل تک دلالۃ انتہیٰ۔ اور مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری انتصار الحق میں فرماتے ہیں اور اس کلام حضرت ثناء اللہ پانی پتی واما اخرو قت الظهر فلم يوجد فى حديث صحيح ولا ضعيف انه لا يبقى بعد ظل كل شئى مثله ولهذا خالف ابا حنيفة فى هذه المسئلة صاحباه ووا فقهٗ ما الجمهور کے اگر یہ معنی ہیں صراحۃ یہ لفظ کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر باقی رہتا ہے تو مسلم ہے اور ہم کو مضر نہیں اس لئے صراحۃ مذکور نہ ہونا واسطے ثبوت کے نہ ضروری ہے نہ ہمارا مدعا ہے۔

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم تعلیق المجد علی مؤطاء امام محمدؒ میں فرماتے ہیں والانصاف فى هذا المقام ان احاديث المثل صريحة واخبار المثلين ليست صريحة انتهىٰ حاصل یہ کہ حضرات اکابر کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ و نیز کوئی حدیث دربارہ مثلین وقت ظہر میں بصراحۃ النص نہیں ہے۔ اگرچہ طرق ثلثہ اشارۃ النص۔ دلالۃ النص اقتضاء النص سے حضرات فقہاء نے استشہاد واستنباط فرمایا ہے اور یہی توجیہ کلام حضرت

مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ منقولہ مکاتیب رشیدیہ ص ۴۲ کہ دومثل کا ثبوت حدیث سے نہیں اور منقولہ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۹۴ قطعیت اور نفی صراحۃً مثلین ہوتی ہے۔لہذا قول زید کا کہ حدیث مذکورہ دربارہ توقیت ظہر الی المثلین بصراحۃ النص ہے آپ کے نزدیک ونیز حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہ العالیٰ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۶۴ سوالات عشرہ کے جوابات نمبر ۹ میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مسئلہ نمبر ۹ بخاری نے روایت کیا ہے عن ابی ذر قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فارادا لمؤ ذن ان یوذن فقال لہ ابردثم ارادان یؤذن فقال لہ ابردثم ارادان یو ذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول. سنو کہ ٹیلوں کا سایہ جب مساوی ٹیلوں کے ہوتا ہے کہ ایک مثل سے بہت زیادہ ہوجاوے جس کا دل چاہے مشاہدہ کرلیوے۔تو اگر بعد ایک مثل کے وقت باقی تھا تو آپ نے اس وقت میں نماز پڑھی۔یعنی ظہر کا وقت باقی تھا تو آپ نے بعد ایک مثل کے نماز پڑھی۔۔ بعد اس روایت صحیح کے طعن کرنا جہالت ہے۔حضرت مولانا گنگوہی کی اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو پھر دیگر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ وقت عصر کے داخل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور درمیان میں کوئی حد فاصل نہیں ہے۔لہذا دومثل تک ظہر کا وقت باقی رہنا محقق اور بعد اس کے کہ حدیث بخاری سے ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد رہنا معلوم ہوا۔یہ سوال کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یاد لالۃً یا اشارۃً لا طائل ہے کیونکہ مفید وجوب سب ہیں۔دلالۃً اور اشارۃً جو امر کسی نص سے ثابت ہوتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہے جیسا صراحۃً ثابت ہو۔دیکھئے ضرب وشتم والدین کی جو آیت و لا تقل لھما اف سے دلالۃً ثابت ہے حرمت ویسی ہے جیسے اف کہنا یا اس سے بھی زیادہ۔پس یہ تحقیق کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یادلالۃً۔الخ لا طائل ہوا۔باقی سب اقوال وعبارات وروایات اس مسئلہ کے متعلق آپ کے پیش نظر ہی ہیں بار باراس کے چھیڑنے کی کیا حاجت ہے۔اس قدر سمجھ لیجئے کہ یہ مسئلہ ثابت ہے۔اور طعن اس پر جہالت ہے۔کما قال المحقق الکنگوہی قدس سرہ العزیز۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

## نماز پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت:۔

(سوال ۵۹) نماز پنجگانہ کی نسبت قرآن شریف میں کس کس آیت میں ذکر آیا ہے؟

(جواب) قال اللہ تعالیٰ واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفامن اللیل ان الحسنات یذھبن السیات ذالک ذکری للذاکرین ۔ فی الجلالین طرفی النہار الغداۃ والعشی ای الصبح والعصر والظھر وزلفا من اللیل ای المغرب والعشاء . (۱) وقال تعالیٰ فسبحن اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظھرون . قال فی الجلا لین حین تمسون وفیہ صلاتان المغرب والعشاء وحین تصبحون وفیہ صلاۃ الصبح وعشیا وفیہ صلاۃ العصر وحین تظھرون وفیہ صلاۃ الظھر . (۲) وفی الحدیث عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوۃ افتر ضھن اللہ تعالیٰ من احسن وضوء ھن وصلاھن لو قتھن

(۱) جلالین مطبوعہ مجتبائی . (۲) جلالین ص ۳۴۲

واتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللہ عھدا ان یغفر لہ الحدیث رواہ احمد و ابو داؤد وغیرھما .(۱) وعن ابی امامۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا خمسکم وصوموا شھرکم وادوا زکوۃ اموالکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم رواہ احمد والترمذی.(۲)

ان آیات واحادیث سے فرضیت صلوٰت خمسہ واضح ہے اور دیگر آیات واحادیث بکثرت فرضیت صلوٰت خمسہ پر نص قاطع ہیں اور رکعات ہر ایک نماز کی معروف ومشہور ہیں وہ بھی قطعی ہیں ان کا انکار کفر ہے۔فقط۔

## شہر بلغار کا حکم:۔

(سوال ۶۰) فتاویٰ محمدی مع شرح دیو بندی مصنفہ مولانا اصغر حسین صاحب میں یہ لکھا ہے کہ بلغار ایک شہر ہے جہاں مغرب کی نماز کے شفق غروب ہونے کے ساتھ صبح صادق نمودار ہوجاتی ہے عشاء کا وقت نہیں آتا۔یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ ان لوگوں پر نماز عشاء فرض نہیں ہوتی؟ جواب مفصل مع حوالہ کتب تحریر فرماویں۔ایک صاحب اس مسئلہ کا شد و مد سے انکار کرتے ہیں اور اہل بلغار پر نماز عشاء فرض ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) یہ مسئلہ جو فتاویٰ محمدی میں درج ہے صحیح ہے۔فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔درمختار وشامی جو معتبر کتابیں فقہ کی ہیں ان میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔معلوم نہیں وہ شخص کیوں انکار کرتا ہے۔اگر یہ وجہ ہے کہ بلغار میں ایسا نہیں ہے تو واضح ہو کہ بلغار اور اس کے متعلقات بہت وسیع جگہ ہے اس میں بعض ایسا ہی حصہ ہے جہاں یہ حالت ہوتی ہے فقہاء نے بھی تجربہ اور مشاہدہ سے لکھا ہے،انکار کرنا اس کا جہالت ہے۔باقی یہ کہ جس جگہ عشاء کا وقت نہ ہو وہاں عشاء کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔سو بعض فقہاء کا تو یہی مذہب ہے کہ وہاں عشاء کی نماز فرض نہیں کیونکہ وہاں وقت عشاء کا نہیں ہوتا جیسا کہ فتاویٰ محمدی میں مولوی سید اصغر حسین صاحب نے لکھا ہے۔مگر محققین فقہاء جیسے ابن الہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عشاء کا وقت وہاں نہیں آتا لیکن عشاء کی نماز وہاں بھی فرض ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں پر پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے ان کو ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنا چاہئے جیسا کہ حدیث دجال میں وارد ہے کہ ایک دن سال بھر کا ہوگا۔صحابہ نے عرض کیا کہ نمازوں کی نسبت کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ اس دن میں سال بھر کی نمازیں پانچوں وقت کی انداز کر کے پڑھو یعنی ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں ادا کرو۔(۳)فقط۔

## وقت نماز صبح اور اس میں قرأت کی مقدار:۔

(سوال ۶۱/ ۱) ایک شخص صبح کی نماز صبح صادق سے طلوع آفتاب تک جو وقت ہے اس کا نصف گذرنے پر نماز پڑھنا

---

(۱و۲) مشکوۃ کتاب الصلوۃ ص ۵۸ ۔۱۲ ظفیر۔

(۳) وفاقد وقتھما کبلغار فان فیھا یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینۃ الشتاء مکلف بھما فیقدر لھما ولا ینوی القضاء وقت الاداء بہ افتی البرھان الکبیر واختارہ الکمال وتبعہ ابن الشحنۃ فی الغازہ فصححہ فزعم المصنف انہ المذھب وقیل لا یکلف بھما لعدم سببھما وبہ جزم فی الکنز والدرر والملتقی وبہ افتی البقالی ووافقہ الحلوانی والمرغینانی الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مطلب فی فاقد وقت العشاء کاھل بلغار ج ۱ ص ۲۳۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۲)(وانظر تحقیق المسائل فی ردالمحتار ۱۲ ظفیر۔)

ہے اور نماز میں کم سے کم چالیس آیات یا اس سے زیادہ پڑھتا ہے۔ ایک دوسرا شخص باوضوسنت پڑھ کر بیٹھا رہتا ہے اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ جب یہ سلام پھیرتا ہے وہ دوسری جماعت کرتا ہے۔ آیا ان دونوں میں کس کا عمل امام اعظمؒ کے موافق ہے؟

## شافعی کی اقتداء میں اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۲/۶۲) اگر کوئی شافعی مذہب اذان ہوتے ہی اول وقت جماعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو حنفی کو اس جماعت میں شرکت لازم ہے یا نہیں؟

(جواب ۳/۶۳) جو شخص نفسانی خواہش سے آخر وقت دوسری جماعت کرے آیا وہ آیات ذیل کے تحت میں آتا ہے ومن يعصى الله ورسوله الاية ومن لم يحكم بما انزل الله الا ية.

(سوال ۴/۶۴) یہ بات صحیح ہے یا نہیں کہ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ شروع ہونے پر صبح صادق ہو جاتی ہے۔

(جواب)(۱) امام اعظمؒ کے مذہب میں صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید اور حکم فرمایا ہے اسفر و ابا لفجر فانه اعظم للاجر .(۱) اس کے موافق آفتاب طلوع ہونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر صبح کی جماعت شروع کرنا بھی کافی ہے جلدی کرنا صبح کی نماز میں اول تو خلاف ہے امام اعظمؒ کے مذہب کے۔ دوم جب کہ اس کی وجہ سے باہم نمازیوں میں تفرقہ ہوتا ہو کہ دوسرے مسلمان عدم شرکت جماعت اولیٰ و جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے کراہت کے مرتکب ہوں پس ایسا امر کیوں کیا جاوے جو خلاف مذہب بھی ہو اور اس کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور جس مسجد کے نمازی حنفی ہوں تو کیا ضروری ہے کہ وہاں شافعی مذہب یا غیر مقلد کو امام بنایا جاوے جو خلاف مذہب حنفیہ عمل کرتا ہو۔ جماعت ثانی عند الحنفیہ بالضرور مکروہ ہے لیکن اگر اہل محلہ اور نمازی اس مسجد کے حنفی ہیں تو ان کے خلاف شافعی یا غیر مقلد کو جلدی نہ کرنی چاہئے اور یہ آیات جو سائل نے سوال نمبر ۳ میں درج کی ہیں کفار معاندین اسلام کے بارہ میں ہیں مسلمانوں کو ان آیات کا مصداق بتانا اور سمجھنا خود گمراہی ہے۔ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ مقدار مابین صبح صادق وطلوع آفتاب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جاڑوں کی راتوں میں جب کہ رات قریب چودہ گھنٹہ کے ہوتی ہے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ بائیس منٹ کی مقدار ہوتی ہے اگر ساتواں حصہ شب کا ہمیشہ ہوتو مقدار مذکور دو گھنٹہ ہونی چاہئے حالانکہ تجربہ اہل تجربہ ومشاہدہ عامہ وقواعد حسابیہ اس کے خلاف پر شاہد ہیں۔ اسی طرح امام اعظمؒ کا یہ مذہب سمجھنا کہ جو مقدار صبح سے طلوع تک ہے اس کے نصف گذرنے پر جماعت صبح کی کھڑی ہونی چاہئے غلط ہے یہ ہرگز امام اعظمؒ کا مذہب نہیں ہے اور محققین حنفیہ کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ درمختار میں ہے و المستحب للرجل الابتداء في الفجر بالاسفار والختم به هو المختار بحيث يرتل اربعين اية ثم يعيده بطهارة لو فسد وقيل يؤ خر جد الا ن الفساد موهوم . قوله قيل يؤ خر جداً قال في البحر وهو ظاهر اطلاق الكتاب اى الكنز لكن لا يؤ خر ها بحيث يقع الشك في طلوع الشمس الخ .(۲) فقط۔

---

(۱) مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ ص ۶۱۔ ۱۲ ظفیر
(۲) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶ بعد مطلب طلوع الشمس من مغربها ۱۲ ظفیر

## عشاء کا وقت غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد ہوتا ہے :۔

(سوال ۲۵) عشاء کا وقت کتنی دیر کے بعد ہوتا ہے اور فقہ کی کونسی کتاب میں اس کا تخمین وقت حنفیوں کے موافق لکھا ہوا ہے کہ مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ میں آتا ہے۔ بعض لوگ اتنی تاخیر کا انکار کرتے ہیں؟

(جواب) کتب فقہ میں اسی قدر لکھتے ہیں شفق ابیض کے غائب ہونے پر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء کا وقت ہوتا ہے۔(۱) گھنٹہ اور گھڑی کا حساب کتب فقہ میں نہیں ہے۔ یہ امر مشاہدہ کے متعلق ہے غروب آفتاب کے بعد کتنی دیر کے بعد سپیدی شفق کی غائب ہوتی ہے سو اس کی مقدار اہل تجربہ کے لکھنے کے موافق اس ماہ دسمبر وجنوری وفروری میں قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے۔ گرمیوں میں بعض اوقات ڈیڑھ گھنٹہ سے دو چار منٹ زائد ہوجاتے ہیں اور بعض موسم میں کم ہوجاتے ہیں۔ فقط۔

## صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہی کا کیا عمل تھا :۔

(سوال ۲۶) حضرت مولاناؒ کے اوقات نماز یعنی قبل طلوع آفتاب صبح کس وقت اور عصر کس قدر قبل غروب پڑھتے تھے۔ گھنٹہ اور منٹ کے حساب سے تحریر فرمائیے۔

اگر نماز صبح بانتظار جماعت نصف گھنٹہ قبل طلوع پڑھی جائے تو افضل ہے یا تنہا اول وقت پڑھ کر پھر شریک جماعت ہو" مشارق الانوار" میں حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ دیر میں نماز پڑھا کریں گے، اس وقت تم لوگ اپنی نماز ادا کر کے جماعت میں شریک ہوجانا۔

یہ وہی زمانہ ہے یا نہیں اور حدیث قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اوقات نماز کے لئے گھنٹہ اور منٹ کی تحدید نہیں ہے۔ عصر اور صبح کی نماز میں حنفیہ کے نزدیک تاخیر اولیٰ ہے۔ عصر میں اس قدر تاخیر ہو کہ حد کراہت میں نہ داخل ہو یعنی وقت مکروہ نہ آجاوے۔ مثلاً غروب سے ایک گھنٹہ یا پون گھنٹہ قبل عصر پڑھی جاوے تو بہتر ہے۔(۲) اور صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ایسا حکم آیا ہے۔ پس صبح کی نماز کو آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ پہلے طلوع آفتاب سے پڑھے تو یہ اچھا ہے اور ثواب کا وقت ہے۔ خصوصاً انتظار جماعت کی وجہ سے اس قدر تاخیر ہو کہ آدھ گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی رہے تو یہ بہت اچھا ہے۔(۳) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اور حدیث جو مشارق الانوار سے تم نے لکھی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسفار صبح وتاخیر عصر الی الوقت المستحب ممنوع ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز میں اتنی تاخیر کریں کہ وقت مکروہ آجاوے اس وقت یہ حکم ہے کہ علیحدہ پڑھو۔ آدھ گھنٹہ پہلے نماز پڑھنے میں یہ حکم

---

(۱) واول وقت العشاء اذا غاب الشفق واخر وقتها مالم یطلع الفجر الثانی (هدایه باب المواقیت) ثم الشفق هوالبیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة (ایضاً ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱) ظفیر. (۲) وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعة للنوافل مالم یتغیر ذکاء بان لا تحار العین فیها فی الاصح (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۳۳۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷). (۳) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة لو فسد (درمختار) قوله وفی الفجر ای صلاة الفرض ، قوله باسفر ای فی وقت ظهور النور وانكشاف الظلمة الخ لقوله علیه السلام اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی وحسنه (رد المحتار ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۵) ظفیر.

نہیں ہے۔ یہ تو عین عمل بالحدیث ہے۔

### اندھیرے میں فجر کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں:۔

(سوال ۶۷) ایک شخص نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی ایک مولوی نے کہا کہ نماز چاندنے میں پڑھنا اچھا ہے اور دلیل میں یہ آیت بیان کی فسبحه و ادبار النجوم اس آیت سے کیا مراد ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں آیا ہے اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر الحدیث، یعنی صبح کی نماز روشنی کر کے پڑھو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے کہ صبح کی نماز چاندنے میں پڑھنا افضل ہے اور آیت فسبحه و ادبار النجوم میں بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ صبح کی سنتیں مراد ہیں اور ضحاک کہتے ہیں کہ صبح کے فرض مراد ہیں۔ معالم التنزیل۔

### ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے:۔

(سوال ۶۸) آج کل گرمیوں میں ظہر کا وقت کے بجے ہوتا ہے ہماری مسجد میں سوا دو بجے ظہر کی نماز ہوتی ہے۔ جیٹھ ساڑھ میں ظہر کی جماعت کے بجے ہونی چاہئے۔

(جواب) جاڑوں اور گرمیوں میں ہر ایک موسم میں ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر دو مثل تک رہتا ہے اور زوال آفتاب قریب ساڑھے بارہ بجے کے ہوتا ہے پس ظہر کا وقت ساڑھے بارہ سے تین بجے کے بعد تک رہتا ہے، جیٹھ اور ساڑھ میں اور بھی دیر تک رہے گا۔ الحاصل ظہر کا وقت تو ایک بجے سے بھی کچھ پہلے ہی سے ہو جاتا ہے۔ مگر گرمیوں میں حکم دیر میں پڑھنے کا ہے یعنی تاخیر کرنا ظہر کا مستحب ہے۔ دو بجے سے تین بجے تک آج کل ظہر کا اچھا وقت ہے۔ اڑھائی بجے یا پونے تین بجے یا تین بجے تک ریلوے ٹائم سے ظہر پڑھیں تو یہ اچھا وقت ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سوا دو بجے اور اڑھائی بجے بھی اچھا وقت ہے۔ الغرض دو بجے سے تین بجے تک سب اچھا وقت ہے جس وقت چاہے نماز پڑھیں جھگڑا کرنے کی کچھ بات نہیں ہے۔

### موسم سرما میں صبح کی جماعت کب ہونی چاہئے:۔

(سوال ۶۹) سردی کے موسم میں جب کہ طلوع آفتاب ۷۔ بج کر ۱۵۔ منٹ پر ہوتا ہے جماعت فجر کتنے بجے ہونی چاہئے؟ گھڑی گھنٹہ کے حساب سے تحریر فرمائیے۔

(جواب) جماعت فجر طلوع آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے ہو جائے تو یہ اچھا ہے اور اسفار خوب ہو جاتا ہے مثلاً آج کل کہ طلوع آفتاب قریب سوا سات بجے کے ہوتا ہے، اگر پونے سات بجے جماعت فجر کی جائے تو عمدہ ہے باقی وقت فجر کا صبح صادق ہونے سے آفتاب کے نکلنے سے پہلے پہلے ہے جب تک گنجائش نماز اور جماعت کی رہے تاخیر کرنا درست ہے اور اس درمیان میں جس وقت نماز پڑھ لے اچھا ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اسفار یعنی خوب

---

(۱) رواه الترمذی عن رافع بن خدیج (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ) ظفیر

روشنی ہو جاوے (جب نماز پڑھے) کوئی تحدید خاص گھنٹہ اور منٹ سے کرنا ضروری نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ظہر اور جمعہ کا وقت:۔

(سوال ۷۰) ظہر وعصر حضرت امام اعظمؒ کے مذہب مختار کی بموجب کس وقت ادا کرنی چاہئے؟ اول وقت کب ہوتا ہے اور آخر وقت کب ہے؟ اور جمعہ کا وقت کس وقت سے ہوتا ہے اور کب تک ہے؟

(جواب) ظہر کا وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو مثل تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے پس ظہر کی نماز دو مثل سے پہلے پہلے پڑھنی چاہئے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد مگر بہتر یہ ہے کہ وقت شروع ہو جانے کے بعد زیادہ تاخیر نہ کریں۔ ایک مثل تک ظہر کی نماز پڑھ لیں اور دو مثل کے کچھ دیر بعد عصر کی نماز پڑھ لیں جمعہ کا وقت ظہر کی طرح زوال شمس کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس وقت تک ظہر کا وقت ہے اسی وقت تک جمعہ کا وقت ہے۔(۲) فقط۔

لاپ لینڈ میں نماز وروزہ کیسے ادا کیا جائے:۔

(سوال ۷۱) جزیرہ لاپ لینڈ جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے رات رہتی ہے وہاں نماز پنج وقتہ کس طرح پڑھے؟ اور رمضان شریف میں روزے کس طرح رکھے وہاں روزے رکھنے میں رمضان شریف کے مہینے کی شرط ہے یا نہیں؟ اگر شرط ہے تو رمضان شریف کا مہینہ کس طرح معلوم کیا جاوے؟

(جواب) نمازوں کے اوقات کا اندازہ کر کے ادا کی جاویں۔ مثلاً چوبیس گھنٹے کے دن رات ہوتے ہیں اس میں پانچ نمازیں بفصل معہود پوری کر لیوے اور روزے میں اقرب بلاد کا لحاظ کر لیوے اور اسی سے روزے کا مہینہ بھی معلوم ہو جاوے گا۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) فی الدر المختار والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به وهو المختار۔ وقال فی ردالمحتار ای وقت ظهور النور وانكشاف الظلمة سمی به لانه يسفرای يكشف عن الاشياء والحاصل انه حد الاسفار ان يمكنه اعادة الطهارة لو من حدث اكبر واعادة الصلوة على الحالة الاولى قبل طلوع الشمس ص ۳۳۹ ط.س.ج: ص ۱۶۶)

(۲) وقت الظهر من زواله ای ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه الخ سواء فی الزوال (الى ان قال) ووقت العصر منه الى قبيل الغروب قال فی ردالمحتار ای بلوغ الظل مثليه على رواية المتن وايضا قال والاحسن مافی السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لا يؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلوتين فی وقتهما بالاجماع ص ۲۳۲ و ص ۲۳۳ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹ مصری۔
وايضا قال فی الدرالمختار وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فی الزمانين وقال فی ردالمحتار ای الشتاء والصيف ص ۳۴۰ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۷ سعيد۔

(۳) فاقد وقتهما كبلغار الخ مكلف بهما فيقدر لهما الخ (درمختار) قال الرملی فی شرح المنهاج ويجرى ذالك فيما لو مكثت الشمس عند قوم مدة اه قال فی امداد الفتاح قلت وكذالك يقدر لجميع الآجال كالصوم والزكوة والحج والعدة الخ وينظر ابتداء اليوم فيقدر كل فصل من الفصول الاربعة بحسب مايكون كل يوم من الزيادة والنقص كذا فی كتب الائمة الشافعية ونحن نقول بمثله اذا اصل التقدير مقول به اجماعا فی الصلوة كلها اه (ردالمحتار كتاب الصلوة مطلب فی فاقدوقت العشاء ج ۱ ص ۳۳۵ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۲) ظفير۔

# فصل ثاني اوقات مكروهه
## یعنی وہ اوقات جن میں نماز کی اجازت نہیں

### جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲) ان الصلوٰة النافلة نصف النهار يوم الجمعة هل تباح او تكره.

(جواب) اقول وبالله التوفيق ان الا حتياط في عدم التنفل في ساعة الزوال يوم الجمعة كما عليه الشروح والمتون ومذهب الا مام راجح من حيث الدليل فينبغي عليه التعويل .(۱)

### استواء شمس کے وقت نماز درست نہیں:۔

(سوال ۴۳) چاشت وغیرہ کی نوافل ۱۲ بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔ اور جنتری اسلامیہ میں زوال یا قضاء نماز کا وقت بارہ بج کر ۲۴ منٹ پر لکھا ہے۔

(جواب) زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے اور نہ ایسے وقت نوافل پڑھنی چاہئے کہ زوال کا وقت درمیان نماز میں ہو جائے۔ پس جس گھڑی کے موافق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ پر ہے اس کے مطابق اگر ۱۲ بجے نماز نفل یا قضاء نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کردے تو یہ جائز ہے مگر جب قریب زوال کا وقت آجاوے اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ درمیان نماز میں زوال کا وقت ہو جاوے۔ (۲) فقط۔

### صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کسی نفل کی اجازت نہیں:۔

(سوال ۴۴) صبح صادق کے بعد نوافل یا تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طلوع صبح صادق کے بعد کوئی نفل نماز سوائے دو سنت صبح کے جائز نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اس وقت میں تحیۃ المسجد کی نفلیں بھی جائز نہیں ہیں۔ (۳) فقط۔

---

(۱) لا تجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها في الظهيرة ولا عند غروبها لحديث عقبه بن عامر الخ (هدايه باب المواقيت ج ۱ ص ۸۰) ظفير. وكره تحريما الخ صلوٰة مطلقا الخ مع شروق الخ واستواء الا يوم الجمعة على قول الثاني المصحح المعتمد كذافي الا شباه (درمختار) رواه الشافعي في مسنده نهى عن الصلوٰة نصف النهار حتى تزول الشمس الا يوم الجمعة قال الحافظ ابن حجر في اسناده انقطاع الخ قوله المصحح المعتمد اعترض بان المتون والشروح على خلافه الخ شراح الهدايه انتصر والقول الا مام واجابوا عن الحديث المذكور الخ (ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۳ و ج ۱ ص ۳۴۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۰ ... ۱ ۳۷) ظفير.

(۲) وكره تحريما وكل ما لا يجوز مكروه صلاة مطلقا ولو قضاء او واجبة او نفلا او على جنازة وسجدة تلاوة وسهو لا شكر مع شروق الخ واستواء (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۳ و ج ۱ ص ۳۴۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۰) ظفير. لماروى مسلم وغيره من حديث عقبة بن عامر ثلث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا ان نصلي فيهن او نقبر موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيف للغروب حتى تغرب (غنية المستملي ص ۲۳۵) ظفير.

(۳) وكذالحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لافرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقديرا (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۵) ظفير.

ثابت ہوتا ہے سب میں یہی جمع صوری مراد ہے تاکہ احادیث مذکورۃ الصدر کو جن سے عدم جواز جمع معلوم ہوتا ہے خلاف نہ پڑیں اور ان کو چھوڑنا نہ پڑے، اسی لئے قاضی شوکانی جو اہل ظاہر میں سے ہیں ظاہر حدیث پر چلتے ہیں کسی امام کے مقلد نہیں۔ اور جن کی کتابوں کی تقلید اکثر عدم تقلید کے مدعی بھی کیا کرتے ہیں اور ان کی تحریر و تقریر کا مغز انہیں کی کتابیں ہوتی ہیں۔ پہلے نیل الاوطار میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز فرماتے ہیں۔ لیکن جب تتبع روایات اور غور و تامل کی نوبت آئی تو اس سے رجوع کرتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ایک رسالہ تشنیف السمع فی ابطال ادلۃ الجمع تصنیف کیا ہے جس میں جمع بین الصلوٰتین کی ادلہ کو باطل کر کے عدم جواز کی حقیقت ثابت کی ہے۔ اس وقت اتنی ہی گذارش پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امید کہ بنظر انصاف و تامل ملاحظہ فرما کر اپنے خیال سے رجوع فرمائیں گے اور اگر اس سے بھی تشفی نہ ہوئی تو انشاء اللہ اس کے بعد مزید براں عرض خدمت کیا جائے گا بشرطیکہ مقصود اس سے تحقیق حق سمجھی جائے نہ کہ مجادلہ۔

واللہ یہدی من یشاء الی سواء السبیل۔ فقط۔

## کیا ظہر وعصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے:۔

(سوال ۸۸) اگر کوئی شخص ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نہ، جب کہ اس کو اس بات کا خیال ہے کہ شروع عصر کے وقت سے اخیر وقت تک کاروبار دنیاوی سے فرصت نہ ملے گی، اگر جمع کرنا ظہر وعصر کا جائز ہے تو کب۔

(جواب) ظہر اور عصر ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی، عصر کی نماز اس کے ذمہ رہی۔ حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا کہ وہاں ظہر وعصر جمع کی جاتی ہے۔ اور ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور کہیں اور کسی وقت سفر وحضر میں جمع کرنا ظہر وعصر کا ظہر کے وقت میں درست نہیں ہے۔ اسی طرح مغرب وعشاء حنفیہ کے نزدیک سوائے مزدلفہ کے اور کہیں جمع نہیں ہو سکتی۔(۱)

(۱) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر و مطر خلافاللشافعی وما رواه محمول علی الجمع فعلا، لا وقتا فان جمع فسدو لو قدم الفرض علی وقته حرم لو عکس. ای اخره عنه وان صح بطریق القضاء الا لحاج بعرفة ومزدلفة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۵۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۱......۳۸۲)ظفیر.

اور گناہوں کی طرح اس کو بھی معاف فرمادے مگر جرم اس پر قائم ہو چکا۔ یہ چند آیات قرآن اور روایات حدیث ہیں جن سے بحمد اللہ نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ دو نمازوں کو اس طرح جمع کرنا کہ ایک دوسرے کے وقت میں پڑھیں۔ نہ حضر میں جائز ہے نہ سفر میں۔ اس وقت انہیں چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک منصف کے لئے یہ بھی کفایت سے زیادہ ہیں۔ اور اگر اس کے بعد بھی اور ضرورت ہوئی تو شاید کچھ اور بھی گذارش کیا جائے۔ کیا اتنی روایات صحاح وحسان کے بعد بھی کوئی منصف حضرت یہ کہنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں کہ عدم جواز جمع بین الصلوٰتین پر حدیث سے کوئی دلیل نہیں صرف امام صاحب کا قول ہے۔ باقی رہی وہ مسلم کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور جس کو سائل نے نقل کیا ہے۔ سو اول تو وہ حدیث باجماع امت متروک العمل ہے۔ چنانچہ امام ترمذی اپنی علل صغریٰ ص ۲۵۷ میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو امت میں سے کسی نے نہیں لیا جس کی علت کو بھی ترمذی نے کتاب میں بیان کر دیا ہے اور وہ روایات جو خود حضرت ابن عباسؓ سے جواز جمع کے خلاف پر ذکر کی گئی ہیں اس کی شاہد ہیں کہ خود حضرت ابن عباسؓ بھی جمع بین الصلوٰتین کو بمعنی مذکور جائز نہیں رکھتے اور کیسے جائز رکھ سکتے ہیں جب کہ آنحضرت ﷺ اس کو تفریط و تقصیر فرماتے ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ روایت مذکورہ میں دو نمازوں کو جمع کرنے سے یہ مراد نہیں کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ بغرض سہولت ایک نماز کو مؤخر کر کے اس کے آخر میں اور دوسری کو مقدم کر کے اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے تا کہ صورۃً دونوں نمازیں جمع ہو کر سہولت بھی پیدا ہو جائے اور کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر بحکم حدیث مرتکب تفریط و تقصیر بھی نہ ہونا پڑے۔ اس صورت سے دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض بھی باقی نہ رہے گا اور یہ ہمارا من گھڑت قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ مسلم ہی میں خود حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بعض طرق میں اس کی تصریح موجود ہے جو روایت مذکورہ سے چند ہی سطر کے بعد ہے۔ وھی ھذہ عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیاً جمیعاً وسبعاً جمیعاً قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخر الظھر وعجل العصر واخر المغرب و عجل العشاء قال وانا اظن ذلک رواہ مسلم۔(۱) ترجمہ:۔ حضرت جابر بن زید سے روایت ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے کہ نماز پڑھی میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعتیں (ظہر وعصر) ایک ساتھ اور سات رکعتیں (مغرب وعشاء کی) ایک ساتھ۔ میں نے عرض کیا اے ابو الشعثاء (کنیت ہے حضرت ابن عباسؓ کی) میرا خیال ہے کہ آپ نے ان نمازوں کو ایک کے وقت میں جمع نہیں کیا بلکہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کیا ہوگا اسی طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کیا ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس روایت نے صاف بیان کر دیا کہ روایت ابن عباسؓ میں جمع بین الصلوٰتین سے اس کے سوا کچھ مراد نہیں کہ ایک نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں اس طرح ادا کیا گیا کہ جو صورۃً جمع ہو گئی۔ اسی وجہ سے حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی کو باوجود شافعی المذہب ہونے اور جمع بین الصلوٰتین کو جائز رکھنے کے اس روایت میں تسلیم کر لینا پڑا کہ اس میں جمع سے مراد وہی ہے جو حنفیہ کہتے ہیں یعنی جمع صورۃ جس کی صورت اوپر مذکور ہوئی۔ اس طرح اور جتنی روایات میں جمع کرنا

(۱) مسلم شریف باب الجمع بین الصلوتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۶، ۱۲ ظفیر۔

جائز رکھی جائے تو پھر فوت کے کوئی معنی نہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے عن عبداللہ بن موھب قال سئل ابو ھریرۃ ما التفریط فی الصلوٰۃ قال ان تو خر حتیٰ یجیی ٔوقت الا خری رواہ الطحاوی.(۱) ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن موہب سے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا گیا کہ تفریط فی الصلوٰۃ کیا ہے؟ فرمایا کہ نماز کو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے طحاوی ص ۹۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا تفریط تقصیر ہے۔ اور حضرت ابوقتادہؓ سے مرفوعاً روایت ہے ان رسول اللہ علیہ وسلم اما انہ لیس فی النوم تفریط انما التفریط علی من لم یصل حتی یجیی ٔوقت الا خریٰ رواہ مسلم وغیرہ .(۲) ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نیند سے جو نماز اتفاقاً رہ جائے اس میں تقصیر نہیں ہاں تفریط ہے اور قصور اس شخص پر ہے جس نے جاگتے ہوئے اس وقت تک نماز نہ پڑھی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت آئے روایت کیا اس کو مسلم وغیرہ نے اور امام طحاوی فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ قول اس وقت فرمایا تھا جب کہ آپ سفر میں تھے اور مخاطب اس حکم کے بھی مسافر تھے جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس حکم میں صرف حضر داخل نہیں بلکہ سفر کا بھی یہی حکم ہے اس لئے سفر میں بھی کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا تفریط و تقصیر ٹھیری۔ پھر کیا کوئی بزرگ آنحضرت ﷺ کی جانب اس کی نسبت کرتے ہوئے نہ شرمائیں گے کہ آپ نے ایک نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھا اور تفریط و تقصیر کے مرتکب ہوئے۔ تعالیٰ شان النبوۃ عنہ۔

اس کے علاوہ قرآن و حدیث کی بکثرت شہادتیں اس پر موجود ہیں کہ شارح علیہ السلام نے ہر نماز کے لئے علیحدہ وقت مقرر کیا ہے جس سے اس کو مؤخر کرنا ہرگز جائز نہیں۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً.(۳) ترجمہ:۔ تحقیق نماز ہی مومنین پر فرض موقت مقرر کیا گیا ہے۔ پھر اگر ایک نماز کو اس کے وقت سے نکال کر دوسرے وقت میں پڑھنا درست ہے تو وقت مقرر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور دیکھئے ارشاد ہوتا ہے:۔ حافظو اعلی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ (۴) ترجمہ:۔ محافظت کرو تم سب نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر۔ اس آیت کی تفسیر میں جہاں مفسرین نے بہت کچھ بیان کیا ہے وہیں محافظت کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الوقت الا ول من الصلوٰۃ رضوان اللہ والاخر عفو اللہ رواہ الترمذی۔(۵) ترجمہ:۔ تحقیق فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وقت اول نماز کا رضاء اللہ کی ہے اور آخر وقت اللہ کی معافی کا ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ یعنی جو شخص اول وقت مستحب میں نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور جو آخر میں پڑھتا ہے نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی اتنی تاخیر کو معاف فرما کر اس سے مواخذہ نہیں کرتا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر بالکل وقت ہی سے نکال دے تو پھر قانون شرع میں معافی نہیں اللہ اس سے مواخذہ کرے گا۔ یہ امر آخر ہے کہ خداوند عالم اپنی رحمت سے

(۱) شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین. جلد اول ص ۹۸۔ ۱۲ ظفیر.
(۲) نصب الرایہ للزیلعی ج۲ ص ۱۹۴۔ ۱۲ ظفیر
(۳) سورۃ النساء رکوع ۱۵۔ ۱۲ ظفیر.
(۴) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱۔ ۱۲ ظفیر (۵) مشکوۃ باب تعجیل الصلوۃ ص ۶۱۔ ۱۲ ظفیر.

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی اکٹھی مدینہ میں سوائے خوف اور سوائے سفر کے۔ کہا ابوالزبیر نے پس پوچھا میں نے سعید سے کس واسطے کیا اس کو حضرت نے، پس کہا سعید نے پوچھا میں نے ابن عباس سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھ سے۔ پس کہا ابن عباس نے ارادہ کیا حضرت نے یہ کہ نہ حرج ہو کسی کا میری امت میں سے، روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

(جواب) نحمده و نصلی علی رسوله الکریم۔ دونمازوں کو ایک وقت میں اس طرح جمع کرنا کہ ظہر کی نماز مثلاً عصر کے وقت میں پڑھیں یا عصر کی ظہر کے وقت میں نہ سفر میں جائز ہے نہ حضر میں۔ رسول اللہ ﷺ سے سفر و حضر میں اس طرح جمع کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں ہر وقت کے حاضر باش تھے آپ کی مسواک اور تکیہ وغیرہ انہیں کے پاس رہتا، وضو کے لئے پانی بھی اکثر وہی مہیا کرتے اسی وجہ سے ان کا لقب صاحب السواک والوسادۃ والطہور ہوگیا تھا۔ فرماتے ہیں قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الصلوتین الا بجمع. رواه البخاری ومسلم. (۱) ترجمہ:۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز اپنے وقت کے سواء میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں مغرب وعشاء کی مزدلفہ میں۔ روایت کیا اس کو مسلم و بخاری نے اور نسائی ص ۷۱ کی روایت میں ہے عن عبداللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوۃ بوقتها الا بجمع وعرفات. ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو ہمیشہ اپنے وقت میں پڑھتے تھے، مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔ اور خود حضرت ابن عباسؓ سے جن کی روایت در بارہ جواز جمع بین الصلوتین پیش کی گئی ہے۔ روایت ہے من جمع بین الصلوتین من غیر عذر فقداتی بابا من الکبائر رواه الترمذی. (۲) ترجمہ:۔ جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں کو بدون عذر کے اس نے کبیرہ گناہ کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ البتہ اس کے اسناد میں ضعف ہے جس کو ترمذیؒ نے بیان فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمادیا ہے کہ عمل جمہور امت کا باوجود اس ضعف کے اسی حدیث پر ہے۔ یعنی جمع بین الصلوتین کو بدون عذر جائز نہیں رکھتے جس سے اس ضعف کا انجبار ہوسکتا ہے۔ علاوہ بریں خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی تلخیص تخریج زیلعی ص ۱۳۱ میں فرماتے ہیں واخرجه البیہقی عن عمر مرفوعاً۔ ترجمہ:۔ اور اس روایت کو بیہقی نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اتنا فرما کر سکوت کرتے ہیں، کوئی قدح اس کی اسناد وغیرہ میں نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ اگر اس کی اسناد میں کوئی نقص ہوتا تو ضرور تحریر فرماتے جیسا کہ ترمذی کی اسناد کو نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے اور نیز حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت ہے عن طاؤس عن ابن عباسؓ قال لا یفوت صلوۃ حتیٰ یجیی وقت الاخری. رواه الطحاوی واسناده صحیح. (۳) ترجمہ:۔ روایت ہے طاؤس سے، وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ فرمایا انہوں نے کہ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت نہ آ جاوے۔ روایت کیا اس کو طحاوی نے۔ پس معلوم ہوگیا کہ جب دوسری نماز کا وقت آ جاتا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی پہلی نماز فوت ہوجاتی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر جمع بین الصلوتین

(۱) نصب الرایه للزیلعی ج ۲ ص ۱۹۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) نصب الرایه للزیلعی ج ۲ ص ۱۹۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.

کے نزدیک واجب الاعادہ نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی کا مآل خلاف اولیٰ کی طرف ہے۔ اور علامہ شامی کے قول اور حلیہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہونا اظہر ہے۔ اور وجہ اظہر ہونے کی یہ ہے کہ علت اس کراہت کی تقلیل جماعت ہے نہ یہ کہ وقت میں کوئی خرابی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اگر واجب الاعادہ لکھا ہے تو مکروہ تحریمی کی روایت کو لے کر احتیاطاً واجب الاعادہ لکھا اور مولانا اشرف علی صاحبؒ کا مطلب اگر مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے تو انہوں نے دوسرے قول کو جو اظہر ہے اختیار فرمایا اور یہی اقرب الی الصواب ہے کہ کراہت تنزیہی ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

## ظہر کا ابتدائی وقت کیا ہے اور گیارہ بجے نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۸۶) ظہر کا ابتداء وقت کیا ہے اور اگر کوئی شخص بوجہ اشد ضرورت گیارہ بجے دن کے نماز پڑھ لے تو کیا نماز ہوگی۔

(جواب) ظہر کا ابتداء وقت زوال آفتاب کے بعد سے ہے جو آج کل قریب ساڑھے بارہ بجے کے ریلوے ٹائم سے ہوتا ہے۔ زوال سے پہلے کسی طرح اور کسی وقت اور کسی ضرورت سے درست نہیں۔ پس گیارہ بجے کسی طرح نماز ظہر ادا نہیں ہو سکتی۔ (۱) بعد از وقت تو نماز بطریق قضا صحیح ہو جاتی ہے مگر قبل از وقت جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔ (۲)

## جمع بین الصلاتین کی تحقیق:۔

(سوال ۸۷) زید اہل حدیث اپنے کو بتلاتا ہے اور بکر حنفی ہے دونوں کا اتفاق سے سفر میں ساتھ ہو گیا۔ زید اہل حدیث نے ظہر کے وقت ظہر کی نماز سے ملا کر عصر کی نماز بھی پڑھ لی۔ بکر حنفی المذہب نے اس پر اعتراض کیا کہ ابھی وقت عصر کا نہیں ہوا زید نے جواب دیا نماز ظہر وعصر ملا کر پڑھنا حدیثوں میں اکثر آیا ہے اور حضور سرور عالم ﷺ نے اکثر سفر میں و مکان پر ظہر وعصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں ملا کر پڑھا ہے...... اس غرض سے کہ میری امت پر آسان ہو۔ اور حدیث یہ پیش کرتا ہے اس کے جواز میں جو ملاحظہ کے لئے ارسال خدمت ہے مسلم شریف کی حدیث بتلاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اس ایک حدیث سے تسلی نہ ہو تو اور حدیثیں بھی پیش کر سکتا ہوں ورنہ آپ عدم جواز میں میرے خلاف کوئی حدیث کتب معتبرہ سے پیش کیجئے کہ حضور ﷺ نے ملا کر نہیں پڑھی اور منع کیا ملا کر پڑھنے کو۔ زید کہتا ہے کہ ملا کر نماز پڑھنے کو خود حضور کا قول موجود ہے۔ وہ قول امام صاحب کا ہے کہ ملا کر نہ پڑھو۔ جب حدیث موجود ہے پھر کیوں امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے۔ جب خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے قول کو چھوڑ دو جب تم کو حدیث میرے قول کے خلاف مل جائے۔ ایسی حالت میں بکر حنفی المذہب کو کیا کرنا چاہئے اور عدم جواز میں جو حدیثیں ہوں چند حدیثیں بحوالہ کتب معتبرہ مفصل تحریر فرمائیے۔

---

(۱) ووقت الظهر من زواله اى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۲. ط.س. ج ا ص۳۵۹) ظفير. (۲) وشرط فى ادائها الخ دخول لوقت واعتقاد دخوله (درمختار) لوقت اى وقت المكتوبة واعتقاد دخوله او ما يقوم مقام الاعتقاد من غلبة الظن فلو شرع شاكا فيه لا تجزيه (رد المحتار باب شروط الصلوٰة ج ا ص ۴۲۱. ط.س. ج ا ص ۴۵۱) ظفير.

### وقت زوال اور دوپہر میں تلاوت اور نفل کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۸۳) عین زوال کے وقت یا دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف اور نوافل کا کیا حکم ہے۔

(جواب) عین زوال کے وقت یا یوں کہئے کہ استواء اور دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف درست ہے اور نوافل امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں ناجائز ہیں اور امام ابو یوسفؒ جائز فرماتے ہیں۔ درمختار میں ہے و کره تحريما صلوة مطلقاً ولو قضاء او واجبة او نفلا الخ مع شروق الخ واستواء الا يوم الجمعة على قول الثانى المصحح المعتمد الخ وفى الشامى لكن شراح الهداية انتصر والقول الا مام(۱) اور احتیاط قول امام اعظمؒ میں ہے اور اوسع قول امام ابو یوسفؒ کا ہے۔ فقط۔

### آفتاب طلوع ہونے کے فوراً بعد نماز درست نہیں:۔

(سوال ۸۴) آفتاب نکلنے پر فوراً نماز پڑھنا درست ہے یا نہ اشراق کا وقت تو نیزہ برابر آفتاب اونچا ہونے پر ہوتا ہے۔

(جواب) آفتاب کے نکلتے ہی فوراً نماز درست نہیں ہے بلکہ بقدر ایک یا دو نیزہ کے آفتاب بلند ہونا چاہئے۔(۲)

### نصف شب کے بعد نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۵) نماز عشاء بعد نصف شب کے مکروہ تحریمی ہے یا نہیں اور اگر بعد نصف شب کے پڑھی جاوے تو واجب الاداء ہے یا نہیں مولانا عبدالحی صاحبؒ مجموعہ فتاوی جلد اول ص ۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہے۔ نماز عشاء کے بعد نصف شب کے اور واجب الاعادہ ہے اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور مولانا اشرف علی صاحب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں کہ نماز کا وقت صبح صادق تک ہے اور بعد نصف رات کے مکروہ ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ ان دونوں تحریروں میں کون سی تحریر صحیح ہے۔ اگر کبھی نماز عشاء بعد نصف رات کے پڑھی جاوے تو اس کا اعادہ کیا جاوے یا نہیں اور اگر واجب الاعادہ نہیں ہے تو مولوی عبدالحی صاحب کے فتوے کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) بعد نصف شب کے عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض نے مکروہ تحریمی فرمایا ہے اور بعض نے مکروہ تنزیہی فان احرها الى مازاد الى النصف كره لتقليل الجماعة در مختار . قوله كره اى تحريماً كما ياتى تقييده فى المتن او تنزيهاً وهو الا ظهر كما نا. كره عن الحليه شامى .(۳) ثم قال تحت قول الماتن تحريما كذا فى البحر عن القنيه لكن فى الحلية ان كلام الطحاوى يشير الى ان الكراهة فى تاخير العشاء تنزيهية وهو الا ظهر .(۴) ۱۲ شامی۔

پس جو فقہاء مکروہ تحریمی فرماتے ہیں ان کے نزدیک واجب الاعادہ ہے اور جو مکروہ تنزیہی فرماتے ہیں ان

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۴۳ ط.س ج ۱ ص ۳۷۰ ظفیر. (۲) مکروه تحريمه الخ مع شروق الخ واستواء (درمختار) قوله مع شروق الخ مالم ترتفع الشمس قدر رمح (رد المحتار. كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۴ ط.س ج ۱ ص ۳۷۰ - ۳۷۱) ظفير. (۳) رد المحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۱ ط.س ج ۱ ص ۳۶۸ ۱۲ ظفیر (۴) رد المحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۲ ط.س ج ۱ ص ۳۶۸ ۱۲ ظفير.

نصف النہار میں جمعہ کے دن نفل درست نہیں :۔

(سوال ۷۹/۱) جمعہ کے روز نصف النہار کے وقت نفل نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

جمعہ کے پہلے کی سنتیں نصف النہار کے وقت جائز نہیں :۔

(سوال ۸۰/۲) جمعہ کی سنتیں نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) (۱) موافق مذہب امام ابوحنیفہؒ صحیح نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ صحیح کہتے ہیں لیکن احوط قول امام اعظمؒ کا ہے۔ فقط۔ (۱)

(۲) نہیں پڑھ سکتے۔ (۲) فقط۔

غنودگی کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹا لہذا پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں :۔

(سوال ۸۱) تہجد پڑھ کر، کچھ تسبیحیں پڑھ کر اکڑو بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی تھوڑی سی دیر میں دیکھا تو سنت پڑھنے کا وقت تھا اس یقین پر کہ وضو نہیں ٹوٹا سنت پڑھ کر مسجد گیا وہاں پر شبہ پیدا ہوا کہ مبادا اکڑو بیٹھنے اور غنودگی سے وضو ٹوٹ گیا ہو تازہ وضو کر کے پھر سنت دو رکعت از سر نو پڑھی اور پھر جماعت فرض میں شریک ہوا یہ شرعاً جائز ہے یا نہ۔

(جواب) سنت جو پہلے پڑھی تھی وہ ہوگئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ (۳) اور جائز بھی نہ تھی۔ (۴) لیکن بوجہ لاعلمی کے جو کچھ ہوا اس میں کچھ مواخذہ اور عذاب نہیں ہے۔ فقط۔

سنت فجر وظہر کی قضا میں فرق کیوں :۔

(سوال ۸۲) صبح کی دو رکعت سنت اور ظہر کی قبل از فرض سنت مؤکدہ ہیں، پھر کیا سبب ہے کہ صبح کی سنت کی قضاء بعد طلوع شمس پڑھے بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو کچھ مؤاخذہ نہیں اور ظہر کی سنن قبلیہ اگر قضا ہو جاویں تو بعد ادائے فرض ضرور ادا کرے۔ وجہ فرق کیا ہے۔

(جواب) اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت بعد طلوع شمس باقی نہیں رہتا۔ (۵) فقط۔

(۱) وکره تحريما الخ صلاة مطلقا ولو قضاء اوواجبة او نفلا الخ مع شروق الخ واستواء الا يوم الجمعة على قول الثاني المصحح المعتمد كذا في الاشباه (درمختار) لكن شراح الهداية انتصر والقول الامام واجابوا عن الحديث المذكور باحاديث النهي عن الصلوة وقت الاستواء فانها ط.س. ج ا ص ۳۷۰ ...... ۳۷۱.

(۲) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا في الزمانين لا نها خلفه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ا ص ۳۴۰ ط.س. ج ا ص ۳۶۷)

(۳) اس وجہ سے کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا وفي الخانية النعاس لا ينقض الوضوء وهو قليل نوم (ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱۳۲ ا) : بے وضو باقی تھا جو نماز اس سے پڑھی درست ہوئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں والله اعلم ۱۲ ظفیر.

(۴) اس لئے کہ اس وقت میں سوائے سنت فجر کے کسی نفل کی اجازت نہیں ہے وكذا الحكم من كراهة نفل الخ بعد طلوع فجر سوى سنة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ا ص ۳۴۹ ط.س. ج ا ص ۳۷۵) ظفير.

(۵) وقت صلاة الفجر الخ من اول طلوع الفجر الثاني الخ الى قبيل طلوع ذكاء ووقت الظهر من زواله الخ الى بلوغ الظل مثليه (الدر المختار على هامش ردالمحتار الصلوة ج ا ص ۳۳۱ ط.س. ج ا ص ۳۵۹) ظفير.

### فجر کے وقت سوائے سنت اور قضا کے کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا:۔

(سوال ۱/۷۵) مجھے معلوم ہے کہ فجر کے وقت نماز مقررہ کے علاوہ صرف قضاء نماز جس میں فرض و واجب یعنی وتر داخل ہے پڑھی جا سکتی اس کا مزید اطمینان چاہتا ہوں کیونکہ بعض جہلا نفل بھی پڑھ لیتے ہیں اور فرض کے بعد سنت بھی جو بوجہ جماعت کے نہیں پڑھ سکتے تھے، پڑھ لیا کرتے ہیں۔

### عصر کے فرض کے بعد کوئی سنت نفل نہیں ہے:۔

(سوال ۲/۷۶) عصر کا بعد بھی مثل وقت فجر کے نوافل کو مانع ہے اس کے لئے بھی وہی استفسارات ہیں جو فجر کے ساتھ کئے گئے ہیں۔ اگر اس کا حکم اس کے مطابق نہیں ہے تو اطلاع چاہتا ہوں۔

(جواب)(۱) صبح صادق کے بعد کوئی نفل سوائے سنت فجر کے یا قضاء کے درست نہیں ہے اور بعد نماز فجر کے سنت صبح بھی جائز نہیں اور نہ اور کوئی نفل سوائے قضاء کے پڑھنا اس وقت درست ہے، درمختار میں ہے و کره نفل الخ ولو سنة الفجر بعد صلوٰة فجر وصلوٰة عصر الخ ولا يكره قضاء فائتة ولو وتراً الخ (۱) اور اس کراہت سے کراہت تحریمی مراد ہے قال فی الشامی والكراهة ههنا تحريمية ايضاً كما صرح به فی الحلية ولذا قال فی الخانیة والخلاصه بعدم الجواز والمراد عدم الحل لا عدم الصحة كما لا يخفى .(۲)

(۲) عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی نماز سوائے قضاء نماز کے جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

### کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر والفجر ہے:۔

(سوال ۷۷) جیسا کہ بعد العصر، بعد الفجر کسی قسم کی نوافل پڑھنا ممنوع ہے کیا اسی طرح بعد الظہر بھی کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا، اور اگر پڑھ سکتا ہے تو کیا کسی فقہ کی کتاب سے یہ ثابت ہے یا نہیں، کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر و بعد الفجر کی طرح ہے۔

(جواب) بعد الظہر کا وقت مثل بعد العصر و بعد الفجر کے نہیں ہے۔ عصر و فجر کے بعد نوافل درست نہیں ہیں (۴)۔

### فجر کی سنت سے پہلے نفل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷۸) فجر کی سنتوں سے پہلے دو نفل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) صبح صادق ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے۔(۵)

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۴۷ ط.س. ج ا ص ۳۷۴، ۱۲ ظفير (۲) ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۴۸ ط.س. ج ا ص ۳۷۵، ۱۲ ظفير (۳) واما الوقتان الاخران الخ فانه يكره فيهما التطوع فقه ولا يكره فيهما الفرض الخ وهما اى الوقتان المذكوران ما بعد طلوع الفجر الى ان ترتفع الشمس فانه يكره فى هذا الوقت النوافل كلها الا سنة الفجر الخ وما بعد صلوٰة العصر الى غروب الشمس لحديث ابن عباس الخ (غنية المستملی ج ا ص ۲۳۷) ظفير (۴) وكره نفل بعد صلاة فجر وصلاة عصر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۴۸ ط.س. ج ا ص ط.س ج ا ص ۳۷۴ ... ۳۷۵) ظفير (۵) وكذا الحكم عن كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقدير (ايضا ج ا ص ۳۴۸ ط.س. ج ا ص ۳۷۵) لما روى مسلم عن حفصة رضى الله عنه قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طلع الفجر لا يصلى الا ركعتين خفيفتين (غنية المستملی ج ا ص ۳۳۷).

# الباب الثانی فی الاذان

## فرش مسجد پر اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۹) مسجد کے فرش پر کھڑے ہو کر اذان دینا کیسا ہے۔

(جواب) اذان پنجگانہ مسجد کے فرش پر جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اونچی جگہ کھڑے ہو کر مسجد سے باہر کہے۔(۱)

## اس مؤذن کا کیا حکم ہے جسے پاکی کی احتیاط نہ ہو اور نہ تلفظ کی:۔

(سوال ۹۰) جس مؤذن کو پاکی وغیرہ کی تمیز نہ ہو اور اس کے اذان الفاظ بھی بالکل غلط ہوں تو ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا درست نہیں اس کی اذان کا لوٹانا درست ہے۔(۲)

## اذان دے کسی مسجد میں اور نماز پڑھے کسی مسجد میں یہ فعل کیسا ہے:۔

(سوال ۹۱) عمرو ایک مسجد میں مؤذن ہے اور وہ وہاں سے اذان کہہ کر چلا جاتا ہے۔ نماز کہیں اور پڑھتا ہے یہ فعل کیسا ہے۔

(جواب) یہ فعل اچھا نہیں۔(۳)

## ایک مسجد میں اذان دے، دوسری میں امامت کرے یہ فعل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۲) بکر ایک مسجد میں مؤذن ہے اور دوسری مسجد میں امام ہے۔ ایک مسجد میں اذان کہہ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھاتا ہے کیا یہ جائز ہے۔ اور اس مؤذن کے اذان کہنے میں تو کچھ نقص نہیں ہے۔

(جواب) اذان میں کچھ نقصان نہیں ہے اور دوسری مسجد کا امام ہے تو وہاں امامت کرانا درست ہے۔(۴) فقط

## دفن اور قحط و وبا میں اذان ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۳) زمانہ قحط اور وبا میں اور دیگر حادثات میں اور دفن میت کے بعد اذان کہنا کیسا ہے۔

(جواب) ان حوادثات میں اذان شارع علیہ السلام سے اور اقوال و افعال سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ

---

(۱) وینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد کذافی فتاویٰ قاضی خان والسنۃ ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیر انہ یرفع صوتہ (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۴ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۵۵) ظفیر۔ (۲) ویستحب ان یکون المؤذن عالما بالسنۃ تقیا فیکرہ اذان الجاهل والفاسق الخ (غنیۃ المستملی ص ۳۵۹) ظفیر۔ (۳) والا فضل ان یکون المؤذن هو المقیم (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۲ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۵۴) ای لحدیث من اذن فهو یقیم (رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر۔

(۴) وان اذن رجل واقام آخر ان غاب الاول جاز من غیر کراهۃ وان کان حاضرا ویلحقہ الوحشۃ باقامۃ غیرہ یکرہ وان رضی بہ لا یکرہ عندنا کذا فی المحیط (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان الفصل الاول ج ۱ ص ۵۲ ط ماجدیہ ۵۴) ظفیر

بدعت ہے۔(۱)

## نابالغ لڑکے کی اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۴) نابالغ لڑکے کو اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) لڑکا نابالغ اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلا کراہت صحیح ہے۔(۲) فقط۔

## مسجد میں اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۵) اذان پنجگانہ وجمعہ کی اذان مسجد میں جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) کوئی اذان مسجد میں مکروہ نہیں ہے، خصوصاً اذان خطبہ جمعہ مسجد میں خطیب کے سامنے مسنون ہے۔(۳) فقط۔

## آٹھ سالہ لڑکے کی اذان کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۹۶) لڑکا کس قدر عمر ہونے سے اذان دے سکتا ہے۔ جو لڑکا آٹھ برس کا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور پاکی ناپاکی کا خیال رکھتا ہو ایسا نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) لڑکا اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلا کراہت بالاتفاق صحیح ہے اور غیر مراہق عاقل ہو تب بھی ظاہر الروایت میں کراہت نہیں ہے اور بعض روایات میں مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے۔ **ویجوز بلا کراہة اذان صبی مراهق وفی الشامی قوله صبی مراهق المراد به العاقل وان لم يواهق كما هو ظاهر البحر وغيره وقيل يكره لكنه خلاف ظاهر الرواية الخ. شامی.** (۴) فقط۔

## جماعت میں عدم حاضری کی وجہ سے گھر میں اذان کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۹۷) اگر بوجہ کسی عذر قوی کے مسجد میں نہ پہنچ سکے یا اذان مسجد و جماعت میں تاخیر ہو اور اس کو بوجہ بیماری یا کسی اور عذر کے نماز میں تعجیل ہو تو مکان میں اذان کہہ کر نماز پڑھنا جائز ہوگا یا ناجائز۔ مسجد کی اذان و جماعت تک تاخیر نماز نہیں کر سکتا بوجہ عذر کے اور اگر نماز اذان کہہ کر نہیں پڑھتا تو ثواب سے محروم رہتا ہے ایسے موقعہ میں کیا کرے اذان کہے یا نہ کہے یا اذان مسجد تک توقف کرے۔

(جواب) اگر عذر کی وجہ سے جماعت ساقط ہوگئی اور وہ شخص مصر میں ہے تو اذان بھی ساقط ہو جاتی ہے شامی جلد اول ص

---

(۱) فی الاختصار علی ماذکر من الوارد اشارة الی انه لا يسن الاذان عند ادخال الميت فی قبره كما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاويه بانه بدعة ومن ظن انه سنة قياسا على ندبهما للمولود الحاق الخاتمة الامر بابتدائه فلم يصب اه (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج ۱ ص ۲۳۵) ظفیر.

(۲) ویجوز بلاكراهة اذان صبی مراهق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر. (۳) ویؤذن ثانيا بين يديه ای الخطيب.

(۴) رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱، ۲، ۱ ظفیر.

۲۸۳ لکن لا یکرہ ترکہ لمصل فی بیتہ فی المصر لان اذان الحی یکفیہ۔(۱) فقط۔

## جنبی کو جواب اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۸) درحالت جنابت اجابت اذان جائز است یا نہ۔

(جواب) فی الدر المختار ویجیب من سمع الاذان ولو جنبا الخ یعنی ہر کہ اذان بشنود اجابت کند اگرچہ جنبی باشد وعللہ فی الشامی بان اجابۃ الاذان لیست باذان. بحر عن الخلاصۃ ۔فقط۔

## مغموم کا اذان کہلوا کر سننا کیسا ہے:۔

(سوال ۹۹) ایک واعظ صاحب فرماتے تھے کہ اگر کسی کو رنج وغم لاحق ہو تو اس کو مناسب ہے کہ کسی سے اذان کہلا کر سنے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ شامی میں نقل کیا ہے کہ مغموم ومہموم کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔(۲)

## مکبر کہاں کھڑا ہو:۔

(سوال ۱۰۰) فرائض کی تکبیر کے لئے مکبر کو کہاں کھڑا ہونا مشروع ہے۔ بالکل محاذی امام کے یا دائیں بائیں۔ مستحب مسنون طریقہ کیا ہے۔

(جواب) شرعاً اس میں کوئی تحدید نہیں ہے یعنی اقامت کے لئے شرعاً کوئی جگہ محاذی امام یا جانب یمین وشمال معین نہیں ہے۔ حسب موقع وحسب ضرورت جس طرف اور جس موقع پر مکبر کھڑا ہو کر تکبیر کہے درست ہے۔ اور فقہاء کا اقامت کے لئے کوئی جانب اور کوئی جگہ معین نہ کرنا یہی دلیل ہے عدم تعیین وعدم تحدید کی۔ کسی فقہ کی کتاب میں جانب یمین یا شمال یا محاذات کی تخصیص مکبر کے لئے نہیں کی گئی اور جو کچھ عوام میں مشہور ہے کہ اذان بائیں جانب اور تکبیر دائیں طرف ہو یہ بے اصل ہے۔ فقط۔

## اجابت اذان قولاً واجب ہے یا فعلاً:۔

(سوال ۱۰۱) اجابت اذان قولی وفعلی دونوں واجب ہیں یا اول واجب ہے، دوسری مستحب یا عکس اس کا۔

(جواب) اجابت اذان قولاً مستحب ہے اور بالقدم واجب ہے قال فی الشامی ای قال الحلوانی ان الاجابۃ باللسان مندوبۃ والواجبۃ ھی الاجابۃ بالقدم الخ (۴) والتحقیق فی الشامی وقد ذکر اشکالاً فی

---

(۱) بخلاف مصل ولو بجماعۃ فی بیتہ بمصر او قریۃ لہا مسجد فلا یکرہ ترکہما اذا اذان الحی یکفیہ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر.

(۲) رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵ ظفیر.

(۳) وفی حاشیۃ البحر للخیر الرملی رأیت فی کتب الشافعیۃ ان قدیسن الاذان لغیر الصلوٰۃ کما فی اذان المولود والمہموم والمصروع الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵) ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب الاذان جلد اول ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر.

وجوبها ثم اجاب عنه فلینظر ثمہ۔(۱) فقط۔

## بوقت ضرورت ایک آدمی دو مسجد میں اذان دے سکتا ہے:۔

(سوال ۱۰۲) ایک آدمی کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان دینا درست ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو نماز کون سی مسجد میں پڑھے۔

(جواب) اگر ضرورت ہو درست ہے۔(۲) اور جہاں چاہے نماز پڑھے۔ البتہ بلا ضرورت ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے **ویکرہ ان یوذن فی مسجدین لا نہ یکون داعیا الی مالا یفعل غنیة المستملی** ج ا ص ۳۶۱ ظفیر۔

## اذان دائیں سے اور تکبیر بائیں سے کہنے کی کچھ حقیقت نہیں:۔

(سوال ۱۰۳) اذان بائیں طرف اور تکبیر داہنی طرف کھڑے ہو کر پڑھنا مشہور ہے اور اس پر اکثر اہل علم کا تعامل دیکھا جاتا ہے بلکہ اس قید و تخصیص کو ضروری و شرعی سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں۔ اور دعاء کے وقت امام کا بائیں طرف منہ کر کے بیٹھنا نہایت ہی مذموم سمجھتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اذان بائیں طرف اور اقامت داہنی طرف ہونے کی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور کسی حدیث وفقہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ بات غلط مشہور ہے ورنہ ان لوگوں کو جو ایسا کہتے ہیں کوئی دلیل لانی چاہئے۔ بلا دلیل اپنی طرف سے شریعت میں ایسی قیدیں لگانا درست نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ اور دعاء کے وقت امام کو داہنی طرف اور بائیں طرف پھرنا دونوں حدیث میں آئے ہیں اور دونوں امر کی شرعاً اجازت ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ کرے کہ یہ سمجھے کہ داہنی طرف ہی پھرنا ضروری ہے۔ میں نے بار بار رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ بائیں طرف کو پھرے۔(۳) انتہی۔ لیکن یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ زیادہ تر رسول اللہ ﷺ داہنی

---

(۱) قال فی النهر وقوله بوجوب الا جابة بالقدم مشکل ، لا نه یلزم علیه وجوب الاداء فی اول الوقت وفی المسجد، اذلا معنی لا یجاب الذهب دون الصلاة وما فی شهادات المجتبی سمع الاذان وانتظر الا قامة فی بیته لا تقبل شهادته مخرج علی قوله کما لا یخفی وقد سئالت شیخنا الا خ، عن هذا فلم یبد جوابا اه ا قول وبا لله التوفیق ما قاله الا مام الحلوانی مبنی علی ماکان فی زمن السلف من صلاة الجماعة مرة واحدة وعدم تکرارها کما هو فی زمنه صلی الله علیه وسلم وزمن الخلفاء بعده وقد علمت ان تکرار ها مکروه فی ظاهر الروایة الا فی روایة عن الا مام وروایة عن ابی یوسف کما قد مناه قریبا و سیاتی ان الراجح عند اهل المذهب وجوب الجماعة وان یا ثم بتفویتها اتفاقا وحینئذ یجب السعی بالقدم لا لاجل الا داء فی اول الوقت اوفی المسجد بل لا جل اقامة الجماعة والا لزم فوتها اصلاً، او تکرار ها فی مسجد ان وجد جما عة اخری وکل منهما مکروه فکذا بوجوب الا جابة بالقدم،لا یقال یمکنه ان یجمع باهله فی بیته فلا یلزم شئی من المحذورین، لانا نقول ان مذهب الا مام الحلوانی انه بذالک لا ینال ثواب الجماعة وانه یکون بدعة ومکروها بلا عذر، وسیاتی فی الا مامة ان الا صح انه لو جمع باهله لا یکره وینال ثواب فضیلةالجماعة لکن جماعة المسجد افضل (رد المحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۸ ط.س. ج ا ص ۳۹۶) ظفیر.

(۲) یکره له ان یو ذن فی مسجدین (درمختار) لا نه اذا صلی فی المسجد الا ول یکون متنفلا بالا ذان فی المسجد الثانی الخ (ردالمحتارباب الاذان ج ا ص ۳۷۲ ط.س. ج ا ص ۴۰۰) ظفیر. اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے مگر صورت مسئول میں چونکہ ضرورت ہے اس لئے کراہت نہیں، پھر کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی مسجد میں نفل کی نیت سے جماعت میں لازمی طور پر شریک ہو ہی۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۳) عن عبداللہ بن مسعود رضی الله عنه قال لا یجعل احد کم للشیطان شیئاً من صلا ته یری ان حقاعلیه لا ینصرف الا عن یمینه لقدرأ یت رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیر اینصرف عن یساره متفق علیه (مشکوة باب الدعاء فی التشهد ص ۸۷) ظفیر.

طرف کو پھرتے تھے۔(۱) پس معمول یہ رکھنا چاہئے کہ اکثر داہنی طرف کو پھرے اور کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی پھر جایا کرے۔(۲) فقط۔

## صلوا فی رحالکم کہنا:۔

(سوال ۱۰۴) کثرت بارش کے وقت جب اذان دینے والا بجائے حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح کے صلوا فی رحالکم کہے تو جائز ہے یا نہیں جب کہ لوگ مسجد میں نہ آسکیں۔

(جواب) اذان کہنے والا حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح ہی کہے باقی بوجہ کثرت بارش اگر کوئی شخص مسجد میں آکر شریک نہ ہو سکے تو درست ہے اور ترک جماعت بارش کی وجہ سے جائز ہے۔(۳) لیکن اذان میں کچھ تغیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حنفیہ نے اذان میں کچھ تغیر کو اختیار نہیں کیا۔

## اقامت میں دائیں بائیں کو مڑنا:۔

(سوال ۱۰۵) اقامت کے اندر بھی مثل اذان کے حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کہنے کے وقت داہنے اور بائیں منہ پھیرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) روایات کتب فقہ سے ظاہر ہے کہ اقامت مثل اذان کے ہے اور جو مواقع اختلاف کے ہیں ان میں فقہاء و محققین نے تحویل وجہ کو نہیں لکھا۔ بلکہ تحویل وجہ میں اقامت کو مثل اذان کے قرار دیا ہے۔(۴) لہذا راجح یہی ہے کہ تحویل وجہ اقامت میں بھی ہو۔ مگر چونکہ بعض علماء نے اس علت سے کہ اقامت اعلام حاضرین کے لئے ہے تحویل وجہ کو حی علتین میں سنت نہیں سمجھا اس لئے اس میں گنجائش ہے لیکن جو علماء اس تحویل کو سنت نہیں فرماتے وہ بھی اس کو منع نہیں کرتے بلکہ غایت یہ کہ ضروری نہیں فرماتے تو اس اعتبار سے بھی فعل اس کا اولیٰ ہے ترک سے لہذا معمول بہ بنانا اس کو مناسب ہے۔

## اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا:۔

(سوال ۱۰۶) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور قرۃ عینی بک یارسول اللہ پڑھنا کیسا ہے۔

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینه رواہ مسلم (ایضاً) ظفیر۔

(۲) فاذا تمت صلوٰۃ الامام فهو مخیر انشاء انحرف عن یساره وجعل القبلة عن یمینه وانشاء انحرف عن یمینه وجعل القبلة عن یساره وهذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیه وسلم اجبنا ان نکون عن یمینه حتی یقبل علینا بوجهه فان مفهومه ان وجهه عند الا قبال علیهم کان یقابل من هو عن یمینه وذالک انما یکون اذا کان المسجد عن یمینه والقبلةعن یساره الخ (غنیة المستملی ج ۱ ص ۳۳۰) ظفیر۔

(۳) فلاتجب (ای الجماعة) علی مریض الخ ولا علی عن حال بینه وبینها مطر و طین (درمختار) اشارة بالحیلولة الی ان المراد المطر الکثیر (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۱۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۵) ظفیر۔

(۴) والا قامة کا لا ذان فیما مر (درمختار) واراد بما مر احکام الا ذان العشرة المذکورة فی المتن وهی انه سنة للفرائض وانه یعاد ان قدم علی الوقت وانه یبدأ با ربع تکبیرات وعدم الترجیع وعدم اللحن والترسل والا لتفات والا ستدارة وزیادة الصلاة خیر من النوم فی اذان الفجر وجعل اصبعیه فی اذنیه ثم استثنیٰ من العشر ثلاثة احکام لا تکون فی الا قامة فابدل الترسل بالحدو الصلوٰۃ خیر من النوم بقد قامت الصلوٰۃ وذکر انه لا یضع اصبعیه فی اذنیه فبقیت الا حکام السبعة مشترکة الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر۔

(جواب) علامہ شامی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت اذان میں ایسا کرنا مستحب ہے۔ پھر جراحی سے نقل کیا ہے۔ ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شئی .(۱) اور نہیں صحیح ہوا مرفوع حدیث میں اس میں سے کچھ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت سمجھ کر یہ فعل کرنا صحیح نہیں ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک کو ملام و مطعون کرتے ہیں اس لئے اس کو علمائے محققین نے متروک کر دیا ہے۔ فقط۔

## جمعہ اور عشاء میں تثویب:۔

(سوال ۱۰۷) بعض شہروں میں ایسا کرتے ہیں کہ اول نماز جمعہ کے واسطے اذان، اس کے بعد دو مرتبہ بآواز بلند الصلوٰۃ کہہ کر پکارتے ہیں پھر اس کے بعد خطبہ کی اذان ہوتی ہے اور رمضان شریف میں بعد اذان عشاء ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ تثویب ہے جو کہ مختلف فیہ ہے اور احادیث میں اس پر اطلاق بدعت کا کیا گیا ہے۔ اور بعض فقہاء نے اس کو جائز فرمایا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ خاص قاضی و مفتی وغیرہ کے لئے اس کو جائز رکھتے ہیں اور اسی کو قاضی خاں نے اختیار کیا ہے پس احوط ترک ہے۔ (۲) فقط۔

## جمعہ کی دوسری اذان کا جواب:۔

(سوال ۱۰۸) جمعہ کے روز منبر کے روبرو جو اذان کہی جاتی ہے اس کے جواب دینے کو در مختار نے مکروہ لکھا ہے مگر اس کی حاشیہ رد المحتار یعنی شامی اور طحطاوی وغیرہ فقہاء محققین نے ترجیح دی ہے یا کہ اس کے خلاف جواب دینے کو استحباب ثابت کیا ہے اور ترجیح و تائید جواب دینے کو دی ہے۔

(جواب) اقول لکن فی الشامی باب الجمعہ والظاھر ان مثل ذلک یقال ایضا فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن والظاھر ان الکراھۃ علی المؤ ذن دون المرقی لان سنۃ الاذان الذی بین یدی الخطیب تحصل باذان المرقی فیکون المؤذن مجیباً لا ذان المرقی واجابۃ الا ذان حینئذ مکروھۃ الخ ص ۵۵۱ شامی .(۳) جلد اول وفیہ ایضاً وذکر الزیلعی ان الا حوط الا نصات۔ فقط۔ حاصل یہ ہے کہ اذان ثانی کا جواب دینا مکروہ ہے۔

## بے وضو اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۰۹) اگر کبھی اذان بلا وضو پڑھ دی جاوے تو درست ہے یا محلہ والوں پر اس کا کچھ وبال ہے۔

---

(۱) رد المحتار. باب الاذان جلد اول ج ۱ ص ۳۷۰ .ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸ .۱۲ ظفیر.

(۲) والتثویب فی الفجر حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح مرتین بین الاذان والا قامۃ حسن لا نہ وقت نوم وغفلۃ وکرہ فی سائر الصلوات معناہ العود الی الا علام وھو علی حسب ما تعار فوہ وھذا تثویب احدثہ علماء الکوفۃ بعد عھد الصحابۃ لتغیر احوال الناس وخصوا الفجر بہ لما ذکر نا والمتاخرون استحسنوہ فی الصلوات کلھا لظھور التوانی فی الا مور الدینیۃ وقال ابو یوسف لا اری باسا ان یقول المؤذن للامیر فی الصلوات کلھا السلام علیک ایھا الا میر الخ واستبعدہ محمد لان الناس سواسیۃ فی امر الجماعۃ وابو یوسف خصھم بذالک لزیادۃ اشتغالھم بامور المسلمین کیلا تفوتھم الجماعۃ وعلیٰ ھذا القاضی والمفتی (ھدایہ باب الا ذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر.

(۳) رد المحتار باب الجمعۃ. مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ج ۱ ص ۷۶۹ .ط.س. ج ۱ ص ۱۶۹ .۱۲ ظفیر.

(جواب) بے وضو اذان کہنا درست ہے کچھ مواخذہ اور وبال اس میں کسی پر نہیں ہے البتہ بہتر اور افضل یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔(۱) (اس لئے کہ بعض فقہاء نے بغیر وضو اذان کو مکروہ کہا ہے۔ ویری انه یکره الا ذان ایضا ای علی غیر وضوء.هدایه وقیل یکره (ای الا ذان علی غیر وضوء) لحدیث الترمذی عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یو ذن الا متوضی ٔ. البحرالرائق. باب الا ذان ج ا ص۲۷۷. ۱۲ ظفیر.

## اگر امام بغیر تکبیر بوجہ ضعف سماع جماعت شروع کردے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۱۰) امام مسجد نے مصلی پر کھڑے ہوکر مقتدیوں کو تکبیر کے لئے اذن دیا تکبیر میں کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی امام نے بقدر تکبیر تاخیر کر کے بوجہ اپنے ضعف سماع کے نہ سنا اور نیت باندھ لی تو نماز یا ثواب جماعت میں کچھ حرج واقع ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی اور ثواب جماعت بھی مل گیا۔ اور اقامت جو کہ سنت ہے متروک ہوگئی۔(۲) لیکن چونکہ بوجہ عدم سماع امام کے ایسا ہوا اس لئے کچھ گناہ نہیں ہوا۔ فقط۔

## خشک سالی اور طاعون کے موقع پر اذان ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۱) وباء اور قحط اور خشک سالی طاعون وغیرہ کے موقعہ میں اذان بعد نماز کہنا شرعاً درست ہے یا نہ۔ اگر جائز ہے تو شرعی دلیل کیا ہے۔ اور اگر ممنوع ہے تو ہم نے جو سنا ہے کہ وباء میں غول بیابانی اور جنات کی کثرت ہوتی ہے اور جنات کے دفع کے لئے جو حدیث و اذا تغولت الخیلان نادیٰ بالاذان اور حدیث و اذا رایٰ الجیرتی فلیطفئه بالتکبیر سے سند جواز پکڑنا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وباء اور قحط میں اذان کہنا منقول نہیں ہے اور تغول غیلان کی وقت جو اذان مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر طور سے غیلان جن محسوس ہو مثلاً جنگل وغیرہ میں کسی کو جنات کا احساس ہو اس وقت اذان کہنے کا حکم ہے۔ امراض وبائیہ میں یہ وارد نہیں ہے نہ اس کو اس پر قیاس کر سکتے ہیں کہ قیاس اول تو مجتہد کا معتبر ہے نہ ہم لوگوں کا۔ اور علاوہ بریں قیاس مع الفارق ہے امراض وبائیہ میں تغول غیلان کو محسوس نہیں کیا جاتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویکره اذان جنب واقامة واقامة محدث لا اذانه علی المذهب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۴) ثم اعلم انه ذکر فی الحاوی القدسی عن سنن المؤ ذن کونه رجلا عاقلا صالحا عالما بالسنن والاوقات مواظبا علیه محتسبا ثقة متطهر امستقبلا الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ا ص ۳۶۵.ط.س.ج ا ص ۳۹۲)ظفیر.

(۲) ویکره اداء المکتوبة بالجماعة فی المسجد بغیر اذان واقامة کذا فی فتاویٰ قاضی کان (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان ج ا ص ۵۰. ط. ماجدیه ج ا س ۵۳)ظفیر.

(۳) والاقامة کالا ذان فیما مر (درمختار) واراد بما مراحکام الا ذان العشرة المذکورة فی المتن وهی انه سنة للفرائض الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ا ص ۳۶۰.ط.س. ج ا ص۳۸۸)ظفیر.

(۴) وهو سنة الخ للفرائض الخ لا یسن لغیرها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۵۷.ط.س. ج ا ص ۳۸۴)ظفیر.

### قرآن پڑھتے ہوئے اذان سنے تو کیا کرے:۔

(سوال ۱۱۲) قرآن کے حفظ کرنے یا دیکھ کر پڑھنے میں اذان کا جواب جو کہ واجب ہے دینا چاہئے یا قرآن کی تلاوت جاری رکھنا جائز ہے۔

(جواب) اذان کا جواب دینا مستحب ہے اگر قرآن شریف کو بند کر کے جواب اذان کا دے تو اچھا ہے اور اگر قرآن شریف ہی پڑھتا رہے اور جواب نہ دے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

### اذان میں ترجیع کی بحث:۔

(سوال ۱۱۳/۱) اذان میں جو بعض آدمی شہادتین جو دو دفعہ ہلکی آواز سے کہہ کر پھر دو دفعہ بلند آواز سے کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

### محمد رسول اللہ پر صلی اللہ الخ کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۱۴/۲) اذان وتکبیر میں جب لفظ محمد رسول اللہ آتا ہے تو اذان کا کہنے والا ٹھیر کر صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے۔

### حضرت بلال کی اذان:۔

(سوال ۱۱۵/۳) اذان حضرت بلال کی کون سی ہے۔

(جواب)(۱) یہ ترجیع ہے جو حنفیہ کے نزدیک اذان میں سنت نہیں ہے یہ ابو محذورہؓ کی حدیث میں وارد ہے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض تعلیم شہادتین کے اعادہ کا حکم فرمایا تھا اور حضرت بلالؓ کی اذان اور ملک نازل من السماء کی اذان میں ترجیع نہ تھی۔ اس پر حنفیہ کا عمل ہے۔(۲)

(۲) ایسا کہنا اذان میں ثابت نہیں ہے۔(۳)

(۳) حضرت بلالؓ کی اذان ایسے ہی تھی جیسے اب کہی جاتی ہے (۴) فقط

---

(۱) ویجیب وجوبها وقال الحلوانی ندبا والواجب الا جابة بالقدم من سمع الاذان ولو جنبا لا حائضا و نفسأ و سامع خطبة الخ بخلاف قران (درمختار) لانه لا یفوت ولعله لان تکرار القراء ة انما هو للاجر فلا یفوت بالا جابة بخلاف التعلم فعلی هذا لو یقرأ تعلیما او تعلما لایقطع (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) ولا ترجیع فانه مکروه (درمختار) الترجیع ان یخفف صوته بالشهادتین ثم یر جع فید فعه بهما لا تفاق الروایات علی ان بلا لالم یکن یرجع وما قیل انه رجع لم یصح ولا نه لیس فی اذان الملک النازل بجمیع طرقه الخ (ردالمحتارباب الاذان ج ۱ ص ۳۵۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۶) ظفیر.

(۳) عبداللہ بن زید بن عبدربہ کی حدیث میں اور دوسری کسی حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ مذکور نہیں ہے۔ عبداللہ بن زید کی حدیث میں ہے تقول الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمدا رسول الله، اشهد ان محمدا رسول الله الخ (فتح القدیر، باب الا ذان ج ۱ ص ۲۱۱) پھر شرح المہذب للشافعیہ میں صراحت ہے والزیادة فی الاذان مکروهة (البحر الرائق. باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۵) ظفیر.

(۴) اس میں ترجیع نہیں ہوتی تھی دیکھئے کتب حدیث ۱۲ ظفیر

### اذان واقامت کے درمیان میں درد پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۱۶/۱) اقامت واذان میں مؤذن حضرت کے نام پر درود پڑھے یا بہتر کیا ہے۔

### اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مسنون ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۷/۲) اذان کی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعاء پڑھے۔ مسنون کیا ہے۔

### قرآن ودرود شریف پڑھتے ہوئے اذان سنے تو......:۔

(سوال ۱۱۸/۳) کلام مجید یا درود شریف پڑھتا ہو اور اذان ہونے لگے تو اذان کا جواب دے یا نہ دے اور پڑھتا رہے۔

(جواب)(۱) مؤذن کو درمیان اذان واقامت حکم درود شریف پڑھنے کا نہیں ہے۔ اور ایسا ثابت نہیں۔ فقط۔

(۲) ہر طرح درست ہے۔ عمل بلا رفع یدین ہے۔(۱) فقط۔

(۳) درمختار اور شامی میں ہے کہ قران شریف کی تلاوت موقوف کر کے جواب اذان کا دے۔ پس درود شریف کا بھی یہی حکم ہے۔(۲) فقط۔

### جمعہ کی اذان نصف النہار کے وقت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۹) جمعہ کی اذان نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اذان قبل الوقت درست نہیں ہے اسی لئے فقہاء اعادہ کا حکم فرماتے ہیں۔(۳) اور وقت جمعہ کا مثل ظہر کے بعد زوال کے شروع ہوتا ہے لہذا اذان جمعہ بعد زوال کے ہونی چاہئے قبل زوال درست نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویدعو عند فراغه بالوسیلة لرسول الله صلی الله علیه وسلم (درمختار) ای بعد ان یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم لما رواه مسلم الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰ .ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸) ظفیر.

(۲) لو کان فی المسجد حین سمعه لیس علیه الاجابة ولو کان خارجه اجاب الخ فیقطع قراء ة القران لو کان یقرء بمنزله ویجیب لو اذان مسجده ولو بمسجد لا (درمختار) الظاهر ان المراد المسارعة للاجابة وعدم القعود لاجل القراء ة لاخلال القعود بالسعی الواجب والا فلا مانع من القراء ة ما شیا الا ان یراد یقطعها ندبا للاجابة باللسان ایضا الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰ .ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸) ظفیر.

(۳) وهو سنة مؤكدة للفرائض الخمس فی وقتها الخ فیعاد اذان وقع بعضه قبله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۶ .ط.س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

(۴) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانها خلفه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۰ .ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر.

## فائتہ نمازوں کے لئے اذان گھر میں اور صحرا میں :۔

(سوال ۱۲۰) گھر میں اور صحرا میں فائتہ نمازوں کے لئے اذان و اقامت کا کیا حکم ہے۔

(جواب) گھر میں یا صحرا میں فوائت نمازوں کے لئے اذان و اقامت مسنون ہے۔ درمختار میں کہا کہ پہلی فائتہ کے لئے اذان مسنون ہے اور باقی کے لئے اختیار ہے۔ لیکن کہنا اذان کا نہ کہنے سے بہتر اور اقامت کل کے لئے مسنون ہے۔ (۱) فقط۔

## فجر کی قضاء کے لئے اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۲۱) اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے اور اس کو پڑھتے وقت اذان کہی جاوے تو اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا مسنون ہے یا نہ۔

(جواب) نماز فجر اگر قضا ہوئی اور جماعت کے ساتھ اس کو ادا کرنا ہے تو اذان کہنا اس کے لئے سنت ہے اور اذان ویسے ہی ہونی چاہئے جس طرح صبح کی اذان ہے یعنی مع الصلوٰۃ خیر من النوم کے کما یفیدہ اطلاق قول القہستانی ویسن ان یوذن ویقیم لفائتۃ رافعاً صوتہ لو بجماعۃ او صحراء الخ درمختار۔ (۲) فقط۔

## تکبیر سے پہلے بسم اللہ :۔

(سوال ۱۲۲) ایک شخص وقت شروع کرنے تکبیر جماعت کے پہلے بسم اللہ پڑھ کر تکبیر شروع کرتا ہے، دوسرا شخص کہتا ہے یہ ناجائز ہے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے ہر ایک کام کے اول میں بسم اللہ کہنا بہتر اور افضل ہے۔

## کیا اقامت وہی کہے جس نے اذان دی ہے :۔

(سوال ۱۲۳) کیا مؤذن ہی کو تکبیر پڑھنا چاہئے دوسرے کے لئے ممنوع ہے۔ اگر مؤذن ملازم مسجد ہو۔ اور اگر کوئی ملازم نہ ہو کبھی کوئی اذان کہتا ہو کبھی کوئی۔

(جواب) خواہ مؤذن تنخواہ دار اور معین ہو اور دائمی اذان کہتا ہو، یا ایسا نہ ہو گاہ گاہ اذان کہتا ہو۔ بہرحال علاوہ موذن کے دوسرے شخص کو تکبیر کہنا درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جس نے اذان کہی وہی تکبیر کہے یا دوسرے کو اجازت دے دے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) ویسن ان یوذن ویقیم لفائتۃ رافعا صوتہ لو بجماعۃ او صحراء لا ببیتہ منفردا، وکذا یسنان لاالی الفوائت لا لفاسدۃ ویخیر فیہ للباقی لوفی مجلس وفعلہ اولی ویقیم للکل (درمختار) ای لا یخیر فی الا قامۃ للباقی بل یکرہ ترکھا (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ وج ۱ ص ۳۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۰) ظفیر. (۲) الدر المختار . علی ھامش ردا لمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۰، ۱۲ ظفیر. (۳) اقام غیر من اذن بغیبۃ ای الموذن لا یکرہ مطلقا وان بحضورہ کرہ ان لحقہ وحشۃ کما کرہ مشیہ فی اقامۃ (درمختار) ان لحقہ وحشۃ ای بان لم یر ض بہ وھذا اختیار خواھر زادہ الخ وقال فی البحر ویدل علیہ اطلاق قول المجمع ولا نکرھھا من غیرہ الخ فلا باس بان یاتی بکل واحد رجل اخر ولکن الافضل ان یکون الموذن ھو المقیم اھ ای لحدیث من اذن فھویقیم (ردا لمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر

اذان کا جواب اور دعاء:۔

(سوال ۱۲۴) وقت اذان حکم در حدیث ایجاب بود حالانکہ دریں زمان بعد ختم اذان کلمہ طیبہ می گویند چہ حکم شرعی است۔

(جواب) بوقت اذان سامعین را مستحب است، کہ ہماں کلمات را کہ مؤذن میگوید سامعین ہم میگویند و در حیعلتین لا حول ولا قوۃ الا باللہ گویند و بعد ختم اذان دعاء ماثورہ اللہم رب ھذہ الدعوۃ التامۃالخ بگویند وظاہر است کہ اتباع ماثور اولیٰ و احب است۔(۱) فقط۔

بوقت اذان کانوں کے سوراخ میں انگلی ڈالنا سنت ہے:۔

(سوال ۱۲۵) اذان اکثر ہاتھ چھوڑ کر یا ایک ہاتھ کان پر رکھ کر جدھر کو چاہے منہ کر کے دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف سنت ہے، مگر اذان ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

اذان جمعہ مسجد سے باہر دی جائے یا اندر:۔

(سوال ۱۲۶) اگر بیرون مسجد اذان جمعہ دی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کے اندر اور مسجد کے باہر اذان دینا برابر زمانہ رسول اللہ ﷺ سے اب تک جاری ہے خطبہ کی اذان مسجد میں ہوتی ہے۔(۳) اور باقی نمازوں کی اذان مسجد سے باہر اور مسجد کے اندر جائز ہے، اور منارہ پر اذان کا ہونا فقہاء نے مشرع لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ منارہ خارج از مسجد ہوتا ہے۔ اس کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

تکبیر میں کلمات اذان کی تکرار:۔

(سوال ۱۲۷) عموماً ہم تکبیر کو دو دفعہ کہتے ہیں۔ کیا ایک دفعہ تکبیر کو کہنا جائز ہے اور قد قامت الصلوٰۃ دو دفعہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ تکبیر مثل اذان کے یعنی اللہ اکبر اول چار دفعہ اور باقی کلمات دو دو دفعہ کہنا چاہئے اور قد قامت الصلوٰۃ بھی دو دفعہ کہنا چاہئے، ایک ایک دفعہ کہنا کلمات تکبیر کا مذہب حنفیہ کا نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویجیب وجوبا وقال الحلوانی ندبا والواجب الاجابة بالقدم من سمع الاذان الخ بان یقول بلسانه کمقالته الخ الا فی الحیعلتین فیحو قل وفی الصلوۃ خیر من النوم فیقول صدقت وبررت الخ وید عو عند فراغه بالوسیلة لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم(درمختار) وروی البخاری وغیرہ من قال حین یسمع النداء اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامة والصلوۃ القائمة ات محمد الوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمود الذی وعدته، حلت له شفاعتی یوم القیامة الخ (رد المحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۷۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶)ظفیر۔

(۲) ویجعل ندبا اصبعیه فی صماخ اذنیه فاذانه بدونه حسن وبه احسن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ص ۳۶۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸)ظفیر۔

(۳) ویؤ ذنثانیا بین یدیه ای الخطیب (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ص ۷۷۰ واذا جلس الا مام علی المنبر اذن المؤذنون بین یدیه الا ذان الثانی للتوارث (غنیة المستملی ص ۵۲۰).

(۴) وینبغی ان یو ذن علی المئذنة او خارج المسجد والا یوذن فی المسجد (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۵۲ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۵).

(۵) والا قامة مثل الاذان عندنا الخ ولنا ماروی ابو داؤد عن ابن ابی لیلیٰ عن معاذ الخ (غنیة المستملی ج ۱ ص ۳۵۹)ظفیر۔

### اللہ اکبر میں واو کا اضافہ غلط ہے:۔

(سوال ۱۲۸) اذان اور نماز میں اللہ اکبر کہنا چاہئے یا اللہ ہو اکبر۔

(جواب) اللہ اکبر پڑھنا چاہئے، اللہ کی ہاء کے آگے واو نہ بڑھانا چاہئے۔(۱) فقط۔

### ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا:۔

(سوال ۱۲۹) ایک مؤذن دو مسجدوں میں اذان کہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ اچھا نہیں مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

### اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ:۔

(سوال ۱۳۰) فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کیوں زیادہ ہے۔

(جواب) فجر کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم زیادہ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔(۳) اور وہ وقت چونکہ غفلت اور نیند کا ہے اس وجہ سے یہ کلمات اس وقت کہنا مستحب ہیں کیونکہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز بہتر ہے (۴) سونے سے۔ فقط۔

### جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعاء:

(سوال ۱۳۱) اجابت اذان ثانی جمعہ وبعد او دعاء اللّٰهم رب هذه الدعوة التامة الخ خواندن جائز است یا نہ۔

(جواب) صحیح این است کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ است وہمچنیں دعائے ماثورہ اللّٰهم رب هذه الدعوة الخ۔(۵) فقط۔

### جاہل کی اذان:۔

(سوال ۱۳۲) جاہل آدمی کو اذان دینا جس کی زبان سے الفاظ مثل پڑھے ہونے کے نہ نکلتے ہوں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص اذان صحیح نہ کہہ سکے وہ اذان نہ کہے اذان ایسے شخص سے کہلوانی چاہئے جو کلمات اذان کو صحیح کہے خواہ پڑھا ہوا ہو یا نہ ہو۔(۶) فقط۔

---

(۱) اذا ارادالشروع فی الصلوٰة کبر لو قادر اللا فتتاح ای قال وجوبا الله اکبر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة فصل فی تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷). ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹ ظفیر. (۲) یکره له ان یوذن فی مسجدین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذن ج ۱ ص ۳۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر. (۳) عن ابی محذورة قال قلت یا رسول الله علمنی سنة الا ذان قال فمسح مقدم راسه قال تقول الله اکبر الله اکبر الخ فان کان صلوٰة الصبح قلت الصلوٰة خیر من النوم الخ رواه ابو داؤد (مشکوة باب الا ذان ص ۶۳) ظفیر. (۴) ویقول ندبا بعد فلاح اذان الفجر " الصلوٰة خیر من النوم" مرتین لانه وقت نوم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰). ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸ ظفیر. (۵) وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقا فی الا ذان بین یدی الخطیب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الا ذان ص ۳۷۱) واجابة الاذان حینئذ مکروهة (ردالمحتارباب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۹. ط.س. ج ۳ ص ۱۶۱) ظفیر. (۶) وانما یستحق ثواب الموذنین اذا کان عالما بالسنة والا وقات ولو غیر محتسب (درمختار) ای سنة الاذان (ردالمحتارباب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴). ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲ القوله علیه الصلوٰة والسلام لیؤ ذن لکم خیار کم رواه ابو داؤد الخ وید خل فی الخیاران لا یلحن فی الاذان لا نه لا یحل لا فی الا ذان ولا فی القراءة وتحسین الصوت مطلوب لا تلازم بینهما الخ وظهر من هذا ان التلحین اخراج الحرف عما یجوزله فی الا داء الخ (غنیة المستملی فصل فی السنن ص ۳۶۰) ظفیر.

## اذان مسجد کے اندر ہو یا باہر:۔

(سوال ۱۳۳)اذان مسجد کے فرش سے باہر ہونی چاہئے یا فرش مسجد پر۔ اکثر اشخاص یہ کہتے ہیں کہ مسجد سے باہر اذان نہ دینا چاہئے۔ فرش پر اذان کہنا چاہئے۔ مسجد سے باہر اذان کہنا منع ہے اور اس کے ثبوت میں خطبہ سے قبل جو اذان پڑھی جاتی ہے پیش کرتا ہے۔ یہ اذان مسجد میں کیوں ہوتی ہے اس میں اور پنجگانہ اذان میں کیا فرق ہے اور وہ مسجد کے اندر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اور اگر مسجد سے باہر کوئی اونچی جگہ بنادی جائے اس پر اذان کہی جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) سوائے خطبہ کی اذان کے باقی پنجگانہ نمازوں کے لئے اذان کسی بلند جگہ پر کہنا افضل ہے اور مسجد سے خارج بہتر ہے اگرچہ مسجد میں بھی جائز ہے چنانچہ خطبہ جمعہ کی اذان مسجد میں پیش منبر ہونا اس کی دلیل کافی ہے۔ اور بلند جگہ پر ہونا اذان کا اس لئے مشروع ہے۔ کہ آواز دور تک پہنچ جاوے۔ اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں اذان پنجگانہ خارج عن المسجد ہوتی تھی اور وجہ یہی تھی کہ بلند جگہ پر کہنے کی وجہ سے بعض مکانات متصل مسجد کی چھت پر اذان ہوتی تھی پس اس زمانہ خیر الازمنہ کے اس فعل سے خارج عن المسجد اذان پنجگانہ کا ہونا افضل معلوم ہوا۔ (۱) لیکن ممانعت مسجد میں اذان کہنے سے بھی نہیں ہے اور کوئی وجہ بھی ممانعت کی نہیں ہے کہ مسجد ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہے اور اذان بھی ذکر اللہ ہے قال اللہ تعالیٰ **و من اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ.** (۲) الآیۃ۔ فقط۔

## کلمات اقامت کا جواب:۔

(سوال ۱۳۴) اقامت میں کلمات مؤذن کا جواب دینا مثل اذان کے مستحب ہے یا مؤکدہ۔ لیکن جب کہ امام کو قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھنے کا حکم ہے تو مقتدی بقیہ کلمات مؤذن کا جواب دے کر شریک جماعت ہوں یا کیا۔

(جواب) مستحب ہے۔ (۳) اور اس مستحب کے اداء کرنے کے لئے علامہ شامی نے یہ فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ امام بعد ختم اقامت تکبیر تحریمہ کہے۔ (۴) فقط۔

## اذان کے بعد مسجد کی طرف چلنا ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۳۵) سنا ہے کہ اذان ہونے پر جو شخص مسجد میں نہ جاوے تو گنہگار ہے۔ اگر دوسرے شخص کے تاکید کرنے سے بھی وہ نماز کو نہ جاوے تو کافر ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں شک نہیں ہے کہ جو شخص اذان سن کر مسجد میں نہ جاوے اور باجماعت نماز ادا نہ کرے وہ بھی گنہگار

---

(۱) وینبغی ان یو ذن علی المئذنة او خارج المسجد الخ والسنة ان یوذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانه ویر فع صوته ولا یجهد نفسه (عالمگیری مصری باب الا ذان ج ۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۵). ظفیر

(۲) سورة البقره رکوع ۱۴. عالمگیری میں ہے "ولا یوذن فی المسجد" اس کا منشا یہ ہے کہ اولیٰ کے خلاف ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جائز نہیں ۱۲ ظفیر۔ (۳) ویجیب الا قامة ندبا اجماعا کالا ذان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

(۴) وشروع الا مام فی الصلوة مذ قیل قد قامت الصلوة ولواخر حتی اتمها لا باس به اجماعا الخ واعدل المذاهب الخ وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الا صح (درمختار) لان فیه محافظة علی فضیلة متا بعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الامام (ردالمحتار باب صفة الصلاة آداب الصلوة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

ہے۔ (۱) اور اگر بالکل ہی تارک نماز ہے کہ نہ مسجد میں نماز پڑھنے کو جاتا ہے اور نہ اپنے گھر پر نماز ادا کرتا ہے تو وہ اشد درجہ کا فاسق وعاصی ہے اور بعض ائمہ اس کو کافر کہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر۔ (۲) یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہوگیا یعنی قریب کفر کے ہوگیا اور انکار کرنا فرضیت نماز کا باتفاق کفر ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔ فقط۔

## اقامت پہلی صف سے ضروری نہیں:۔

(سوال ۱۳۶) موذن اقامت اول صف میں پڑھے یا جس صف میں چاہے۔ مستحب کیا ہے۔

(جواب) جس صف میں ہو اسی میں اقامت پڑھ سکتا ہے اس میں کچھ قید نہیں ہے اور صف اول میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

## اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۳۷) امام مسجد بلا وضو اذان کہے یا اذان کہہ کر حقہ پینے یا پیشاب پاخانہ کو چلا جائے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ ہے کہ اذان بے وضو مکروہ نہیں ہے۔ یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار۔ ویکرہ اذان جنب واقامتہ واقامۃ محدث لا اذانہ علی المذہب الخ۔ (۴) لیکن شامی میں منقول ہے کہ اذان باوضو کہنا مسنون ہے شامی میں ہے ثم اعلم انہ ذکر فی الحاوی القدسی من سنن المؤذن کونہ رجلاً عاقلاً صالحاً عالماً بالسنن والاوقات مواظباً علیہ محتسباً ثقۃ مطہراً مستقبلاً الخ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ باوضو اذان کہنا سنت اور مستحب ہے۔ پس عادت کر لینا ہمیشہ بے وضو اذان کہنے کی برا ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ باقی اگر اذان باوضو کہہ کر پھر ضرورت پیشاب پاخانہ کی ہو تو رفع حاجت کرنا ضروری ہے۔ اور حقہ پینا اصل سے اچھا نہیں ہے اس سے بھی احتراز اولیٰ ہے۔ فقط۔ (اگر حقہ پئے تو مسجد میں آنے سے پہلے منہ اچھی طرح صاف کر لے تاکہ اس کی بدبو سے کسی کو اذیت نہ ہو، ظفیر)

## بعد اذان امام اور مقتدیوں کو بلانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۳۸) موذن کو بعد اذان کے امام یا دیگر نمازیوں کو بلانا درست ہے یا نہیں۔

(۱) الجماعۃ سنۃ موکدۃ لقولہ علیہ السلام الجماعۃ من سنن الھدیٰ لا یتخلف عنھا الا منافق (ھدایہ باب الامامۃ ج ص ۱۰۹) ظفیر۔

(۲) اس وقت ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہ مل سکی۔ مشکوٰۃ میں الفاظ یہ ہیں لا تترک صلوٰۃ مکتوبۃ متعمداً فمن ترکھا فقد برأت منہ الذمۃ الخ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ فصل ثالث ص ۵۹) ظفیر۔

(۳) ویقیم علی الارض ھکذا فی القنیۃ وفی المسجد ھکذا فی البحر الرائق (عالمگیری کشوری باب الاذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۴ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۵۶) ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴ ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر۔

(۵) ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۵ ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۹۳۔ ۱۲ ظفیر۔

(جواب) یہ اچھا نہیں ہے۔ الا بضرورت کبھی ایسا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

## سہارا لے کر اذان اور بیٹھ کر اقامت مکروہ ہے:۔

(سوال ۱۳۹) کسے کہ طاقت در بدن نمید ارد اذان تکیہ دادہ میدہد و تکبیر نشستہ میگوید تکبیر او مکروہ است یا نہ۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ اذان جنب واقامته واقامة محدث لا اذانه واذا ن امرأة وخنثى وفاسق (الی) وقاعد الا اذن لنفسه وراکب الا للمسافر الخ. (۲) اور یہ بھی درمختار میں ہے والا قامة کالا ذان الخ. (۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اذان بیٹھ کر مکروہ ہے اقامت بھی بلا عذر بیٹھ کر مکروہ ہے اور بوجہ ضعف کے اذان تکیہ دیوار وغیرہ کا لگا کر کہنا کھڑے ہو کر بلا کراہت کے درست ہے۔ فقط۔

## جماعت کے لئے نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۰) محلہ شیش گران میں صرف ایک مسجد ہے اور محلہ وسیع ہے۔ اذان کی آواز بھی سب جگہ نہیں جاتی۔ باشندگان محلہ سب نمازی ہیں، جو کاری گر لوگ ہیں سب نمازوں کے وقت ان کے کام کے ہیں اور کام پر سے اٹھنا اس کے حرج و نقصان کا باعث ہوتا ہے اس لئے وہ جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے۔ نظر برآں یہ ترکیب کی گئی تھی کہ اذان وقت پر ہوتی تھی اور جماعت کی تیاری پر نقارہ کے ذریعہ سے جو خارج مسجد رکھا ہوا ہے کاریگروں کو اطلاع کردی جاتی تھی اور سب کاریگر آجاتے تھے، اس میں ان کو جماعت کا انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا اور جم غفیر کے ساتھ جماعت ہوجاتی تھی۔ اب بعض حضرات نے نقارہ کی ممانعت کی اور جماعت ٹوٹ گئی جس کو توفیق ہوتی ہے فرداً فرداً نماز پڑھ لیتا ہے ورنہ وہ کچھ ضروری نہیں سمجھتا۔ ایسی صورت میں نقارہ کے اعلان کو جو خارج از مسجد ہے کیسا سمجھا جاتا ہے اور اس کی بابت کیا حکم ہے اور کون ذریعہ اطلاع کا مستحسن ہے۔

(جواب) اعلام بعد الاذان جس کو تثویب کہتے ہیں۔ علماء متقدمین نے اس کو مکروہ اور بدعت کہا ہے اور علماء متاخرین نے بوجہ تساہل کے اس کو جائز رکھا ہے۔ پس بربنائے مذہب متاخرین اگر اعلام کے واسطے کوئی صورت جماعت کے انتظام کی نہ ہو تو نقارہ کے ساتھ اعلام جائز ہے۔ کما فی الدر المختار والشامی ویثوب بین الا ذان والاقامة فی الکل للکل بما تعارفوه (درمختار کتنحنح اوقامت قامت او الصلوة الصلوة ولو احد ثوا اعلاما مخالفا لذلک جاز. (۴) (شامی) فقط (اور جب کہ اذان کی آواز پہنچ جاتی ہو تو بلا ضرورت نقارہ بجانے سے بچنا چاہئے، اس وجہ سے کہ ابتدائے امر اذان میں اس طرح کی تمام صورتیں رد کردی گئی تھیں۔ ظفیر)

---

(۱) وکره فی سائر الصلوة ومعناه العود الی الا علام وهو علی حسب ماتعارفوه هذا تثویب احدثه علماء الکوفة بعد عهد الصحابة لتغیر احوال الناس الخ والمتاخرون استحسنوا فی الصلوت کلها لظهور التوانی فی الا مور الدینیة وقال ابو یوسف لا اری باسا ان یقول الموذن للا میر فی الصلوت کلها السلام علیک ایها الا میر الخ واستبعده محمد رحمة الله علیه لان الناس سواسیة فی امر الجماعة الخ (هدایه باب الاذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲. ۱۲. (۳) ایضا ج ۱ ص ۳۶۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸. ۱۲ ظفیر.
(۴) دیکھئے ردالمحتار للشامی باب الاذن ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹. ۱۲ ظفیر.

### اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۱) در اقامت لفظ قد قامت الصلوٰۃ را بلند کردن چہ حکم دارد۔

(جواب) حرجے دران نیست۔(۱) فقط۔

### جیل میں اذان دی جائے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۲) جیل میں نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے وہاں اذان کہنا چاہئے یا نہیں یا صرف تکبیر پر اکتفا کیا جائے۔

(جواب) اگر وہاں اذان کی روک ٹوک اور ممانعت نہ ہو تو اذان کہنا اچھا ہے اور ثواب ہے(۲)۔ اور اگر نہ کہیں اور صرف اقامت پر اکتفا کریں تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے۔ درمختار میں ہے بخلاف مصل و لو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لهامسجد. فلا یکره ترکهما اذان الحی یکفیه . اور شامی میں ہے قوله فی بیته. ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرهما الخ.(۳) فقط۔

### مسجد کے اندر رہتے ہوئے جواب دینا ضروری نہیں:۔

(سوال ۱۴۳) زید مغرب کی اذان سے پیشتر مسجد میں بیٹھا ہوا چند آدمیوں سے کوئی مسئلہ بیان کر رہا تھا کہ اذان مغرب شروع ہوگئی مگر زید نے اپنی تقریر کو بند نہیں کیا، نہ اذان سنی اور نہ جواب دیا۔ وہ کہتا ہے کہ علم دین سکھانے والے پر جواب اذان واجب نہیں اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) جو شخص مسجد میں بوقت اذان موجود ہو تو اس کو اجابت باللسان کرنا مستحب ہے۔ پس اگر کسی مسئلہ کے بیان کی وجہ سے وہ خاموش نہ ہوا اور اذان کا جواب نہ دیا تو گنہگار نہیں ہوا۔ البتہ بہتر یہ تھا کہ خاموش ہو کر اذان کا جواب دیتا، لیکن ترک مستحب پر طعن نہیں ہو سکتا اور بعض فقہاء اگرچہ وجوب اجابت باللسان کے بھی قائل ہیں مگر صحیح و راجح عدم وجوب ہے۔(۴) فقط۔

### اذان سے پہلے الصلوٰۃ والسلام کی رسم درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۴) اذان کے قبل الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وغیرہ جس کو صلوٰۃ کہتے ہیں اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں ہوتی ہے یہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) والاقامة مثل الاذان الا انه یزید فیها بعد الفلاح قد قامت الصلوٰة مرتین هکذا فعل الملک النازل من السماء وهو المشهور (هدایه باب الاذان ج ۱ ص ۸۳) ظفیر۔

(۲) قوله ولو بجماعة وعن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه لو اکتفوا باذان الناس اجزاء هم وقد اساؤا (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا یہی ہے کہ اذان دی جائے ۱۲ ظفیر۔

(۳) دیکھئے ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر۔

(۴) ویجیب وجوبا وقال الحلوانی ندبا من سمع الاذان (درمختار) ای قال الحلوانی ان الاجابة باللسان مندوبة والواجبة هی الاجابة بالقدم (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر۔

(۵) اس لئے کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے لہذا اس سے بچنا چاہئے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

## اذان میں شہادتین پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۵) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھوں کو بوسہ دینا کیسا ہے۔ جو شخص اس سے منع کرے اس کی اقتداء نماز میں جائز ہے یا نہیں اور جو انگوٹھوں کو بوسہ نہ دے وہ گنہگار ہے یا نہ۔ اگر بوسہ دینا مستحب یا سنت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(جواب) استحباب تقبیل ابہامین کی دلیل شامی کی یہ عبارت ہے یستحب ان یقال عند سماع الا ولیٰ من الشھادتین صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منھا قرت عینی بک یارسول اللہ ثم یقول اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الا بھا مین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قاعدا لہ فی الجنۃ کذا فی کنز العباد وقھستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیۃ وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابھا میہ عند سماع اشھد ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الا ذان انا قاعدہ ومد خلہ فی صفوف الجنۃ وتمامہ فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنۃ للسخاوی . وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المر فوع من کل ھذا شئی الخ . شامی(۱) ج ا ص ۲۶۷۔ باب الاذان۔ آخر عبارت شامی سے یہ بھی واضح ہوا کہ کوئی مرفوع حدیث صحیح اس بارہ میں نہیں ہے۔ غایت یہ کہ ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال میں عمل کرنا درست ہے مگر اس کی شرط یہ ہے کہ اس فعل کو مسنون نہ سمجھے۔ کذا فی الدر المختار۔ پس چونکہ بعض عوام کو اس میں غلو ہو گیا اور اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور ترک پر طعن وملامت کرتے ہیں اس لئے ترک اس کا علماء محققین احوط سمجھتے ہیں۔ اور وہ شخص گناہ گار نہیں۔ اقتداء اس کی درست ہے۔ فقط۔

## اذان میں سینہ پھیرنے کی ممانعت:۔

(سوال ۱۴۶) ایک شخص اذان میں اپنے سینہ کو دائیں بائیں پھیرتا تھا۔ میں نے اس کو منع کیا کہ اس طرح سینہ پھیرنا منع ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) یہ صحیح ہے کہ اذان میں حیعلتین میں صرف منہ کو دائیں بائیں متوجہ کیا جاوے سینہ قبلہ کی طرف رہے۔(۲) فقط۔

## اذان کا ضد کی وجہ سے نہ دینا:۔

(سوال ۱۴۷) ایک مسجد میں دو امام ہیں اور دونوں حقیقی بھائی ہیں آپس میں نزاع رہتا ہے اس لئے مسجد میں اذان نہیں کہتے اس خیال سے کہ شاید دوسرے نے اذان کہہ دی ہو اور جو امام آتا ہے جماعت کرا دیتا ہے ایسی صورت میں شرعاً نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے مگر ترک سنت اذان کا گناہ ان کے ذمہ رہتا ہے۔ قال فی الدر المختار

(۱) ردالمحتار باب الاذان ج ا ص ۳۷۰. ط.س. ج ا ص ۳۹۸. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویستقبل بھما (ای الاذان والا قامۃ) القبلۃ ولو ترک الا ستقبال جازو یکرہ کذا فی الھدایۃ واذا انتھی الی الصلوۃ والفلاح حوّل وجھہ یمینا وشمالا وقد ماہ مکا نھما (عالمگیری کشوری باب الا ذان ج ا ص ۵۴. ط. ماجدیہ ج ا ص ۵۶) ظفیر.

وھو سنة للرجال فی مکان عال مو کدة ھی کا لواجب فی لحوق الاثم (۱)فقط۔

## چلتے ہوئے تکبیر شروع کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۸) اگر مؤذن تکبیر کو چلتے ہوئے شروع کر دے اور اپنی جگہ پر پہنچ کر پوری کرے تو یہ خلاف سنت ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف اولیٰ وخلاف سنت ہے الا ان یکون احیاناً عن ضرورة قال فی الدر المختار ویستقبل غیر الراکب القبلة بھما ویکرہ ترکہ تنزیھا(۲)الخ ظاہر ہے کہ چلتے ہوئے کبھی استقبال قبلہ بھی ترک ہوجاتا ہے(قولہ غیر الراکب)عبارة الا مداد الا ان یکون راکباً مسافراً لضرورة السیر الخ .شامی.(۳)

## شیعہ کی اذان میں اضافہ اوراس کی حیثیت:

(سوال ۱۴۹) شیعہ اپنی مساجد وغیرہ مقامات پر بوقت اذان بآواز بلند کلمہ اشہدان امیر المومنین وامام المتقین علیاً ولی اللہ ووصی رسول اللہ یا حجۃ اللہ ادا کرتے ہیں کیا اہل سنت وجماعت کو ایسے کلمات سننا جائز ہے۔

(جواب) روافض کا اذان میں یہ کلمہ بڑھانا خلاف ہے احادیث صحیحہ کے جواذان کے بارہ میں مروی ہیں۔(۴)لہذا بدعت اور ممنوع ہے۔اور اگر اس کے ساتھ لفظ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل بھی بڑھادیویں جیسا کہ بعض جگہ ایسا ہوا ہے تو یہ اور بھی زیادہ برا ہے کیونکہ یہ کذب اور افترا ہے کیونکہ درحقیقت خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ ہیں ان کے بعد حضرت علیؓ ہیں۔پس ترتیب خلافت اس طریق سے ہے۔اس کے خلاف عقیدہ رکھنا حرام ہے اور بدعت ہے۔(۵)الغرض اذان میں وہ کلمات بڑھانا جو سوال میں منقول ہیں اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز نہیں ہے۔یہ روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کی بدعات ومخترعات میں سے ہے۔حنفیہ وشافعیہ وغیرہما اس کی اجازت نہیں دیتے۔فقط۔

## ننگے سر اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۵۰/۱) مؤذن کو ننگے سر اذان دینی جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۶.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۴.۱۲ ظفیر.

(۲و۳)ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۸۹ اس کے بعد مذکور ہے لان بلا لا اذن وھو راکب ثم نزل واقام علی الارض (ایضا) ۱۲ ظفیر

(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے مشکوۃ باب الاذان ص ۶۳. ۱۲ ظفیر.

(۵)وافضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ ابو بکر الصدیق الخ ثم عمر بن الخطاب الخ ثم عثمان الخ ثم علی بن ابی طالب الخ (شرح فقہ اکبر ص ۷۴)ظفیر.

### کھلے سر نماز درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۱/ ۲) ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ ایسا کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔

### کیا برہنہ سر اذان و نماز روافض کا طریقہ ہے :۔

(سوال ۱۵۲/ ۳) برہنہ سر نماز پڑھنا یا اذان دینا روافض کا مشرب ہے یا نہیں۔

(جواب) فقہاء نے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔ اذان میں اس کی تصریح نہیں فرمائی۔ اور نماز میں بھی یہ تفصیل کی ہے کہ سستی سے سر ننگا کرنا مکروہ ہے اور اگر تذلل اور انکسار اور خشوع وخضوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے تو کراہت نہیں۔ (۱) لیکن اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ ننگے سر اذان نہ کہے اور اگر کسی جگہ یہ روافض کا شعار ہو تو پھر ضرور ان کی مخالفت کرے اور ننگے سر اذان نہ کہے تا کہ ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔ درمختار میں ہے و صلوته حاسرًا ای کاشفاً راسه للتکاسل و لا باس به للتذلل الخ و لو سقطت قلنسوة فاعادتها افضل الخ درمختار . (۲) فقط۔

### نماز کے باطل ہونے کی صورت میں اعادۂ نماز کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۳) امام نے بجائے چار رکعت عصر کے سہواً پانچ رکعت ادا کی، کسی نے متنبہ نہیں کیا اب امام اور مقتدی درود وظائف سے فارغ ہو کر دعاء مانگنے کو تیار تھے کہ تعداد رکعات کی بحث شروع ہوئی نماز کا اعادہ کیا گیا اور دوبارہ تکبیر کہی گئی۔ یہ جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر دوبارہ کہہ دی جاوے اس وجہ سے کہ فصل طویل ہو گیا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ کتب فقہ میں تو یہ لکھا ہے صلی السنة بعد الا قامة او حضر الا مام بعد ها لا یعید ها بزازیه وینبغی ان اطال الفصل او وجد ما یعد قاطعاً کا کل ان تعاد الخ درمختار . (۳) فقط۔

### بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۴) بعد اذان رفع یدین کر کے مناجات کرنا ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) خصوصیت کے ساتھ اس موقع پر رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ اگر چہ عموماً دعاء میں رفع یدین کا مستحب ہونا اس کے استحباب کو بھی مقتضی ہے مگر معمول نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) و کره کفه الخ و صلاته حاسرا ای کا شفا راسه للتکا سل و لا باس به للتذلل واما للا هانة بها فکفر (درمختار) قوله و لا باس للتذلل قال فی شرح المنیة فیه اشارة الی ان الا ولی ان لا یفعله وان یتذلل ویخشع بقلبه فانهما من افعال القلب ا ه وتعقبه فی الا مداد الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوة و ما یکره فیها ج ا ص ۵۹۹ ط.س. ج ا ص ۶۴۰ ..... ۶۴۱) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضا ج ا ص ۵۹۹ و ج ا ص ۶۰۰ ط.س. ج ا ص ۶۴۱ . ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان تحت الفروع ج ا ص ۳۷۱ ط.س. ج ا ص ۴۰۰ . ۱۲ ظفیر.

(۴) عن عکرمة عن ابن عباس قال المسئلة ان ترفع یدیک حذو منکبیک او نحوها رواه ابو داؤد (مشکوٰة . کتاب الدعوات (ص ۱۹۲) ظفیر.

## کلمات اذان کے جواب کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۱۵۵) تمام کلمات اذان کا جواب بعینہ انہیں کلمات کے ساتھ دینے کا حکم ہے سوائے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے ان کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور ''صدقت وبررت'' کہا جاتا ہے اس کی دلیل عقلی کیا ہے۔

(جواب) اس کی دلیل نقلی کافی ہے۔(۱) فقط۔ (عقلی دلیل یہ ہے کہ انسان اعتراف کرتا ہے کہ عبادات اور دوسری نیکیوں کی بجا آوری رب العزت کی توفیق پر ہے پھر بلانے والے کے جواب میں صرف خود بلانا کوئی عقل سے لگتی بات نہیں۔ظفیر)

## اقامت واذان صرف فرائض کے لئے ہے:۔

(سوال ۱۵۶) تکبیر فقط فرض سے پہلے کہی جاتی ہے یا سنت سے پہلے بھی۔

(جواب) اذان اور تکبیر فرائض کے لئے ہے سنتوں کے لئے نہیں۔ ھٰکذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

## تکبیر کب شروع کی جائے:۔

(سوال ۱۵۷) بروقت جماعت قبل کھڑے ہونے امام کے مصلے پر تکبیر شروع کی جاوے یا بوقت عدم موجودگی پر۔ کیا رسول اللہ ﷺ حجرہ میں سے تکبیر سن کر تشریف لاتے تھے اور یہی معمول تھا یا کبھی کبھی ایسا ہوا ہے۔

(جواب) یہ ضروری نہیں کہ جب امام مصلے پر کھڑا ہو تب تکبیر شروع کی جائے بلکہ امام جب کہ مسجد میں موجود ہے تکبیر کہنا درست ہے۔ امام تکبیر سن کر خود مصلے پر آ جائے گا جیسا درمختار میں اس عبارت سے ظاہر ہے ویقوم الا مام والموتم حین حی علی الفلاح اذاکان الا مام یقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الا ظھرا لخ۔(۳) فقط۔

---

(۱) حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں ان الفاظ کو بھی دہرانا چاہئے اور لاحول الخ بھی پڑھنا چاہئے کیونکہ دونوں طرح کی روایت موجود ہے واختار فی الفتح الجمع بینھما عملا بالا حادیث (ردالمحتار ط.س. ج ۱ ص ۳۹۷) اور لاحول پڑھنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ موذن جب نماز اور فلاح کی طرف بلاتا ہے تو سننے والا جواب میں کہتا ہے کہ یہ عظیم الشان ذمہ داری ہے اور اس کی بجا آوری ایک اہم کام ہے کیونکہ یہ وہ امانت ہے جو زمین و آسمان پر پیش کی گئی تو وہ بھی ٹھہر اٹھے اور قبول سے گریز کیا فابین ان یحملنھا واشفقن منھا (القرآن) تو پھر ہم جیسے ضعیف وناتواں کا کیا پوچھنا سوائے اس کے کہ خود رب العالمین کی توفیق رفیق راہ ہو اور دستگیری فرمائے اس لئے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ و نافرمانی سے خلاصی اور طاعت اللہ کی بجا آوری سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم اور ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کے جواب میں ''صدقت و بررت'' کہہ کر موذن کی تصدیق وتائید کی جاتی ہے اور اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے اس لئے کہ یہ موقع اسی کا ہے۔ ان الفاظ میں نہ خدا کی بڑائی ہے اور نہ شہادتین اس لئے دہرانا مفید نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) والا قامۃ کالا ذان فیما مر (درمختار) واراد بما مر احکام الا ذان العشرۃ المذکورۃ فی المتن وھی انہ سنۃ للفرائض الخ (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰ ط س ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ آداب الصلاۃ ج ۱ ص ۴۴۷ ط س ج ۱ ص ۴۷۹، ۱۲،۳۱۸ ظفیر۔

## مقتدی وامام کب کھڑا ہو:۔

(سوال ۱۵۸) تکبیر کے وقت مقتدیوں کو اور امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ایک مولوی صاحب نے حی علی الفلاح کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے۔

(جواب) نماز کے آداب میں سے فقہاءؒ نے یہ لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہو جاویں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہو جاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا۔البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے سے آدے تو جس وقت امام پر نظر پڑے مقتدی کھڑے ہو جاویں۔بہر حال اس میں ہر طرح وسعت ہے۔مگر اتباع تصریحات فقہاء کا اولیٰ وافضل ہے۔(۱) فقط۔

## امام کا قد قامت الصلوۃ پر ہاتھ باندھنا:۔

(سوال ۱۵۹) اگر کوئی امام تکبیر پوری نہ ہونے دے ہمیشہ قد قامت الصلوۃ پر نیت باندھ لے تو کیسا ہے۔

(جواب) بہتر یہ ہے کہ تکبیر ختم ہونے پر امام نیت باندھے اور اگر قد قامت الصلوۃ پر نیت باندھے تو یہ بھی جائز ہے اور متون کتب فقہ میں ایسا ہی لکھتے ہیں مگر اولیٰ اول ہے۔(۲) فقط۔

## زنخے کی اذان واقامت کیسی ہے:۔

(سوال ۱۶۰) ایک شخص زنخا ہے نہ مرد ہے نہ عورت ہے اور وہ اذان وتکبیر کہتا ہے کیا اس کی اذان وتکبیر از روئے شرع درست ہے۔

(جواب) اگر وہ خنثیٰ مشکل نہیں ہے اور مرد کی علامت اس کی موجود ہے تو اذان وتکبیر کہنا اور مردوں کی صف میں کھڑا ہونا اس کا جائز ہے۔(۳)

## گھر کے اندر اذان وجماعت:۔

(سوال ۱۶۱/۱) زید کے مکان سے ملحق ایک مسجد ہے جو اس وقت شیعوں کے قبضہ میں ہے وہ اپنے طریقہ پر اذان کہتے اور نماز پڑھتے ہیں ایسی حالت میں اگر زید اپنے گھر میں اذان کہہ کر نماز باجماعت ادا کرے تو کیا حکم ہے۔اندر

---

(۱) والقیام لامام و مؤ تم حین قیل حی علی الفلاح حلا فالزفر فعنده عند حی علی الصلوة ان كان الا مام بقرب المحراب والا فیقوم كل صف ینتهی الیه الامام علی الا ظهر وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصر هم علیه الا اذا قام الا مام بنفسه فی مسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامته وان خارجه قام كل صف ینتهی الیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار آداب الصلوة ج ۱ ص ۴۴۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

(۲) وشروع الا مام فی الصلوة مذ قیل قد قامت الصلوة لو اخر حتی اتمها لا باس به اجماعا وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب كما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الا صح (درمختار) لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤ ذن واعانة له علی الشروع مع الا مام (ردالمحتار باب صفة الصلاة فصل آداب الصلاة ج ۱ ص ۴۴۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

(۳) ویكره اذان جنب الخ واذان امرأ ة وخنثی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

مکان سے اذان کہنا کیسا ہے۔

### گھر میں جماعت کرنے سے مسجد کی جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں:۔

(سوال ۱۶۲/۲) اس صورت میں مسجد کا ثواب ہوسکتا ہے یا نہیں۔

### اگر گھر میں اذان بچوں کو عادی بنانے کے لئے دی جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۶۳/۳) محض ضلالت کے سد باب کے لئے گھر میں اذان کہی جاتی ہے تا کہ لڑکے اپنی اذان اور نماز کو نہ بھول جائیں۔

(جواب)(۱) مکان میں اذان کہنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ محلہ کی مسجد کی اذان کافی ہے البتہ تکبیر کہہ کر جماعت کر لی جاوے لیکن بحالت موجودہ بوجہ صحیح نہ ہونے اذان مسجد محلہ کے اور نیز بغرض تعلیم اطفال درست ہے۔(۱)

(۲) مسجد کا ثواب نہ ہوگا لیکن جماعت کا ثواب ملے گا۔(۲)

(۳) یہ وجہ معقول ہے اس حالت میں گھر میں اذان کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔فقط۔

### شیعوں کی اذان کافی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۶۴) ایک مسجد کو اہل شیعہ نے صرف اپنے لئے بنا کیا اور بعد میں حنفیہ کو بھی اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھنے کی اجازت دے دی مگر شیعہ نے ایک شرط یہ کی کہ اذان صرف ایک ہوگی اگر تمہاری اذان پہلے ہوگئی تو ہم اپنی اذان نہیں کہیں گے۔اگر ہماری اذان پہلے تو پھر تمہاری اذان نہیں ہوگی اسی اذان سے نماز پڑھنی ہوگی تو شیعہ کی اذان سے حنفیہ اپنی نماز جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

(جواب) شیعہ کی اذان سے سنیت اذان نہ ہوگی لہذا دوبارہ کہنا اذان کا موافق اذان اہل سنت و جماعت ضروری ہے اور شیعہ کی اذان کافی نہیں ہے۔لہذا شیعہ کی اس شرط کو تسلیم نہ کیا جائے اور اپنی اذان ہر ایک وقت میں کہی جائے اور اگر شیعہ اس کو نہ مانیں تو ان کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں کہ اذان شعار اسلام سے ہے ترک کرنا اس کا جائز نہیں ہے۔اور شیعہ کی اذان چونکہ شریعت میں معتبر نہیں ہے لہذا وہ کالعدم ہے بلکہ ان کی اذان کے بعض کلمات معصیت ہیں اس سے احتراز

---

(۱)و کرہ ترکھما للمسافر ولو منفردا الخ بخلاف مصل ولو بجماعۃ فی بیتہ بمصر او قریۃ لھا مسجد فلا یکرہ ترکھما اذ اذان الحی یکفیہ (درمختار) وعن ابی حنیفۃ لو اکتفوا باذان الناس اجزاء ھم وقد اساؤافالفرق بین الواحد والجماعۃفی ھذہ الروایۃ بحر (قولہ فی بیتہ ) ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرھما قھستانی الخ قولہ لھا مسجد ای فیہ اذان و اقامۃ والا فحکمہ کالمسافر صدر الشریعۃ(رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۲۶۶ وج ۱ ص۳۶۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۴)ظفیر.

(۲)والجماعۃ سنۃ مؤکدۃ للرجال الخ واقلھا اثنان واحد مع الامام الخ فی مسجد او غیرہ (درمختار) قال فی القنیۃ واختلف العلماء فی اقامتھا فی البیت والاصح انھا کاقامتھا فی المسجد الا فی الافضلیۃ اھ(ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۱۵ وج ۱ ص ۵۱۷.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۴)محمد ظفیر الدین غفرلہ.

لازم ہے۔(۱) فقط۔

## اللہ اکبر میں راء کی حرکت:۔

(سوال ۱۶۵) اذان و اقامت و تکبیرات میں لفظ اللہ اکبر اللہ اکبر کی راء اول کو وصل کی حالت میں مفتوح پڑھنا چاہئے یا مضموم۔ ردالمختار میں فتح کو سنت لکھا ہے۔

(جواب) اللہ اکبر اول کی راء کو ساکن کرے یا مفتوح اور اللہ اکبر ثانی کو ساکن کرے وقفاً کما فی الشامی۔ وحاصلها ان السنة ان يسكن الراء من الله اكبر الاول او يصلها بالله اكبر الثاني فان سكنها كفى وان وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة فان ضمها خالف السنة لان طلب الوقف على اكبر الاول صيره كالساكن اصالةً فحرك بالفتح الخ شامی(۲) عن رسالة اسبد عبدالغنی۔ فقط۔

## امام کے عمامہ باندھنے سے پہلے اقامت ختم ہوگئی تو کیا پھر تکبیر کہی جائے:۔

(سوال ۱۶۶) امام مصلے پر رومال یا عمامہ باندھ رہا تھا کہ مؤذن نے تکبیر ختم کردی، امام نے کہا پھر تکبیر کہو آیا دوبارہ تکبیر کی ضرورت تھی یا نہیں۔

(جواب) دوبارہ تکبیر کہنے کی اس صورت میں ضرورت نہ تھی۔ (۳)

## بالغ نہ ہو تو نابالغ کی اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۶۷ / ۱) نابالغ لڑکے کی اذان درصورت یا عدم صورت شخص بالغ جائز ہوگی یا نہیں۔ ہر دو صورت میں حکم سے معزز فرمائیے۔

## تکبیر کس جانب سے کہی جاوے:۔

(سوال ۱۶۸ / ۲) تکبیر بائیں جانب جائز ہے یا نہیں۔ یا داہنی جانب ہی کہی جاوے۔

(جواب)(۱) نابالغ لڑکے اذان مکروہ تنزیہی ہے۔ دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے۔ ادا ہو جاتی ہے مگر کراہت

---

(۱) الاذان سنة لاداء المكتوبات بالجماعة الخ الاذان خمس عشرة كلمة واخره عندنا لا اله الا الله وهى الله اكبر الله اكبر الخ (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۰ وج ۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۶) قوله كالواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب عليه لقول محمد لو اجتمع اهل بلدة على تركه قاتلتهم عليه ولو تركه واحد ضربته وحبسته الخ والقتال عليه لما انه من اعلام الدين وفى تركه استخفاف ظاهر به الخ (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷ ط. س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

(۲) ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۹. ط. س. ج ۱ ص ۳۸۶. ۱۲ ظفیر.

(۳) صلى السنة بعد الاقامة او حضر الامام بعدها لا يعيدها بزازيه وينبغى ان طال الفصل او وجد ما يعد قاطعا كاكل ان تعاد (درمختار) اقول قال فى اخر شرح المنية اقام الموذن ولم يصل الامام ركعتى الفجر يصليهما ولا تعاد الاقامة لان تكرارها غير مشروع اذا لم يقطعها قاطع من كلام كثيرا وعمل كثير مما يقطع المجلس فى سجدة التلاوة ا ه (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ وج ۱ ص ۳۷۲. ط. س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

تنزیہی کے ساتھ اور تفصیل اس میں یہ ہے کہ نابالغ مراہق کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) اور جو نابالغ بہت چھوٹا اور غیر عاقل بے سمجھ ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ کذا فی الشامی۔(۲)

(۲) تکبیر بائیں جانب بھی درست ہے۔ داہنی جانب کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ فقط۔

## تکبیر کے بعد دیر سے جماعت ہو تو تکبیر کا اعادہ کیسا ہے:۔

(سوال ۱۶۹) اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا، یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادہ اقامت کی حاجت ہے یا نہیں۔

(جواب) عبارت شامی کی لان تکرارها غير مشروع اذا لم يقطعها قاطع من كلام كثير اوعمل كثير (۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا نہیں اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو۔ قصور ہے۔

## جاہل جمع ہو کر تنہا تنہا نماز پڑھیں تو کیا اذان نہیں ہے:۔

(سوال ۱۷۰) مسجد میں دو چار آدمی جمع ہوتے ہیں اور سب جاہل ہیں امامت کے قابل کوئی نہیں سب علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے ہیں۔ ایسی حالت میں اذان پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ اور امامت کے ساتھ نماز پڑھی جائے یا علیحدہ علیحدہ۔

(جواب) بحالت مذکورہ اذان نہ چھوڑی جائے جماعت ہو یا نہ ہو۔(۴) اول تو جماعت ضرور کرنی چاہئے۔ امامت کے لائق کوئی ہو یا نہ ہو۔ جاہلوں کا امام جاہل ہو سکتا ہے۔(۵) جماعت سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے۔ بلا عذر جماعت نہ چھوڑی جائے۔(۶) فقط۔

## تکرار جماعت کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۱) جو مسجد لب سڑک ہو اس میں پہلی جماعت ہو چکی ہو۔ اگر دوسری جماعت کرائی جاوے تو کیا اس دوسری جماعت کے لئے بھی تکبیر ثانی کہنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر امام و مؤذن اس مسجد کا مقرر نہ ہو تو جماعت ثانیہ اس مسجد میں درست ہے اور اقامت یعنی تکبیر ثانی کہی

---

(۱) ويجوز بلا كراهة اذان صبى مراهق (درمختار) المراد به العاقل وان لم يراهق كما هو ظاهر البحر وغيره. قوله بلا كراهة اى تحريمية لان التنزيهية ثابتة لما في البحر عن الخلاصة ان غيرهم اولى منهم ١ ه اقول وقدمنا اول كتاب الطهارة الكلام في ان خلاف الاولى مكروه الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ١ ص ٣٦٣. ط.س. ج ١ ص ٣٩١) ظفير.

(۲) ويكره اذان جنب الخ وسكران ولو بمباح كمعتو وصبى لا يعقل (درمختار) وظاهره ان الكراهة تحريمية (ردالمحتار باب الاذان ج ١ ص ٣٦٤. ط.س. ج ١ ص ٣٩٢).

(۳) ردالمحتار. باب الاذان ج ١ ص ٣٧٢ - ١٢ ظفير. درمختار میں ہے وينبغى ان طال الفصل اووجد ما يعد قاطعا كا كل ان تعاد ايضا ص ٣٧١. ط.س. ج ١ ص ٣٩٩.

(۴) الاذان سنة للصلوة الخمس والجمعة لا سواها (هدايه باب الاذان ج ١ ص ٨٢) ظفير.

(۵) امامة الامى قوما اميين جائزة كذا فى سراجية (عالمگيرى مصرى باب الامامة ج ١ ص ٨٠. ط. ماجديه ج ١ ص ٨٥) ظفير. (٦) الجماعة سنة مؤكدة الخ وفى البدائع تجب على الرجال العقلاء البالغين الاحرار القادرين على الصلوة بالجماعة من غير حرج (ايضا ج ١ ص ٧٧. ط. ماجديه ج ١ ص ٨٢) ظفير.

جاوے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اذان میں حی علی الفلاح کی جگہ حی علی خیر العمل کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۲) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علی خیر العمل کہنا درست ہے یا نہیں۔ کوئی حدیث موجود ہے یا نہیں اور متقدمین اور متاخرین کا کیا عمل رہا ہے۔

(جواب) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علیٰ خیر العمل کہنا جائز نہیں ہے۔ تمام احادیث صحیحہ میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح وارد ہے۔ ملک نازل من السماء کی اذان میں یہ ہی کلمات ہیں حی علیٰ خیر العمل نہیں ہے۔(۲) اور فرشتہ نازل من السماء ہی کی اذان اس بارہ میں اصل ہے اسی کو رسول اللہ ﷺ نے ثابت وقائم رکھا اس پر سب صحابہ اور تمام امت کا عمل درآمد رہا ہے اور ہے۔ خلاف سنت متوارثہ اور خلاف اجماع کوئی امر اختیار کرنا سراسر گمراہی اور ضلالت ہے من شذ شذ فی النار۔(۳) حدیث شریف میں وارد ہے۔ تمام ائمہ دین کا یہی مسلک اور طریقہ ہے۔ کسی کا اس میں خلاف نہیں بجز روافض کے۔(۴) خذلهم الله تعالیٰ. فقط۔

## بلند آواز آدمی نہ ہو تو پست آواز والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۳) اگر کوئی شخص بلند آواز بوقت اذان کے مسجد میں موجود نہ ہو اور موذن مقرر نہ ہو تو کم آواز والوں کو اذان کہنا جائز ہے یا آخر وقت تک بلند آواز والے کا انتظار کرے؟

(جواب) موذن کا جہر الصوت ہونا امر مستحب ہے اس کے انتظار کے لئے اخیر وقت تک اذان موخر کرنا نہیں چاہئے۔ قال النبی صلی الله علیه وسلم الوقت الاول رضوان الله الحدیث.(۵) فقط۔

## تکبیر داہنی جانب اور اذان بائیں جانب ہو اس کا کوئی ثبوت نہیں:۔

(سوال ۱۷۴) تکبیر داہنی جانب ہونی چاہئے یا بائیں جانب، ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور تکبیر داہنی جانب۔ حضور ﷺ نے ایسا کیا اس میں ثواب زیادہ ہے۔ اس کے برعکس کرنا ثواب میں کمی کرنا ہے۔ دوسرے

---

(۱) بل یکره فعلهما وتکرار الجماعة الا فی مسجد علی طریق فلا باس بذالک (درمختار) قوله الا فی مسجد علی طریق هو ما لیس له امام و مؤذن راتب فلا یکره التکرار فیه باذان واقامة بل هو الا فضل خانیه (ردالمحتار. باب الا ذان مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر. (۲) دیکھئے مشکوۃ باب الاذان ص۶۳ وص۶۴ نیز حدیث میں صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو اذان سکھائی ہے اس میں حی علی الفلاح ہے۔ عن ابی محذورة قال القی علیّ رسول الله صلی الله علیه وسلم التاذین هو بنفسه فقال قل الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمدا رسول الله، اشهد ان محمدا رسول الله، حی علی الصلوة حی علی الصلوة، حی علی الفلاح حی علی الفلاح الخ رواه مسلم (ایضا) ظفیر. (۳) مشکوۃ عن الترمذی باب الا عتصام بالکتاب والسنة ص ۳۰. ۱۲ ظفیر.

(۴) فی شرح المهذب للشافعیة یکره ان یقال فی الا ذان "حی علی خیر العمل" لا نه لم یثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم والزیادة فی الا ذان مکروهة وقد سمعنا ه الاذان عن الزیدیة ببعض البلاد (البحر الرائق . باب الاذان ج ۱ ص ۲۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۶۱) ظفیر.

(۵) مشکوۃ عن الترمذی باب تعجیل الصلوۃ ص۶۱۔ ۱۲ظفیر۔

صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں امر مساوی ہیں تعین کرنا بدعت ہے کیونکہ اس کی تعیین ثابت نہیں۔

(جواب) یہ مشہور بے اصل ہے، شریعت میں اس کا کچھ حکم نہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور اقامت داہنی جانب ہو، بلکہ جس طرف اتفاق ہو اذان و اقامت درست ہے کچھ کراہت کسی جانب میں نہیں ہے۔ جس نے داہنی جانب تکبیر کہنے میں ثواب زیادہ بتلایا ہے۔ ان سے دریافت کیا جاوے کہ کسی فقہ میں آپ نے کوئی تصریح دیکھی ہے۔ یا حدیث میں یہ بات ہے۔ یہ بات تو دوسری ہے کہ مقتدی داہنی طرف کھڑے ہونے والے کو زیادہ ثواب حدیث سے ثابت ہے۔ مگر اقامت داہنی طرف ہونے میں زیادہ ثواب ہونا کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

## جمعہ میں تکبیر کون کہے جب پہلی اذان کوئی اور پکارے اور دوسری کوئی اور:-

(سوال ۱۷۵/۱) جمعہ کے روز اذان اول ایک شخص نے کہی اور اذان جمعہ منبر کے سامنے کی دوسرے نے۔ تو تکبیر کہنا کس کا حق ہے۔

## اذان یا تکبیر غلط کہے تو اسے لوٹائے یا نہیں:-

(سوال ۱۷۶/۲) کوئی شخص اذان یا تکبیر غلط کہے تو دوبارہ لوٹائی جاوے یا نہیں۔

(جواب) (۱) دونوں میں سے جو چاہے تکبیر کہہ دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱)

(۲) لوٹائی جاوے۔ (۲) فقط۔

## اذان میں محمد رسول اللہ پر درود پڑھنا کیسا ہے:-

(سوال ۱۷۷) اذان کے اندر رسول اللہ ﷺ کے نام پر درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) اذان میں جب نام رسول اللہ ﷺ کا سنے درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ پس جس وقت مؤذن سے کلمہ اشہد ان محمدا رسول اللہ سنے خود بھی یہ کلمہ کہے ﷺ کہے۔ (۳)

---

(۱) وفی الفتاوی الظهيرية والا فضل ان يكون المقيم هو المؤذن ولو اقام غيره جاز (البحر الرائق باب الاذان ج ۱ ص ۲۷۰ وج ۱ ص ۲۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۵۷) معلوم ہوا کہ مؤذن کا تکبیر کہنا افضل ہے اور جمعہ میں دوسری اذان ہی اصل ہے جو منبر کے سامنے ہوتی ہے واختلف فی المراد بالاذان الاول فقيل الاذان الاول باعتبار المشروعية وهو الذي بين يدي المنبر لانه الذي كان اولا في زمنه عليه السلام وزمن ابي بكر وعمر حتى احدث عثمان الاذان الثاني على الزوراء حين كثر الناس والاصح انه الاول باعتبار الوقت (غنية المستملي فصل في الجمعة ص ۵۱۹) لہذا قاعدہ میں منبر والی اذان جو کہے وہ مقدم ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(۲) غلط اذان سے جب اذان مسنون ادا نہ ہوئی تو اس کا اعادہ ہوگا۔ جس طرح غیر عاقل بچہ کی اذان لوٹائی جاتی ہے کی وصبي غير العاقل اذا اذنوا يجب ان يعاد لعدم حصول المقصود الخ ولو قدم فی اذان و اقامتشینا علی محله يعود الى الترتيب ولا يستانف (غنية المستملي ص ۳۶۱) ظفير

(۳) اذان میں تو اشہد ان محمدا رسول اللہ کے جواب میں اشہد ان محمدا رسول اللہ کی صراحت ہے مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اذا قال المؤذن الله اكبر الله اكبر فقال احدكم الله اكبر، الله اكبر، ثم قال اشهد ان لا اله الا الله قال اشهد ان لا اله الا الله، ثم قال اشهد ان محمدا رسول الله، قال اشهد ان محمدا رسول الله الحديث (مشكوة باب فضل الاذان واجابة المؤذن فصل اول) البتہ اذان کے ختم پر درود پڑھنے کا حکم ہے۔ ارشاد نبوی ہے اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلوة صلى الله عليه بها عشرا الخ رواه مسلم (ايضا) والله اعلم ۱۲ ظفير۔

## جوتے پہن کر اذان دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۸/۱) اذان جوتے سمیت جائز ہے یا نہیں؟

## اذان بلاوضو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۹/۱) اذان بلاوضو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) جائز ہے۔ (۱)

(۲) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔ (۲)

## غیر مقلد کی تکبیر سے نماز میں نقص نہیں ہوتا:۔

(سوال ۱۸۰) ایک غیر مقلد نے بلا اجازت موذن کے اذان وخطبہ جمعہ اس طرح کہی کہ بجائے دو کلموں کے ایک کلمہ اور بجائے چار کے دو کلمے کہے پھر موذن نے دوبارہ اذان صحیح طور پر پڑھی، اس پر غیر مقلد نے تیسری بار پھر اذان پڑھی اس سے حنفیوں کی نماز میں تو کچھ نقصان نہیں ہوا؟

(جواب) حنفیوں کی نماز میں اس سے کچھ فرق نہیں آیا باقی غیر مقلد نے جو ضداً تیسری بار تکبیر کہی یہ برا کیا اس میں وہ گنہگار ہوا کہ دین کی کاموں میں ضد اور نفسانیت سے کام لیتا ہے۔ فقط۔

## اقامت میں دیر ہوئی تو اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۱) اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادۂ اقامت کی حاجت ہے یا نہ؟

(جواب) عبارت شامی کی لان تکرار ھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر او عمل کثیر (ج ۱ ص ۳۷۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا فعل یا اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو برابر ہے۔ (۳) فقط۔

## متعین امام کی بغیر اجازت امام واذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۲) موذن وامام کی بغیر اجازت اذان کہنا اور امام ہونا کیسا ہے؟

---

(۱) وینبغی لدا خله تعاھد نعله وخفه صلاته فیھما افضل (درمختار) قوله وصلاته فیھما ای فی النعل والخف الطاھرین افضل مخالفة للیھود و فی الحدیث صلوافی نعالکم ولا تشبھوا بالیھود رواہ الطبرانی (ردالمحتار مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۶۵۷) جب نماز جائز ہوئی تو اذان بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویکرہ اذان جنب واقامة محدث لا اذانه (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۴۰۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر۔

(۳) صلی السنة بعد الاقامة او حضر الامام بعدھا لایعیدھا بزازیه وینبغی ان طال الفصل او وجد ما یعد قاطعا کاکل ان تعاد (درمختار) قال فی اخر شرح المنیة اقام الموذن ولم یصل الامام رکعتی الفجر یصلیھما ولا تعاد الاقامة لان تکرارھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر اوعمل کثیر مما یقطع المجلس فی سجدة التلاوة ۱ ھ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ وج ۱ ص ۳۷۲ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر۔

(جواب) موذن و امام مقرر کی بلا اجازت اذان کہنا اور امام ہونا مکروہ ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ (۱) فقط۔

## صبح کی اذان کس وقت کہی جاوے:۔

(سوال ۱۸۳) بعض لوگ بوقت ۴ بجے صبح کی اذان کہہ دیتے ہیں۔ صبح کی اذان کس وقت کہنی چاہئے؟

(جواب) صبح کی اذان کا وقت صبح صادق ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ آج کل صبح صادق ۵ بجے ہوتی ہے اس سے پہلے اذان نہ کہنی چاہئے۔ وقت سے پہلے اذان نہیں ہوتی۔ اگر وقت سے پہلے اذان کہی گئی تو لوٹائی جاوے۔ درمختار میں ہے فیعاد اذان وقع قبله (۲) الخ ص ۴۰۰ (جلد اول شامی) اور نیز درمختار میں ہے وانما یستحق ثواب المؤذنین اذا کان عالما بالسنة والاوقات (۳) ص ۴۰۶۔ یعنی اذان کا ثواب اسی وقت حاصل ہوتا ہے کہ اذان طریق سنت کے موافق کہنا جانتا ہو اور وقت کو پہچانتا ہو۔ فقط۔

## اذان بلا ترجیع افضل ہے:۔

(سوال ۱۸۴ / ۱) اذان ترجیع کے ساتھ کہنا افضل ہے یا بلا ترجیع؟

(سوال ۱۸۵ / ۲) سنن ابی داؤد کی وہ حدیث جس سے روز جمعہ اذان دوم دروازہ مسجد پر کہنا ثابت کیا جا رہا ہے وہ صحیح ہے یا ضعیف یا کیا درجہ رکھتی ہے؟

(جواب) (۱) عندالحنفیہ اذان میں ترجیع نہیں ہے بلکہ درمختار میں فرمایا ہے کہ ترجیع مکروہ ہے ولا ترجیع فانه مکروہ ملتقی. شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی مراد ہے۔ اور یہ بھی شامی میں ہے لا تفاق الروایات علی ان بلالاً لم یکن یرجع وما قیل انه رجع لم یصح ولا نه لیس فی اذان الملک النازل من السماء بجمیع طرقه الخ. (۴)

(۲) اذان دوم جمعہ منبر کے پاس خطیب کے سامنے ہونا مسنون ہے۔ درمختار میں ہے ویؤذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب الخ اذا جلس علی المنبر قوله ویؤذن ثانیا بین یدیه الخ. (۵) ای علی سبیل السنة. (۶) پس حنفیہ کے لئے یہ حجت کافی ہے اور حدیث ابوداؤد کے متعلق بحث اور تفصیل مطولات میں ہے مقلدین و

---

(۱) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن الرجل فی سلطانه ولا یقعد فی بیته علی تکرمته الا باذنه رواه مسلم (مشکوٰۃ باب الامامة) صح عن ابن عمر ان امام المسجد مقدم علی غیر السلطان (الی قوله) ولا علی امام الحی ورب البیت الا بالاذن قاله الطیبی (مرقات ج۳ ص ۹۰) اقام غیر من اذن بغیبته ای المؤذن لا یکره مطلقا وان بحضوره کره ان لحقه وحشة کما کره مشیه فی اقامته (درمختار) قوله ان لحقه وحشة ای بان لم یرض به وهذا اختیار خواهرزاده ومشی علیه فی الدرر والخانیة لکن فی الخلاصة ان لم یرض به یکره وجواب الروایة انه لا باس به مطلقا اه قلت وبه صرح الامام الطحاوی فی مجمع الآثار معزیا الی ائمتنا الثلاثة وقال فی البحر ویدل علیه اطلاق قول المجمع ولا نکرهها من غیره فما فی شرحه لابن ملک انه لو حضر ولم یرض یکره اتفاقا، فیه نظر اه وکذا یدل علیه اطلاق الکافی معللا بان کل واحد ذکر فلا باس بان یاتی بکل واحد رجل آخر ولکن الافضل ان یکون المؤذن هو المقیم اه ای الحدیث من اذن فهو یقیم وتمامه فی حاشیة نوح (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفیر. (۳) ایضاً ج ۱ ص ۳۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۶ باب الاذان مع هامشه.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰. ط.س. ج ۲ ص ۱۶۱ باب الجمعه ۱۲ ظفیر.

(۶) ردالمحتار. باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۰ ۱۲ ظفیر.

اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ کتب فقہ کے موافق مسائل پر عمل کرنا چاہئے۔ فقط۔

## خطبہ کی اذان کا جواب:۔

(سوال ۱۸۶) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خطبہ کی اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) درست نہیں کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقافی الا ذان بین یدی الخطیب. (۱) فقط واللہ اعلم۔

## نمازیوں کی خبر کے لئے مسجد میں نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۷) مسجد میں واسطے حاضری نمازیوں کے نقارہ بجانا کیسا ہے۔

(جواب) اذان کہیں۔ (۲) نقارہ مسجد میں حاضری کے واسطے درست نہیں۔ (۳) فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## محمد رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۸) اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہہ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے اور بعض روایات اس بارہ میں نقل کی ہیں جو ثابت نہیں ہیں اور قول و فعل رسول اللہ ﷺ و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ عمل ثابت نہیں ہے۔ پس ترک اس کا احوط ہے بوقت اذان جو کلمات منقول ہیں اس کو معمول بنانا چاہئے۔ احداث فی الدین نہ کرے۔ فقط۔

جواب صحیح ہے۔ اس سوال کے متعلق یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ بعض احادیث موقوفہ بھی اس باب میں آئی ہیں قطع نظر صحت سند کے اس میں دو امر قابل لحاظ ہیں۔ ایک یہ کہ ان روایات میں یہ عمل بطور علاج و حفاظت رمد کے آیا ہے جو ایک امر دنیوی ہے اس میں کوئی فضیلت وغیرہ ثواب نہیں اور اب لوگ اس کو ثواب و تعظیم نبوی کہ امر دینی ہے سمجھ کر کرتے ہیں اور تداوی کو عبادت سمجھنا بدعت ہے اس لئے یہ اس اعتقاد سے بدعت ہوگا۔ دوم یہ کہ کرنے والے اس کا التزام عملی و اعتقادی کرتے ہیں اور تارک کو مطعون سمجھتے ہیں۔ (۴) فقط کتبہ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم۔

---

(۱) الدر المختار مجتبائی۔ باب الاذان ج ۱ ص ۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) لان الاذان من اعلام الدین کماری ص ۳۵۷

(۳) وفی حدیث ابی داؤد عن عبداللہ بن زید قال لما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل لیضرب به الناس لجمع الصلوۃ طاف لی وانا نائم (الی قوله) تقول اللہ اکبر اللہ اکبر (الی اخر الحدیث) کبیری ص ۳۵۷. اس سے پہلے مفتی علام نے نقارہ کی اجازت دی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ جب وہ اذان کے بعد نماز کی مزید اطلاع کیلئے ہو اور جماعت کے انتظام کی اس کے سوا کوئی اور صورت نہ ہو۔ یہاں سوال مختصر ہے اور کسی مجبوری کا ذکر نہیں ہے اس لئے اجازت نہیں دی ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۴) فی الشامی ج ۱ ص ۲۹۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیة قرة عینی بک یارسول اللہ الی قوله وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئی الخ محمد جمیل الرحمن غفرله

اذان کے بعد مقتدیوں کو آواز دینا کیسا ہے :۔

(سوال ۱۸۹) فی زمانہ عوام کی حالت سخت خراب ہے اگر امام ان کا انتظار نہ کرے تو سخت تنگ کرتے ہیں۔ اگر کبھی نماز پڑھ لے اور بعض لوگ رہ جاویں تو سخت تنگ کرتے ہیں ایسی صورت میں ایک طالب علم نے کہا کہ تثویب طریقہ مسنونہ ہے، مؤذن امام کو وقت نماز پر جب سب نمازی جمع ہو جاویں بلا سکتا ہے اور یہ طریقہ متاخرین کا جاری کردہ ہے کہ بعد اذان قبل اقامت مسجد کے منارہ پر چڑھ کر مقتدیوں کو پکارا جاوے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کا بلانا ثابت ہے۔ ان بلالاً کان یجئی بباب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین الا ذانین ویو ذنہ بالصلوٰۃ سو قول فیصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویثوب بین الاذان والا قامۃ فی الکل للکل (درمختا) قولہ فی الکل ای کل الصلوٰۃ الظھور التوانی فی الا مور الدینیۃ قال فی العنا یۃ احدث المتاخرون التثویب بین الا ذان والاقامۃ علی حسب ماتعارفوہ فی جمیع الصلوٰت سوی المغرب مع ابقاء الا ول یعنی الا صل وھو تثویب الفجر وما راٰہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن .شامی. قولہ للکل ای کل احد رخصہ ابو یوسفؒ بمن یشتغلہ بمصالح العامۃ کالقاضی والمفتی والمدرس واختارہ قاضی خاں وغیرہ نھر .(۱) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تثویب احداث متاخرین سے ہے اور امام ابو یوسفؒ نے اس کو قاضی ومفتی کے واسطے خاص کیا ہے۔ پس اجتناب اس سے بہتر ہے اور کوئی ضرورت خاصہ ہو تو جائز ہے۔ فقط۔

بارہ برس کے لڑکے کی اذان درست ہے :۔

(سوال ۱۹۰) بارہ برس کا لڑکا اگر اذان پڑھے تو کچھ حرج ہے، یا نہیں؟

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنت جمعہ کے لئے مؤذن کا آواز دینا ثابت نہیں :۔

(سوال ۱۹۱) سنت جمعہ پڑھنے کے لئے ملک گجرات کی مسجدوں میں جو ایک صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پڑھنے کے واسطے مؤذن بلند آواز سے کہتا ہے اور بغیر صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کہنے کے سنت قبل الجمعہ کی لوگ نہیں پڑھتے اور اس صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کا مسجد میں جمع ہو کر انتظار کرتے ہیں تا موذن یہ صلوٰۃ کہے تو سنت جمعہ پڑھیں۔ بدیں الفاظ موذن پکارتا ہے :۔ الصلوٰۃ سنت قبل الجمعہ الصلوٰۃ رحمکم اللہ کا کہنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ اور ابتداء اس صلوٰۃ سنت کی کہاں سے ہوئی؟ اور یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر نہ کہی جاوے اور سنتیں جمعہ کی پڑھ لیں تو سنت جمعہ ہو جاتی ہیں یا نہیں؟ اور کیا یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر کوئی نہ پکارے اور نہ کہے اور سنت قبل الجمعہ اور نماز جمعہ پڑھ لے تو غیر مقلد،

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۱ و ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹، ۱۲ ظفیر.

(۲) ویجوزبلا کراھۃ اذان صبی مراھق ا ہ (مختار) المرادبہ العاقل وان لم یراھق کما ھو ظاھر البحر وغیرہ وقیل یکرہ لکنہ خلاف ظاھر الروایۃ کما فی الا مداد وغیرہ ا ہ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۳ و ج ۱ ص ۳۶۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر.

نجدی، وہابڑہ بن جاتا ہے؟ اور حنفی مذہب اور اسلام سے نکل کر بے ایمان بددین ہوجاتا ہے؟ کیا تثویب جس کو فقہاء حنفیہ نے مستحسن جانا ہے وہ نمازوں کے لئے مخصوص ہے، یا سنت قبل الجمعہ کے واسطے بھی صلوٰۃ مذکور شریعت محمدیہ میں ثابت ہے؟ معتبر کتب حنفیہ سے ثبوت اس صلوٰۃ مذکور کا مع دلائل شرعیہ مع نقل اصل عبارت کتب مستندہ نام کتاب ونام مصنف کتاب وغیرہ صاف تحریر فرما کر اجر عظیم حاصل کریں۔

(جواب) صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پکارنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جس وقت زوال ہوجائے اور اذان اول جمعہ کی ہوجائے نمازیوں کو چاہئے کہ خود سنت قبل الجمعہ ادا کرلیں اور جب کہ وقت سنتوں کا ہوجائے تو بغیر پکارے الصلوٰۃ سنت قبل الجمعہ الخ کے اگر کوئی شخص سنت قبل الجمعہ پڑھ لے گا سنت ادا ہوگی۔ اور اس سے غیر مقلد وغیرہ نہیں بنتا۔ یہ جاہلوں کے خیالات ہیں۔ اور تثویب جس کو بعض عـــہ فقہاء نے بعض نمازوں میں بعض اشخاص کے لئے مستحب فرمایا تھا وہ فرائض کے ساتھ مخصوص ہے اور تثویب بھی متروک ہے بسبب خلاف سنت ہونے کے کہ صحابہ عـــہ نے اس پر انکار فرمایا ہے۔ (۱) فقط

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

## بوقت اذان کانوں میں انگلی ڈالنا ہر اذان کے لئے ہے یا صرف مسجد کی اذان کے لئے:۔

(سوال ۱۹۲) او خال سبابتین عند الاذان مخصوص باستحباب باذان مسجد است یا کہ بہمہ مکانات کہ در غیر مسجد دران باذان نماز خواندہ شود؟

(جواب) ہمہ اذانہا مستحب است کما ہو مفاد الاطلاق۔ (۲) فقط۔

## قضاء نمازوں کے لئے تکبیر واذان کا کیا حکم ہے اور مرد وعورت کا ایک حکم ہے یا الگ الگ:۔

(سوال ۱۹۳/۱) قضاء نمازوں کے لئے تکبیر کہنا اور اذان کہنا چاہئے یا نہیں؟ مرد وعورت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

## نماز کے لئے مکان ودکان یا جنگل میں اذان کہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹۴/۲) اگر کوئی شخص نماز پنجگانہ مکان میں یا دکان یا جنگل میں پڑھے تو اذان وتکبیر کہنا کیسا ہے؟

## اذان ثانی سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۵/۳) وقت خطبہ کے اذان سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے؟

---

عـــہ یعنی من المتاخرین کما فی الهداية وغيرها والا فالمتقد مون من فقها ء الحنفية منعو اعنه كما فی كتب الفقه وللفاضل الكنوى فيه رسالة مستقلة التحقيق العجيب فی التثويب فرا جعها ۱۲۔

عـــہ كعلى وابن عمر رضی الله عنه كما فی الكتب الحديث ۱۲۔

(۱) والتثويب فی الفجر حی على الصلوة حی على الفلاح بين الا ذان والا قامة حسن لانه وقت نوم وغفلة وكره فی سائر الصلوات ومعناه العود الى الا علام هو على حسب ما تعارفوه هذا تثويب احدثه علماء الكو فة بعد عهد الصحابة لتغير احوال الناس الخ والمتاخرون استحسنوه فی الصلوت كلها لظهور التوانی فی الا مور الدينيه وقال ابو يوسف لا ارى بأ سا ان يقول الموذن للامير الخ واستبعده محمد لان الناس سواسية فی امر الجماعة الخ (هدايه. باب الاذان ج ۱ ص ۸۴) ظفير۔

(۲) ويجعل ند با اصبعيه فی صماخ اذنيه فاذانه بدونه حسن وبه احسن (درمختار) لقوله صلی الله عليه وسلم لبلال رضی الله عنه اجعل اصبعيك فی اذنيه فانه ارفع لصوتك (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰ ط. س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفير۔

(جواب)(۱) قضاء نماز کے لئے تکبیر واذان کہے اگر جماعت سے پڑھے مسجد سے باہر اور مسجد میں اذان وتکبیر نہ کہے اور عورتیں نہ کہیں۔(۱)

(۲) جماعت سے پڑھے تو اذان وتکبیر کہے اکیلے کو ضروری نہیں اور اگر کہے تو کچھ حرج نہیں۔

(۳) وقت خطبہ کے جو اذان خطیب کی سامنے ہو اس کے شروع میں اس لفظ کے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں البتہ اگر امام بوقت تکبیر تحریمہ ایسا کہے تو مضائقہ نہیں۔

## اذان ہوتے وقت مؤذن اور سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۶) حالت اذان میں مؤذن اور اذان سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے؟

(جواب) حالت اذان میں مؤذن کو سلام کرنا مکروہ ہے اور اس کے ذمہ جواب دینا لازم نہیں۔ لیکن اگر حالت اذان میں سوائے مؤذن کے اور کسی کو سلام کرے تو مکروہ نہیں۔ کمافی الشامی جلد اول وحاصلها انه یأ ثم بالسلام علی المشغولین بالخطبة الخ اوالا ذان والا قامة .(۲) فقط۔ دستخط ۴ صفر (وهکذا فی الکبیری للعلا مة الحلبی رحمة الله علیه ص ۳۶۳ قال وفی التجنیس لا یکره الکلام عند الا ذان بالا جما ع الخ. جمیل الرحمن)

## اذان شروع ہونے کے بعد پاخانہ پیشاب کو جانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۷) اذان شروع ہونے کے بعد پاخانہ پیشاب کو جانا درست ہے یا جب اذان ختم ہو جاوے اس وقت جاوے؟ اور اگر بہت زور سے آ رہا ہو تو کیا حکم ہے؟

(جواب) اگر ضرورت زیادہ ہو تو فوراً پوری کرے۔ انتظار ختم اذان کا نہ کرے اور اگر سخت ضرورت نہیں تو بہتر ہے کہ بعد اذان پوری کرے۔(۳)

---

(۱) فی العالمگیریة ج ۱. باب الا ذان. والضابطة عندنا کل فرض اداء" کان او قضاءً یؤذن له ویقام سواء اداه منفرد ا او بجماعة الا الظهر یوم الجمعة فی المصر الخ ولو قضوها بعد الوقت قضو ها فی غیر ذلک المسجد باذان واقامة الخ ولیس علی النساء اذان ولا اقامة وفی الشامی ص ۴۰۵ لو اذن لنفسه خافت الخ وفیه لا (یسن) فیما یقضی من الفوائت فی مسجد الخ ص ۴۰۹ بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او بقریة لها مسجد فلا یکره ترکهما اذا اذان الحی یکفیه لاذان المحلة واقامتها کاذانه وا قامته الخ وفیه ص ۵۹۰ تکره تحریما جماعة النساء.

(۲) ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰة. مطلب الموضع التی لا یجب فیها رد السلام ج ۱ ص ۵۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۶۱۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) ویندب القیام عند سماع الا ذان بزازیه (ردالمحتار) قال الشارح لم اراه فیها فلتراجع نسخة اخری نعم رایت فیها سمع وهو یمشی فالا فضل ان یقف للا جابة لیکون فی مکان واحد (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۷) جمیل الرحمن.

# الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ

## فصل اول طہارت

### کچھوا کی ہڈی کا طلاء لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۸) اگر استخوان باخہ یعنی کچھوا بر بدن طلا نمودہ نماز خواند نمازش شود یانہ۔

(جواب) جواب صاف این است کہ استخوان باخہ را بر بدن طلا کردہ نماز گذاردن جائز است نماز فاسد ومکروہ نمی شود زیرا کہ استخوان او پاک است اگر چہ خوردن او حلال نہ باشد(۱)۔فقط۔

### جس گھاس پر ماکول اللحم جانور نے بول براز کیا ہو،اس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹۹) اگر گاؤ خر بوقت خرمن کوبی بر گیاہ مقطوعہ بول وبراز کنندہ برآں گیاہ نماز جائز باشد یانہ۔

(جواب) اس کی تطہیر کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اس میں سے کچھ حصہ علیحدہ کر دیا جاوے تو اس صورت میں ہر دو حصہ پاک سمجھے جاویں گے یعنی باقی رہا ہوا بھی اور وہ بھی جو علیحدہ کیا گیا۔ درمختار میں ہے کما لو بال حمر حصہا لتغلیظ بولها اتفاقاً علی نحو حنطة تدو سها فقسم اوغسل بعضه او ذهب بهبة او اکل او بیع کما مر حیث یطهر الباقی وکذا الذاهب لا حتمال وقوع النجس فی کل طرف کمسئلة الثوب الخ .(۲)

### ناپاک تیل کی مالش کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۰) زید دس ماہ سے مالش روغن بیر بہوٹی کی تقویت باہ کے لئے کرتا ہے اور بغیر دھوئے نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ آیا نماز اس کی جائز ہے یا نہیں اور برتقدیر عدم جواز دس ماہ کی نماز کی قضا واجب ہے یا نہیں اور تداوی بالمحرم جائز ہے یا نہیں اور حشرات الارض بھی اس میں داخل ہیں یا نہیں۔

(جواب) تداوی بالمحرم عند الضرورت بشرائط جائز ہے۔ کما فی الشامی یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتةللتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان فیه شفاء ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه الخ .(۳) اور تداوی بالمحرم میں حشرات الارض بھی داخل ہیں۔ لقوله تعالیٰ ویحرم علیهم الخبائث اور یہی وجہ حرمت ان حشرات کی ہے اور نجس ہونا نہ ہونا دم سائل ہونے پر موقوف ہے۔ پس اگر بیر بہوٹی میں دم سائل ہے تو مرنے کے بعد وہ نجس ہے اور اس کا تیل بھی نجس ہے اس کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے اور جو نمازیں بلا دھوئے پڑھی گئیں ان کا اعادہ لازم ہے اور یہ امور کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔ فقط۔

---

(۱) شعر المیتة الخ وعظمها الخ وکذا کل مالا تحله الحیاة الخ طاهر (باب المیاه ج ۱ ص ۱۹۰ ط.س. ج ۱ ص ۲۰۶ الدر المختار علی هامش ردالمحتار) ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸، ۱۲ ظفیر۔
(۳) ردالمحتار، کتاب البیوع باب المتفرقات مطلب فی التداوی بالمحرم ج ۴ ص ۲۹۸ ط.س. ج ۵ ص ۲۲۸، ۱۲ ظفیر۔

## بازاری لٹھا وململ میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۰۱) ململ اور لٹھا جو ہم بازار سے خرید کر پہنتے ہیں ان سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ان کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے۔ (۱) فقط۔

## مقدار درہم سے کم رطوبت کے ساتھ نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۲۰۲/ ۱) اگر تہبند بعد وطی فی الفور باندھ لیا جاوے تو اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

## مذی لگے ہوئے کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۳/ ۲) جس کپڑے کو مذی لگ جاوے اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر تہبند کو رطوبت زاید قدر درہم سے نہ لگے تو وہ پاک ہے نماز اس سے صحیح ہے لیکن دھونا قدر درہم کا بھی ضروری ہے کہ باقی رکھنا اس کا مکروہ ہے۔ (۲)

(۲) مذی نجس ہے۔ جس کپڑے کو مذی لگے لگی وہ نجس ہے اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ (۳) اور مقدار درہم اس میں بھی معاف ہے۔ لیکن دھونا اس کا بھی ضروری ہے۔ درمختار میں ہے وعفی الشارع عن قدر درهم وان كره تحريماً فيجب غسله وما دونه تنزيهاً فيسن. (۴) فقط۔

## پیال پر نماز:۔

(سوال ۲۰۴) ایام سرما میں اکثر پیال کا فرش بچھایا جاتا ہے اس پر نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر پاک ہو تو جائز ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ یہ کپڑے پاک ہیں اور ان کا پہننا جائز ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (درمختار) من شك في اناه وثوبه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر مالم يستيقن الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرك او الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والا طعمة والثياب (ردالمحتار كتاب الطهارة قبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰) پھر فقہاء کا مسلم قاعدہ ہے اليقين لا يزول بالشك (الاشباه والنظائر ص ۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر

(۲) وعفى الشارع عن قدر درهم وان كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض (درمختار) قوله وان كره تحريما اشار الى العفو عنه بالنسبة الى صحة الصلاة به فلا ينافى الا ثم الخ لكن قال بعده والا قرب ان غسل الدرهم وما دونه مستحب مع العلم به والقدرة على غسله فتركه حينئذ خلاف الاولى نعم الدرهم غسله اكدالخ ففى المحيط يكره ان يصلى ومعه قدر درهم او دونه من النجاسة عالما به الخ (ردالمحتار. باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ وج ۱ ص ۲۹۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶) ظفیر

(۳) كل ما يخرج من بدن الانسان مما يوجب خروجه الوضوء او الغسل فهو مغلظ كالغائط والبول والمنى والمذى والودى والقيح والصديد (عالمگیری کشوری باب سابع فصل ثانی ج ۱ ص ۴۴).

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶، ۱۲ ظفیر

(۵) ثم الشرط لغة العلامة اللازمة وشرعا يتوقف عليه الشئى ولا يدخل فيه هى ستة طهارة بدنه الخ وثوبه الخ ومكانه الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفیر

### چماروں کی تیار کردہ چٹائی پر نماز جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۰۵) فی زمانہ جو صف، بوریا و چٹائی وغیرہ یہاں کے چماران تیار کرتے ہیں بلا پاک کئے ان پر نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ بوریا اور صف پاک ہیں۔ نماز ان پر درست ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہئے لان الیقین لا یزول بالشک فقط (ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (درمختار) من شک فی انا ئه وثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر الخ وکذا ما یتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والا طعمة والثیاب ردالمحتار کتاب الطهارة قبیل ابحاث الغسل ج ا ص ظفیر)

### نماز کوٹ پتلون میں ہوتی ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۰۶) ..... کیا کوٹ پتلون سے نماز ہو جاتی ہے۔

(جواب) اگر یہ کپڑے پاک ہوں تو نماز ہو جاتی ہے۔ (۱) اور پہننا ان کپڑوں کا ممنوع ہے بوجہ تشبہ کے۔ فقط

### حشرات الارض کا تیل لگا کر نماز جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۰۷) مندرجہ ذیل جانوروں کا تیل نجس ہے یا نہیں۔ اگر نجس ہے تو مغلظ یا خفیفہ۔ اگر کوئی شخص ان روغنوں کو بغرض علاج جسم کے کسی حصہ پر مالش کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں اور نماز کو مانع ہے یا نہیں۔ بغیر دھوئے جسم کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ۔ روغن جونک جہیلی۔ روغن موچہ صحرائی۔ روغن خراطین برساتی روغن بیر بہوٹی۔

(جواب) ان جانوروں حشرات الارض کا تیل نجس مغلظہ ہے استعمال اس کا درست نہیں ہے۔ (۲) البتہ بضرورت تداوی اگر طبیب حاذق مسلمان تجویز کرے اور کوئی دوا پاک وحلال اس کا قائم مقام نہ ہو سکے تو اس کا استعمال درست ہے۔ (۳) اور جب کہ وہ نجاست غلیظہ ہے تو ایک درہم کی مقدار تک معاف ہے نماز ہو جاتی ہے اگر چہ بہتر دھونا ہے اور مقدار درہم سے زیادہ ہو تو دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے وعفا الشارع عن قدر درهم الخ. (۴) فقط۔

### نماز غسل خانہ میں جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۰۸) در حمام نماز جائز است یا نہ۔

---

(۱) طهارة بدنه الخ وثوبه (درمختار) ارا دما لا بس البدن فد خل القلنسوة والخف (ردالمحتار. باب شروط الصلوة ج ا ص ۳۷۳. ط.س. ج ا ص ۴۰۲) ظفیر.

(۲) ولایحل ذوناب الخ ولا الحشرات هی صغار دواب الارض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الذبائح ج۵ ص ۳۶۵. ط.س. ج ا ص ۳۰۴). (۳) وقیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء اخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیه الفتوی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب المیاه مطلب فی التداوی باب المحرم ج ا ص ۱۹۴) ظفیر.

(۴) الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ا ص ۲۹۱. ط.س. ج ا ص ۳۱۶. ۱۲ بدن کا پاک رہنا نمازی کے لئے شرط ہے وطهارة بدنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوة ج ا ص ۳۷۳. ط.س. ج ا ص ۴۰۲) ظفیر.

(جواب) نماز در حمام مکروہ است بدو وجہ۔(۱) یکے آنکہ حمام جائے غسالہ است دوم دیگر آنکہ آں خانہ شیاطین است۔ قال العلامہ نجم الدین الطرسوسی فی منظومۃ الفوائد فقال نھی الرسول احمد خیر البشر +عن الصلوٰۃ فی بقاع تعتبر معا طن الجمال ثم مقبرہ+مزبلۃ طریق ثم مجزرہ + وفوق بیت اللہ والحمام والحمد للہ علی الطعام.(۲) فقط۔

## غیر مفتی بہ قول پر بغیر غسل نماز کا حکم:۔

(سوال ۲۰۹) عرصہ سے ایک مسئلہ درپیش ہے اور کسی طرح حل نہیں ہو سکا۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب ضرور بالضرور حل کرلیں گے میں تھوڑی سی عبارت فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۸ کی نقل کرتا ہوں جس سے صورت مسؤلہ بخوبی روشن ہو جائے گی۔ عبارت فتاویٰ عالمگیری مندرجہ ذیل ہے۔ ایک شخص کو احتلام ہوا یا کسی عورت کی طرف دیکھا اور منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی۔ پھر اپنے ذکر کو دبالیا یہاں تک کہ شہوت اس کی ساکن ہوگئی۔ پھر منی بہی تو اس پر امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غسل واجب ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی نزدیک واجب نہ ہوگا (یہ خلاصہ میں ہے) اب صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص کو احتلام ہوا اور منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی پس اس نے اپنے ذکر کو دبالیا۔ یہاں تک کہ شہوت ساکن ہوگئی اور پھر منی بہی۔ شخص مذکور کو چونکہ پہلے سے یہ علم تھا کہ ایسی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اس لئے اس نے غسل نہیں کیا اور بغیر غسل کے نماز پڑھتا رہا اور چند مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا اور کبھی غسل نہیں کیا۔ اور یہ اس نے محض اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ایسا کیا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ اس نے سخت غلطی کی تو وہ بہت نادم ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا شخص مذکور نے جس قدر نمازیں اس صورت میں پڑھی ہیں وہ ادا ہوگئیں یا نہیں اور اگر نہیں ہوئیں تو اب ان کی ادائیگی کی کیا صورت ہو سکتی ہے اور شخص موصوف اس فعل کے کرنے سے گنہگار ہوا یا نہیں اور اگر گنہگار ہوا تو کس درجہ کا۔

(جواب) چونکہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اختلاف ہے۔ اور بہت سے مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی قول کو مفتی بہ لکھا ہے۔ (اگرچہ محققین کی رائے یہ نہیں) تاہم جو فعل شخص مذکور نے قول مختار سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کیا اور اس پر وہ اب نادم بھی ہے اور نفس مسئلہ میں کچھ گنجائش بھی ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہ، کی رحمت سے امید مسامحت کی ہے۔ باقی جو نمازیں اس نے اس حالت میں پڑھی ہیں ان کے متعلق اختلاف ائمہ اور اختلاف مشائخ مرجحین پر نظر کرکے۔ امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے یوخذ بقول ابی یوسف فی صلوت ما ضیۃ فلا تعاد وفی مستقبلۃ لا یصلی مالم یغتسل اھ ردالمحتار (۳) ص ۱۱۹ جلد اول۔ لیکن پھر بھی احتیاط یہی ہے کہ ان نمازوں کی قضا کرے کیونکہ محققین کے نزدیک قول مختار امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا ہے۔(۴) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقط

---

(۱) وکذا تکرہ فی اما کن کفوق کعبۃ وفی طریق الخ ومغتسل وحمام (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۲ وج ۱ ص ۳۵۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۹ ظفیر. (۲) علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۵۴. ۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹. ط.س. ج ۱ ص ۱۶۱. ۱۲ ظفیر.

(۴) وفرض الغسل عند خروج منی من العضو والا فلا یفرض اتفاقا الخ منفصل عن مقرہ الخ بشھوۃ الخ ولا نہ لیس بشرط عندھما خلافا للثانی ویقولہ یفتی الخ (درمختار) لکن اکثر الکتب علی خلافہ حتی البحر والنھر ولا سیما قد ذکروا ان قولہ قیاس وقولھما استحسان وانہ الا حوط فینبغی الا فتاء بقولہ فی مواضع الضرورۃ فقط (ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۷ وج ۱ ص ۱۴۹. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۹)

## دھبے کے دیکھتے ہوئے نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۱۰) اگر پاجامہ پر دھبہ معلوم ہو اور خواب یاد نہیں اور میری دوکان تمباکو کی ہے شاید تمباکو کا دھبہ لگ گیا ہو۔ غرض کہ اس دھبہ سے برابر ایک ہفتہ تک نماز پڑھتا رہا، وقت بدلنے کپڑے کے قبل از جمعہ مجھ کو معلوم ہوا، بعدہٗ نہا کر کپڑے بدل لئے تو اس ہفتہ کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر یہ یقین ہو کہ یہ دھبہ منی کا ہے تو اس سے پہلی جو آخر مرتبہ سویا ہو اس کے بعد کی نمازوں کا لوٹانا ہوگا۔ مثلاً رات کو سویا تھا اور دن کو قبل از ظہر دھبہ دیکھا تو صبح کی نماز کا اعادہ کرے اور اگر بعد ظہر کے دیکھا تو ظہر کا بھی اعادہ کرے اور اگر منی ہونا اس کا یقینی نہیں ہے بلکہ یہ بھی شبہ ہے کہ شاید اور کسی چیز کا دھبہ ہو تو پھر کسی ایک نماز کا بھی اعادہ لازم نہیں ہے۔(۱)

## ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوگی:۔

(سوال ۲۱۱) ہندہ کی گود میں شیر خوار بچہ ہے جس کی وجہ سے اس کا کپڑا ہر وقت ناپاک رہتا ہے، تو ایسی حالت میں ہندہ ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) پاک کپڑا بدل کر یا ناپاک کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے ناپاک کپڑے سے نماز نہ ہوگی۔(۲) فقط۔

## جیل خانہ کی بنی ہوئی جائے نماز کا استعمال درست ہے:۔

(سوال ۲۱۲) جیل خانہ سے خرید کردہ جائے نماز پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں جس کو قیدی بنتے ہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۳) فقط۔

## کورے کپڑے میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۱۳) کورے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کورے کپڑے سے بدون دھوئے نماز درست ہے۔(۴)

(اس لئے کہ یہ پاک ہے اس سلسلہ میں شک کا کوئی اعتبار نہیں۔ درمختار میں ہے۔ ولو شک فی نجاسة

---

(۱) فرض الغسل الخ عند روية مستيقظ الخ منيا او مذيا وان لم يتذكر الاحتلام الا اذا علم انه مذی او شک انه مذی او ودی او کان ذکره منتشر اقبيل النوم فلا غسل عليه الخ او تيقن انه منی او تذکر حلما فعليه الغسل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۲. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰ ... ۱۶۳) ظفير. (۲) ثم الشرط الخ شرعا ما يتوقف عليه الشئی ولا يدخل فيه هی ستة طهارة بدنه ای جسده الخ وثوبه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفير. (۳) اس لئے کہ پاک ہے۔ اليقين لا يزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) غیر مسلم یا جاہل مسلمان کا بنا ہوا کپڑا اور دوسری چیز پاک ہے۔ پھر یہ اصول میں ہے کہ کسی چیز کے ناپاک ہونے میں شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر وتمامه فی الاشباه (درمختار) فی التتار خانية من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والاطعمة والثياب اه ملخصا (ردالمحتار قبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير.
(۴) اليقين لا يزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) ظفير.

ماء او ثوب الخ . لم یعتبر . شامی ج ۱ ص ۱۴۰ ظفیر)

## ناپاک اونی کپڑا بغیر دھوئے پاک نہیں ہوتا اور نہ ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے:۔

(سوال [illegible] ۲) اونی کپڑے پر [illegible] و برو غیرہ لگ جائے اور خشک ہو کر خود بخود جھڑ جائے یا پیشاب وغیرہ سے تر ہو کر خشک ہو جائے تو اس کپڑے پر بلا پاک کئے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ کپڑا بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا اس کو تین بار دھونا چاہئے۔(۱) فقط (اور جب تک وہ پاک نہ ہو اس پر نماز جائز نہیں ہے۔ ظفیر)

## ننگے پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے:۔

(سوال ۲۱۵) اگر وضوء کر کے کوئی شخص میل دو میل تک ننگے پیر چلے اور پھر پانی پیر دھونے کے لئے نہ ملے تو پیروں کو جھاڑ کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں پیروں کو جھاڑ کر اور صاف کر کے نماز پڑھے تو نماز ہو جاوے گی۔(۲)

## بغیر استنجا نماز پڑھ لی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۶) ایک شخص نے پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد استنجاء نہیں کیا وضوء کر کے نماز پڑھ لی بعد میں یاد آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں، یا وضو کے بعد یاد آیا تو اس کو وضو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر ڈھیلے سے استنجا کر لیا تھا اور نجاست مخرج سے بقدر درہم متجاوز نہ تھی تو بدون پانی سے استنجا کرنے کے اس کی نماز ہوگی۔(۳) فقط۔

## پاک چارپائی پر نماز جائز ہے:۔

(سوال ۲۱۷) تندرست آدمی کو چارپائی پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے جیسے

---

(۱) وازالتها ان کانت مرئية بازالة عينها واثرها ان کانت شيئا يزول اثره الخ وان کانت غير مرئية يغسلها ثلث مراة ويشترط العصر فی کل مرةفيما ينعصر الخ (عالمگيری کشوری. کتاب الطهارت باب سابع فصل اول فی تطهير الانجاس ج ۱ ص ۴۰ ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۴) ظفير (۲) وطين شارع الخ عفو (درمختار) وفی الفيض طين الشوارع عفو وان ملأ الثوب للضرورة ولو مختلطا بالعذرات وتجوز الصلوٰة معه (ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۴) اور صورت مسئولہ میں تو نجاست کا سوال ہی نہیں ہے محض شک و وہم ہے اور فقہاء کا اصول ہے اليقين لا يزول بالشک (الاشباه ص ۵۷) ظفير. (۳) وعفی الشارع عن قدر درهم وان کره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۱۶) ذکر فی الذخيرة اذا کانت النجاسة فی موضع الاستنجاء اکثر من قدر الدرهم فاستجمر ای استنجی بثلثة احجار وانقاه ای موضع الاستنجاء ولم يغسله بالماء قال الفقيه ابو الليث فی فتاويه يجزيه يعنی من غير کراهة وکان الغسل افضل قال صاحب الذخيرة وبه ای بما قال ابو الليث ناخذ وفی هذا اشارة الی ان البعض يخالف فی ذالک ولا اعلم فيه مخالف الخ وهذا اذا کانت تلک النجاسة ما خرج من الحدث المعتاد ولم تصبه من الخارج (غنية المستملی ص ۱۸۹) ظفير.

تخت پر نماز پڑھنا جائز ہے چار پائی پر بھی جائز ہے۔ بکر کہتا ہے کہ آج تک نہ کسی کتاب میں دیکھا اور نہ علماء کے اقوال سے ثابت ہے اور نہ بجز معذور کے کسی کو چار پائی پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) چار پائی پر نماز صحیح ہے اور چار پائی مثل تخت کے ہے۔ کیونکہ جب گھٹنے اول چار پائی پر رکھے جائیں گے تو آگے سے سجدہ کی جگہ کھنچ کر سخت ہو جاوے گی اور مثل تخت کے ہو جاوے گی پھر سجدہ میں کچھ حرج نہ ہوگا۔ اور عادت چار پائی پر نماز پڑھنے کی اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ چار پائیوں کا اعتبار نہیں ہوتا اکثر ناپاک ہوتی ہیں لیکن جب کہ چار پائی پاک ہو تو پھر کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

## رنڈی کے بالا خانہ کے نیچے کے مکان میں نماز درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۱۸) ایک مکان سرکار جیند کا ہے اس نے کسی وجہ سے ایک رنڈی کو دے دیا۔ جب چاہے ضبط کر لیتا ہے اس کے نیچے دو کانیں ہیں ان کو کرایہ پر لے رکھا ہے اس میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مکان مذکور میں نماز پڑھنا صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔ (۲) لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مسجد میں نماز پڑھیں۔ (۳) فقط۔

## ناپاک کپڑوں میں نماز کا حکم :۔

(سوال ۲۱۹) اگر امام کے کپڑوں پر شیر خوار نے خوب پیشاب کیا ہو اور ان سے بھول کر نماز پڑھ لی ہو تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز لوٹانی چاہئے۔ (۴) فقط۔

## جماع کے بعد کپڑے نہیں بدلے اور نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں :۔

(سوال ۱/۲۲۰) اگر کسی نے جماع کے بعد غسل کر کے کپڑے بالکل بدل دیئے یا صرف لنگی ہی بدلی اور کوئی کپڑا نہ بدلا تو نماز درست ہے یا نہ۔

## ملازمین ہسپتال نماز کس طرح پڑھیں :۔

(سوال ۲/۲۲۱) ایک آدمی ہسپتال کا ملازم ہے اور ہر وقت ناپاک دوائیں اور آدمیوں کو چھوتا ہے اور کپڑوں پر چھینٹیں

---

(۱) لو سجد علی الحشیش اوالتبن الخ ان استقر جبهته وانفه ويجد حجمه يجوز (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۶۹. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۰) اما شرائط ارکان الصلوٰة فمنها الطهارة بنوعيها من الحقيقية والحكمية والطهارة الحقيقية هی طهارة الثوب والبدن ومكان الصلوٰة عن النجاسة الحقيقة (بدائع الصنائع شرائط الا رکان ج ۱ ص ۱۱۴) ظفير.

(۲) اس مکان میں کوئی شرعی قباحت نہیں والله اعلم ۱۲ ظفیر. (۳) فرض نماز مسجد میں جماعت سے ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے والجماعة سنة مؤكدة للرجال الخ ولو فاتته ندب طلبها فی مسجد اخر الا المسجد الحرام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۷. ط. س. ج ۱ ص ۵۵۲) ظفیر. (۴) هی (ای شروط الصلوٰة) ستة طهارة بدنه (الی قوله) وثوبه (درمختار. ط. س. ج ۱ ص ۴۰۲) النجاسة ان كانت غليظة وهی اكثر من قدر الدرهم فغسلها فريضة والصلوٰة فيها باطلة وان كانت مقدار درهم فغسلها واجب الخ (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۸) واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فی رای مقتد بطلت فيلزم اعادتها الخ كما يلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۵۳. ط. س. ج ۱ ص ۵۹۱) ظفیر.

بھی ہر وقت پڑتی رہتی ہیں اور وہ خشک ہو جاتی ہیں۔ اور بعض دوائیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا چھونا مذہباً حرام ہے، تو نماز کیسے ادا کرے۔ غسل کر کے کپڑے بالکل بدلنا ہوگا یا اسی صورت میں ادا کرے۔

(جواب)(۱) جب کپڑا ناپاک بدل دیا اور غسل کر لیا تو نماز صحیح ہے۔(۱)

(۲) ناپاک کپڑے بدل کر دوسرا پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھنی چاہئے۔(۲) فقط۔

## ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۲) شخصے بعد از چہل سال گاہ بگاہ در مرض تقطیر البول مبتلا شد پس او برائے دفع وہم بول یک پارچہ خورد زیریں استعمال می کنند و آن پارچۂ زیریں گاہے از بول آلودہ می شود پس از اں پارچہ زیریں زیر تہبند دیگر داشتہ نماز جائز است یا نہ۔

(جواب) اگر معلوم و متعین است کہ پارچہ زیریں از قطرات بول زیادہ از قدر درہم شدہ است نماز دراں صحیح نخواہد بود و گرنہ جائز ست۔ فقط۔(۳)

# فصل ثانی۔ ستر عورت

## کیا قدم کھول کر عورت کی نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۳) کتاب صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے کہ نماز کے اندر اگر عورت کے قدم کی چوتھائی کھل جائے تو نماز نہ ہوگی تو عورتوں کو موزے پہن کر نماز پڑھنا چاہئے۔

(جواب) درمختار میں لکھا کہ معتمد یہ ہے کہ قدمین عورت کے عورت نہیں اس کے کھلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا اور یہ جو صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے یہ بھی ایک قول ہے اور مراد اس سے باطن قدم ہے۔(۴) نہ ظہر قدم کذا فی الشامی ج ۱ ص ۴۲۱۔

---

(۱) جماع کے وقت جن کپڑوں پر ناپاکی لگی ہے وہی ناپاک ہوتے ہیں۔ جسم کے تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ لہذا انہی کپڑوں کو بدلنا ضروری ہے جس پر ناپاکی لگی ہوئی ہو۔ البتہ جماع کے بعد حکماً جسم تمام ناپاک ہو جاتا ہے اور غسل فرض ہے وفرض الغسل الخ عند ایلاج حشفتھی مافوق الختان ادعی الخ فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثله الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۹) الشرط الخ شرعا ما یتوقف علیه الشئی ولا ید خل فیه هی ستة طهارة بد نه ای جسده الخ من حدث بنو عیه الخ وخبث مانع کذا لک وثوبه الخ (الد ر المختار علی هامش ردالمحتار با ب شروط الصلوة ج ۱ ص ۳۷۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفیر۔

(۲) ایضا ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲-۴۰۲ ظفیر۔

(۳) وعفی الشارع عن قدر درهم وان کره تحریما فیجب غسله وما دونه تنزیها فلیسن وفوق مبطل (درمختار) ففی المحیط یکره ان یصلی ومعه قدردرهم اودونه من النجاسة عالما به لا ختلاف الناس فیه (رد المحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶) ظفیر۔

(۴) وللحرة ولو خنثی جمیع بد نها الخ خلا الو جه والکفین الخ والقدمین علی المعتمد (درمختار) ای من اقوال ثلاثة مصححة ثانیها عورة مطلقا، ثالثها عورة خارج الصلوة لا فیها، اقول ولم یتعرض لظهر القدم وفی القهستانی عن الخلاصة اختلفت الروایات فی بطن القدم اه وظاهره انه لا خلاف فی ظاهره. ثم رأیت فی مقدمة المحقق ابن الهمام المسماة بزاد الفقیر قال بعد تصحیح ان انکشاف ربع القدم مانع ولو انکشف ظهر قدمها لم تفسد الخ ثم نقل عن الخلاصة ان الخلاف انما هو فی باطن القدم واما ظاهره فلیس بعورة بلا خلاف الخ (ردالمحتار. باب شروط الصلوة مطلب ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۶ وج ۱ ص ۳۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۵) ظفیر۔

### کیا عورت پاؤں ڈھانکنے کے لئے موزے پہنے:۔

(سوال ۲۲۴) عورت کو سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے سوا منہ اور دونوں ہتھیلی کے اور دونوں پاؤں کو تو نماز میں ظہر ید وبطن رجل بھی ڈھانکنا چاہئے اس کے لئے موزے ودستانے پہننے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب) دونوں پاؤں کے اور دونوں ہاتھوں کی ظہر وبطن نماز میں ڈھانکنا ضروری نہیں ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

### دھوتی باندھ کر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۲۵) دھوتی مثل اہل ہنود کے باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر کشف عورت نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ مگر یہ طریق اچھا نہیں ہے۔ فقط (۲)

### عورتوں کی نماز ساڑی میں جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۲۶) عورتوں کی نماز ساڑی یعنی لہنگا پہن کر درست ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہاں کا رواج عورتوں کے لباس کا یہی ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ ستر پورا ہونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

### جانگیا پر لنگی باندھ کر نماز پڑھے تو درست ہے:۔

(سوال ۲۲۷) اگر کوئی شخص رومالی یا جانگیا باندھکر اس کے اوپر دھوتی یا پاجامہ وغیرہ پہن کر نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اور اگر رومالی و جانگیا باندھ کر اس کے اوپر گھٹنا یعنی نصف پاجامہ پہن لے اور اس کے اوپر تہبند باندھ کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہوگی یا نہ۔

(جواب) ان صورتوں میں جب کہ ستر عورت ہو جاوے نماز صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

### کپڑے میں ستر پایا جانا ضروری ہے:۔

(سوال ۲۲۸) کپڑے کی غلظت میں شرط کیا ہے اگر صورت بدن دیکھا جاوے اور لون بشرہ نہ دیکھا جاوے تو نماز

---

(۱) وهي اى العورة للرجل ما تحت سرته الى ما تحت ركبة الخ وللحرة ولو خنثى جميع بدنها الخ خلا الوجه والكفين الخ والقدمين على المعتمد (الدر المختار على هامش ردالمحتار. ط.س. ج ا ص ۴۰۴)

(۲) والرابع ستر عورته الخ وهي للرجل ما تحت سرته الى ما تحت ركبته الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوة ج ا ص ۳۷۴ وج ا ص ۳۷۵. ط.س. ج ا ص ۴۰۴) ظفير.

(۳) والرابع ستر عورته ووجوبه عام ولو فى الخلوة على الصحيح الا لغرض صحيح (درمختار) ووجوبه عام اى فى الصلوة وخارجها الخ. (ردالمحتار. باب شروط الصلوة ج ا ص ۳۷۴. ط.س. ج ا ص ۴۰۴) ظفير.

(۴) والرابع ستر عورته الخ وهي للرجل ما تحت سرته الى ما تحت ركبته (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوة ج ا ص ۳۷۴. ط.س. ج ا ص ۴۰۴) ظفير.

درست ہے یا نہیں اگر رنگت کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے یا پاجامہ بنانے کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ رنگ بشرہ کا معلوم نہ ہو تو ستر ثابت ہے۔ اور نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

## فصل ثالث۔ استقبال قبلہ

بحث سمت قبلہ:۔

(سوال ۲۲۹/۱) خورجہ سے کعبہ کی عین سمت کیا ہے۔ آیا علم ہیئت اور علم ہندسہ شریعت میں قابل لحاظ ہے۔

(سوال ۲۳۰/۲) کیا قطب کو بجانب یمین دیکھتے ہوئے قبلہ خورجہ سے عین مغرب کے سامنے ہے۔

(سوال ۲۳۱/۳) کیا ذریعہ قطب مندرجہ بالا ایک عام اور کل اصول ہندوستان کے لئے ہے۔

(سوال ۲۳۲/۴) خورجہ میں اگر اکثر مساجد مندرجہ بالا طریقہ پر یا کسی اور غلط طریقہ پر تعمیر ہوئی ہیں تو کیا دیگر جدید مساجد اس غلط طریقہ پر آئندہ بھی بنائی جائیں۔ اطلاعاً عرض خدمت ہے کہ چند مساجد مندرجہ ذیل طریقہ پر یعنی علم ہیئت اور علم ہندسہ کے مطابق بنی ہوئی ہیں۔ خورجہ علم ہیئت کے مطابق ۲۸ درجہ شمال عرض البلد پر واقعہ ہے۔ اور مکہ معظمہ ۲۱ درجہ ۴۰ لمحہ عرض البلد پر واقع ہے لہٰذا اس طریقہ پر تقریباً ۷ درجہ کا فرق ہے اور بریں اصول ۷ درجہ بجانب مغرب وجنوب نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ چند علماء کرام نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔

(سوال ۲۳۳/۵) ہمیں عین قبلہ معلوم کرنا ضروری ہے یا محض جہت قبلہ کافی ہے۔

(جواب) (۱) سمت قبلہ اور جہت قبلہ میں شرعاً بہت وسعت ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ عین کعبہ کی طرف استقبال ہو بلکہ جہت قبلہ کافی ہے اور اس میں بھی تھوڑے سے انحراف سے یعنی کسی قدر دائیں بائیں ہوجانے سے استقبال کعبہ میں خلل نہیں آتا جیسا کہ درمختار میں ہے و لغیرہ ای غیر معاینها اصابة جهتها بان یبقی شئی من سطح الو جه مسامتاً الکعبة او لهوائها(۲) الخ اور شامی میں قہستانی سے منقول ہے و لا باس بالا نحراف انحرافاً لا تزول به المقابلة بالکلیة بان یبقی شئی من سطح الوجه مسامتا للکعبة (الی ان قال) وسیاتی فی المتن فی مفسدات الصلوٰت انها تفسد بتحویل صدره عن القبلة بغیر عذر فعلم ان الا نحراف الیسیر لا یضر وهو الذی یبقی معه الوجه او شئی من جوانبه مسامتاً لعین الکعبة اولهوائها بان یخرج الخط من الوجه او من بعض جوانبه ویمر علی الکعبة اٗهوائها مستقیما ولا یلزم ان یکون الخط الخارج علی استقامة خارجاً من جبهة المصلی بل منها او من جوانبها الخ.(۳)

الحاصل جب کہ بعض محقق ہوا کہ انحراف یسیر سے استقبال کعبہ میں فرق نہیں آتا تو اس سے واضح ہے کہ قطب شمال کو جانب شمال رکھ کر نماز پڑھنے میں استقبال کعبہ حاصل ہوجاتا ہے اور مساجد جو اس طریق سے بنی ہوئی ہیں وہ صحیح

(۱) وعادم ساتر لا یصف ماتحته (درمختار) بان لا یری منه لون البشرة احتراز اعن الرقیق ونحو الزجاج (رد المحتار باب شروط الصلوة ج ۱ ص ۳۸۰ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۹) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوة استقبال قبله ج ۱ ص ۳۹۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۸، ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوة مبحث فی استقبال القبلة ج ۱ ص ۳۹۹ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۹، ۱۲ ظفیر.

رخ پر ہیں اس میں زیادہ کنج وکاؤ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آلات سمت قبلہ کی دریافت کرنے کے لئے مہیا ومیسر نہیں ہیں۔ اور پھر وہ بھی ظنی ہیں اور عام لوگوں کو اس کی تکلیف دینا دشوار ہے اور مساجد قدیمہ خود اس بارہ میں حجۃ صحیحہ ہیں اور تغیر کرنا ان میں تھوڑے سے انحراف مظنون کی وجہ سے مناسب نہیں ہے اور قطب شمال کو جہت سمجھنا اس بارہ میں اکابر علماء کا دلیل واضح اس کے صحت کی ہے۔ فقط۔

## ریل میں نماز کے اندر استقبال قبلہ کی بحث:۔

(سوال ۴۳۴) شخصے راکب ریل است لیکن از باعث تحویل الواح ریل عن القبلۃ اگر مستقبل قبلہ بودہ نماز میخواند پس ارکان صلوٰۃ مثل قیام وقعود رکوع وسجود بروئے متعسر ومتعذر می شوند واگر بقیام ورکوع وسجود نماز می گزاردتا استقبال قبلہ از وے فوت می شود پس دریں صورت کدام فرض را ترک نمودہ بکدام طریق تعمیل درزد یعنی محول عن القبلہ بودہ بدیگر طرف مستقبل شدہ برکوع وسجود ادا نماید یا مستقبل قبلہ گردید بایماء نماز بخواند۔

(جواب) اگر کسے درریل نماز فرض خواند پس استقبال قبلہ وقیام ورکوع وسجود وغیرہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا کردن ضروری است ومحض از سواری ریل استقبال ساقط نمی شود چرا کہ باوجود تحویل الواح بہ قدرے وقت وتکلف استقبال ممکن است اگر بلا مجبوری ترک استقبال کرد نماز جائز وادا نمی شود واگر مستقبل قبلہ بودہ نماز شروع کرد ودرحالت صلوٰۃ سمت قبلہ مبدل گردد پس مصلی را ضروری است کہ آں ہم متوجہ قبلہ بودہ نماز تمام کند کہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا شوند ومصلی ریل را در نماز فرض قعود قطعاً جائز نیست ودر صلوٰۃ نفل جائز است البتہ اگر فی الحقیقت ہجوم ایں قدر باشد کہ حرکت رکوع وسجود ممکن نیست ونیز بر صلوٰۃ از خارج ریل قادر نیست بلا استقبال وبلا قیام[عہ] ادا کند وایں صورت نادر است۔(۱) فقط۔

(۱) والمربوطة بلجة البحران كان الريح يحر كها شديدا فكالسائرة والا فكانوفقه ويلزم استقبال القبلة عند الا فتتاح وكلما دارت (درمختار) اى فى قولهم جميعا وان عجز عنه يمسک عن الصلوة لعله يمسک مالم يخف خروج الوقت لماتقرر من ان قبلة العاجز جهة قدرته وهذا كذالک والا فما الفرق (ردالمحتار. باب صلاة المريض ج ۱ ص ۶۱۴)ظفير۔

عہ. من تعذر عليه القيام اى كله لمرض حقيقى الخ اوحكمى بان خاف زيادته او بطئى برئه بقيامه او دوران راسه او وجد بقيام راسه الماشديد الخ صلى قاعدا(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج ۱ ص ۷۰۸ وج ۱ ص ۷۰۹. ط.س. ج ۱ ص ۹۵)ظفير۔

# فصل رابع ۔ نیت

## کیا زبان سے نیت شرط ہے:۔

(سوال ۲۳۵) زبان سے نیت کرنا نماز کی صحت کے لئے ضروری ہے یا صرف دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔

(جواب) نیت قلبی صحت نماز کے لئے کافی ہے۔(۱)

## کیا زبان سے نیت بدعت ہے:۔

(سوال ۲۳۶) آیا تلفظ بہ نیت نماز بدعت است؟ و بسم اللہ درمیان فاتحہ و سورہ خواندن ممنوع است؟ بیان فرمایند۔

(جواب) تلفظ بہ نیت نماز بدعت نیست۔(۲) و بسم اللہ مابین فاتحہ و سورہ ممنوع نیست۔(۳)

## زبان سے نیت ضروری نہیں:۔

(سوال ۲۳۷) میں نے ایک کتاب فقہ میں دیکھا تھا کہ ہر نماز کی نیت اول دل میں کرنی چاہئے اور بعدہ اس کو زبان سے ادا کرنا چاہئے۔ مجھے الفاظ نیت زبان سے ادا کرنے میں سخت دقت ہوتی ہے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس صورت میں دل میں صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ مثلاً یہ نماز ظہر کی ہے اور زبان سے الفاظ نیت ادا کر لینا بھی بہتر ہے اور اگر اس میں کچھ دقت ہو تو اس کو چھوڑ دیجئے۔(۴) فقط۔

## امام کی اجازت مقتدی کے لئے شرط نہیں:۔

(سوال ۲۳۸) زید امام مسجد ہے۔ بکر سے کہتا ہے کہ تم ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھنا، آیا بکر زید کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، یا جب زید حکم دے وے اس وقت پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) زید کے پیچھے بکر نماز پڑھ سکتا ہے اور نماز صحیح ہے، زید کی اجازت اور حکم کی ضرورت نہیں ہے، بکر ہر حال میں اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور زید کا یہ کہنا بیجا اور خلاف شریعت تھا۔(۵)

---

(۱) والمستحب فی النیۃان ینوی یقصد بالقلب ویتکلم باللسان بان یقول اصلی صلوۃ الخ ولو نوی بالقلب ولم یتکلم باللسان جازبلا خلاف بین الا ئمۃ لان النیۃ عمل القلب لا عمل اللسان واستحباب ضمہ الیہ لما ذکرنا (غنیۃ المستملی ص ۲۵۱ و ص ۲۵۲)ظفیر. (۲) وتلفظ عند الا رادۃ بھا مستحب ھو المختار الخ وقیل سنۃ یعنی احبہ السلف او سنہ علماءنا اذلم ینقل عن المصطفی ولا الصحابۃ ولا التابعین بل قیل بدعۃ (درمختار) نقلہ فی الفتح وقال فی الحلیۃ ولعل الا شبہ انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ ( ردالمحتار باب شروط الصلوۃ بحث النیۃ ج ا ص ۳۸۲ .ط.س. ج ا ص ۴۱۵)ظفیر

(۳) وسمی الخ سرافی اول کل رکعۃ لو جھریۃ لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقا ولو سریۃ ولا یکرہ اتفاقاً (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی تالیف الصلوۃ ج ا ص ۴۵۷ .ط.س. ج ا ص ۴۹۰)ظفیر.

(۴) والخامس النیۃ بالا جماع وھی الا رادۃ المرجحۃ الخ والمعتبر فیھا عمل القلب الا زم للارادۃ الخ التلفظ عند الارادۃ بھا مستحب ھو المختار (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب شروط الصلوۃ ج ا ص ۳۸۵ و ج ا ص ۳۸۲. ط.س. ج ا ص ۴۱۴)ظفیر.

(۵) والا مام ینوی صلاتہ فقط ولا یشرط لصحۃ الا قتداء نیۃ امامۃ المقتدی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب شروط الصلوۃ ج ا ص ۳۹۴ .ط.س. ج ا ص ۴۲۴)ظفیر.

نیت دل سے ضروری ہے یا زبان سے :۔

(سوال ۲۳۹) منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے کہنے مستحب ہیں اور دل سے نیت کرنی فرض ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبان سے نیت کرنی بدعت ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ زبان سے الفاظ نیت کہنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ مستحب ہے لیکن ضروری ہے کہ دل میں بھی نیت کرے۔ حنفیہ کا محقق مذہب یہی ہے۔ (۱) فقط۔

زبان سے نیت کیا بدعت ہے :۔

(سوال ۲۴۰) زید کہتا ہے کہ زبان سے نیت نماز کرنا بدعت ہے عمر کہتا ہے کہ سنت ہے۔

(جواب) اصل نیت دل سے ہے اور زبان سے کہنے کو بھی فقہاء کرام نے مستحب لکھا ہے۔ درمختار میں ہے **والمعتبر فیھا عمل القلب اللازم للارادۃ الخ والتلفظ بھا مستحب ھو المختار الخ** ۔ (۲) فقط۔

نماز کی نیت عربی میں ضروری ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۴۱) نماز کی نیت عربی زبان میں کرنا ضروری ہے یا اردو فارسی وغیرہ میں بھی کر سکتا ہے؟

(جواب) نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں اگر کہے بہتر ہے۔ (۳) اور زبان سے کسی زبان میں اردو فارسی وغیرہ میں کہہ لیوے تو کچھ حرج نہیں۔

مقتدی عورت کے لئے کیا امام کی نیت ضروری ہے :۔

(سوال ۲۴۲) ایک عورت جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھے تو امام کو نیت امام عورت ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر محاذی مرد کے نہ کھڑی ہو تو امام کو اس کی امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔ (۴)

---

(۱) والخامس النیۃ بالا جماع وھی الا رادۃ لا العلم والمعتبر فیھا عمل القلب اللازم للارادۃ الخ والتلفظ بھا مستحب وھو المختار الخ بل قیل ھو بدعۃ (درمختار) نقلہ فی الفتح وقال فی الحلیۃ ولعل الا شبہ انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ الخ فلا جرم انہ ذھب فی المبسوط والبدایۃ والکافی الی انہ ان فعلہ لجمع عزیمۃ قلبہ فحسن ( ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ بحث النیہ ج ۱ ص ۳۸۵ ط س ج ۱ ص ۴۱۴) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ. بحث النیۃ ج ۱ ص ۳۸۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۱۵. ظفیر.

(۳) النیت ارادۃ الدخول فی الصلوٰۃ والشرط ان یعلم بقلبہ ای صلاۃ یصلی الخ ولا عبرۃ للذکر باللسان فان فعلہ لتجتمع عزیمۃ قلبہ فھو حسن کذافی الکافی (عالمگیری مصری الباب الثالث الفصل الرابع ج ۱ ص ۶۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۶۵) ظفیر.

(۴) وان ام نساء فان اقتدت بہ المرأۃ محازیۃ لرجل فی غیر صلاۃ جنازۃ فلا بدلصحۃ صلاتھا من نیۃ اما میتھا لئلا یلزم الفساد بالمحاذاۃ بلا التزام وان لم تقتد بلا محاذیۃ اختلف فیہ فقیل یشترط وقیل لا. (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ مطلب فی النیۃ ج ۱ ص ۳۹۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۲۵) ظفیر.

# الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ

## فصل اول۔ فرائض نماز

### تکبیر تحریمہ جس طرح مرد کے لئے ضروری ہے عورت کے لئے بھی ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۳) تکبیر تحریمہ عورت کو بوقت نماز کہنا فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) تکبیر تحریمہ عورت اور مرد سب کو کہنا چاہئے اس میں مردوں کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ کما فی عامۃ کتب الفقہ.(۱)

### ریل میں استقبال قبلہ حتی الوسع ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۴) بنگالہ کی ریل میں نماز میں قبلہ کی طرف کھڑا ہونا ممکن نہیں اور جس جگہ ممکن ہے وہاں جائے قیام و سجدہ میں گرد وغبار ہوتا ہے وہاں قیام فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) ریل میں نماز پڑھنے میں حتی الوسع کھڑے ہوکر نماز پڑھنا چاہئے اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔(۲) اور جگہ کا وہم نہ کرنا چاہئے۔ غایت کہ کوئی پاک کپڑا بچھالیا جاوے فقط۔

### سجدہ نماز میں:۔

(سوال ۲۴۵) نماز میں سجدہ افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز میں سجدہ و رکوع و قیام سب ہی فرض ہیں۔(۳) بعض اعتبار سے سجدہ افضل ہے اور بعض اعتبار سے قیام افضل ہے۔(۴) فقط۔

### نماز میں پیر کا انگوٹھا ہل جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۴۶) جس شخص کا داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل جائے اپنی جگہ سے تو نماز میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں۔ اگر امام سے اسی طرح کی حرکت ہوجائے تو مقتدیوں کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) من فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة قائما وهی شرط (درمختار) التحریمة المرادبها جملة ذکر خالص مثل الله اکبر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲) ظفیر.

(۲) والسادس استقبال القبلة حقیقة او حکما کعا جزو الشرط حصوله لا طلبه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۷) والفرائض الباقیة من الست هی القیام الخ لقوله تعالیٰ وقوموا لله قانتین (غنیة المستملی ص ۲۵۴) ومنها القیام فی فرض الخ لقادر علیه (درمختار) فلو عجز عنه حقیقة و ظاهر او حکما کما لو حصل له به الم شدید او خاف زیادة المرض الخ فانه یسقط الخ. (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴ و ج ۱ ص ۴۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفیر. (۳) ومن فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة قائما الخ ومنها القیام بحیث لو مدیدیه لا ینال رکبتیه الخ فی فرض الخ لقادر علیه الخ ومنها القراءة لقادر علیها الخ ومنها الرکوع الخ ومنها السجود الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲......۴۴۴) ظفیر.

(۴) وکثرة الرکوع والسجود احب من طول القیام کما فی المجتبی الخ وان مذهب الامام افضیلة القیام (ایضاً باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۱۷) تفصیل کے لئے دیکھئے ردالمحتار حاشیہ درمختار باب وصفحہ ایضا ۱۲ ظفیر.

(جواب) اس سے نماز میں کچھ خلل اور نقصان نہیں آتا۔ اور امام اگر ایسا ہو تو مقتدیوں کی نماز میں اور خود امام کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔(۱)

## بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کس طرح کیا جائے:۔

(سوال ۲۴۷) اگر نشستہ نماز می خواند بحالت رکوع برداشتن سرین ضرور است یانہ۔

(جواب) ضروری نیست قال فی رد المحتار ولو کان یصلی قاعد اینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبتیه لیحصل الرکوع اه قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع والا فقد علمت حصوله باصل طاء طاء الراس مع انحناء الظهر الخ شامی۔(۲)

## گھاس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۸) اگر گیاہ وغیرہ بدیں نوع کہ فرش بیش بقدر شبر یا زائد باشد بوقت سجدہ صعود و ہبوط کند نماز بر آں جائز است یانہ۔

(جواب) درمختار میں شروط جواز سجدہ سے یہ بھی لکھا ہے وان یجد حجم الارض اور اس کی تشریح علامہ شامی نے یہ فرمائی ہے ان الساجد لو بالغ لا یتسفل راسه ابلغ من ذلک الخ ۔(۳) ج ا ص ۳۲۷ پس اگر وہ گھاس وغیرہ اس قدر ہو اور ایسی ہو کہ سجدہ میں سر رکھنے سے دب جاوے اور ٹھیر جاوے تو سجدہ اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

## عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں:۔

(سوال ۲۴۹) یہاں رواج ہے کہ عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں۔ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) جب تک کھڑے ہونے کی طاقت ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ پس بلا عذر قوی عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا کسی طرح درست نہیں ہے اور نماز نہیں ہوتی۔(۴) فقط۔

## چارپائی پر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۵۰) چارپائی پر نماز اس وقت درست ہے کہ جب چارپائی سخت ہو یا ڈھیلی ہو تب بھی۔

(۱) وحررناه فی شرح الملتقی وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة والا لم تجز (ای السجدة) والناس عنه غافلون (درمختار) والحاصل ان المشهور فی کتب المذهب اعتماد الفرضیة والارجح من حیث الدلیل والقواعد عدم الفرضیة الخ ثم الا وجه حمل عدم الفرضیة علی الوجوب والله اعلم ( ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۶۶ و ج ۱ ص ۴۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۸ ـ ۵۰۰) ۱۲ ظفیر۔

(۲) رد المحتار باب صفة الصلوة بحث الرکوع والسجود ج ۱ ص ۴۶۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۷ ۱۲ ظفیر۔

(۳) رد المحتار باب صفة الصلوة فصل فی تالیف الصلوة ط.س. ج ۱ ص ۴۹۷ ۱۲ ظفیر۔

(۴) من فرائضها التی لاتصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ فی فرض وملحق به الخ لقادر علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۱۴ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲ ...... ۴۴۴) ظفیر۔

(جواب) چارپائی پر نماز ہر حالت میں درست ہے اگرچہ وہ بہت سخت نہ ہو، کیونکہ اگر وہ ڈھیلی بھی ہے تو جس وقت گھٹنے چارپائی پر ٹھیریں گے اور زور پڑے گا تو سجدہ کی جگہ سخت ہو جاوے گی۔ فقط۔

## قعدہ اخیرہ میں سو جائے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۱) زید نے جماعت سے نماز پڑھی قعدہ اخیرہ میں سو گیا اور امام کے ساتھ سلام پھیرا لیکن مقدار تشہد بعد بیدار ہونے کے نہیں بیٹھا۔ زید کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) احوط یہ ہے کہ اعادہ قعدہ کا کیا جاوے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اور شیخ ابن ہمام کی تحقیق سے جواز مفہوم ہوتا ہے اور قواعد فقہیہ سے عدم جواز ظاہر ہوتا ہے لہٰذا احوط ثانی ہے۔ والتفصیل فی الشامی۔ (۱)

## قیام میں دونوں قدم کے درمیان فاصلہ رکھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۵۲) نماز میں قیام کی حالت میں درمیان دونوں پیروں کے چار انگشت فرق رکھنا کیسا ہے اگر کم و بیش ہو جاوے تو نماز میں کچھ خلل تو نہ ہوگا۔

(جواب) فقہاء نے لکھا ہے کہ چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں بحالت قیام رکھنا بہتر ہے اگر کچھ کم و بیش ہو گیا تو نماز صحیح ہے کچھ کراہت نہیں۔ شامی جلد اول و وینبغی ان یکون بینهما مقدار اربع اصابع الیدلانه اقرب الی الخشوع الخ شامی(۲)۔

## سجدے میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۵۳) سجدہ میں اگر دونوں پیر زمین سے اٹھ جاویں تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اگر تھوڑی دیر تک اٹھے رہیں تو کچھ خلل تو نہیں۔

(جواب) قدمین کا زمین پر رکھنا سجدہ میں ضروری ہے لیکن اگر زمین پر رکھنے کے بعد پھر دونوں قدم زمین سے اٹھ گئے یا اٹھنے کے بعد پھر زمین پر رکھ لئے تو نماز ہوگئی۔ (۳) فقط۔

---

(۱) ومنها القعود الا خیر والذی یظهر انه شرط لانه شرع للخروج (درمختار) وبین فی الا مداد الثمرة بانه لواتی بالقعدة نائما تعتبر علی القول بشرطیتها لا رکنیتها وعزاه الی التحقیق والاصح عدم اعتبارها کما فی شرح المنیه (ردالمحتار باب صفة الصلوة ص ۴۱۷ ط.س ج ۱ ص ۴۴۸) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب صفة الصلوة بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴ ط.س ج ۱ ص ۴۴۴. ۱۲ ظفیر. (۳) وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحده نحو القبلة والا لم تجز والناس عنه غافلون (درمختار) قوله وفیه ای فی شرح الملتقی وکذا قال فی الهدایة واما وضع القدمین فقد ذکر القدوری انه فرض فی السجود اه فاذا سجدورفع اصابع رجلیه لا یجوز کذا ذکره الکرخی والجصاص ولو وضع احدهما جاز الخ فصار فی المسئلة ثلاث روایات الا ولی فرضیة وضعهما الثانیة فرضیة احداهما ،الثالثة عدم الفرضیة الخ والحاصل ان المشهور فی کتب المذهب اعتماد الفرضیة والارجح من حیث الدلیل والقواعد عدم الفرضیة الخ ثم الا وجه حمل عدم الفرضیة علی الوجوب والله اعلم الخ وفی البزازیة والمراد بوضع القدم هنا وضع الا صابع او جزء من القدم وان وضع اصبعا واحدة او ظهر القدم بلا اصابع ان وضع مع ذالک احدی قدمیه صح والا لا (ردالمحتار. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۲۶ ط.س ج ۱ ص ۴۹۹) ظفیر.

کیا اس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز جائز ہے جو چلتا پھرتا ہے:۔

(سوال ۲۵۴) جو شخص چل پھر کر اچھی طرح اپنی ضرورت پوری کر سکے اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو بیٹھ کر نماز فرض پڑھنا درست نہیں۔ (۱) فقط

## فصل ثانی۔ واجبات صلوٰۃ

نوافل میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۵) نوافل رباعی میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے یا فرض۔

(جواب) واجب ہے کما فی الدر المختار ولها واجبات الخ والقعود الاول ولو فی نفل فی الاصح. (۲) فقط۔

رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا چاہئے:۔

(سوال ۲۵۶/ ۱) بعض لوگ رکوع کر کے سیدھے کھڑے نہیں ہوتے سجدے میں چلے جاتے ہیں، نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

پہلے سجدہ سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کرے ورنہ اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۲۵۷/ ۲) بہت سے لوگ سجدہ سے چار انگل اٹھ کر دوسرا سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہوں تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے اور وہ نماز قابل اعادہ ہے۔ (۳)

(۲) بقول بعض محققین اس میں ترک واجب ہے اور ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ومنها القیام الخ فی فرض وملحق به کنذر وسنة فجر فی الاصح لقادر علیه وعلی السجود فلو قدر علیه دون السجود ندب ایماء ہ قاعدا و کذا من یسیل جرحه لو سجد (درمختار) لقادر علیه فلو عجز عنه حقیقة وهو ظاهر او حکما کما لو حصل له به الم شدید او خاف زیادة المرض الخ فانه یسقط (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ۱ ص ۵۱۲. ط. س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب فی واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴ و ج ۱ ص ۴۳۴. ط. س. ج ۱ ص ۴۵۶. ۱۲ ظفیر قوله ولو فی نفل لانه وان کان کل شفع منه صلاة علی حدث حتی افترضت القرائة فی جمیع لکن القعدة انما فرضت للخروج من الصلاة فاذا قام الی الثالثة تبین ان ماقبلها لم یکن اوان الخروج من الصلاة فلم تبق القعدة فرضیه (رد المحتار باب ایضا ج ۱ ص ۴۳۴. ط. س. ج ۱ ص ۴۶۵) ظفیر

(۳ و ۴) ولها واجبات الخ وهی قراء ۃ فاتحة الکتاب الخ وتعدیل الارکان ای تسکین الجوارح قدر تسبیحة فی الرکوع والسجود وکذا فی الرفع منهما علی ما اختاره الکمال (درمختار) قوله وکذا لرفع الخ ای یجب التعدیل ایضا فی القومة من الرکوع والجلسة بین السجدتین وتضمن کلامه وجوب نفس القومة والجلسة ایضا الخ حتی لو ترکها او شیئا منها ساهیا یلزمه السهو ولو عمل یکره اشد الکراهة ویلزمه ان یعید الصلاة الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاۃ مطلب واجبات الصلاۃ ج ۱ ص ۴۲۴ و ج ۱ ص ۴۳۲. ط. س. ج ۱ ص ۴۵۶ ... ۴۶۴) ظفیر

## تشہد نماز میں واجب ہے:۔

(سوال ۲۵۸) تشہد نماز میں افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) تشہد یعنی التحیات پڑھنا نماز میں واجب اور ضروری ہے۔ (۱) فقط۔

## فرضوں کی دو رکعت خالی اور سنتوں کی سب بھری میں کیا حکمت ہے:۔

(سوال ۲۵۹) فرضوں میں دو رکعت خالی پڑھی جاتی ہیں اور سنتوں میں بھری اس میں کیا حکمت ہے۔

(جواب) فرضوں میں دو رکعت کا خالی رکھنا یا صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا وارد ہوا اس وجہ سے ان کو خالی رکھتے ہیں۔ (۲) اور سنتوں میں اور نفلوں میں ہر ایک شفعہ نماز کا علیحدہ ہے اس واسطے سب رکعتوں کو بھری پڑھنا چاہئے۔ (۳) فقط۔

## کیا ہر مکروہ تحریمی سے نماز کا اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۲۶۰) ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مکروہ تحریمی فعل سے بے شک اعادہ نماز کا واجب ہوتا ہے (۴) اور تفصیل کا اس وقت موقع نہیں ہے۔ فقط۔

## بغیر تعدیل ارکان جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۶۱) ایک شخص کی عمر بیس سال کی ہے اس عرصہ میں اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی صرف دو ٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے۔ یہ نمازیں ہوئیں یا نہیں۔ اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے یا سنت بھی۔

(جواب) جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں اگرچہ وہ ہو گئیں ہیں لیکن ان کا اعادہ (دہرالینا) اچھا ہے۔ (۵) فرض اور وتر کا اعادہ کرے، سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔

# فصل ثالث۔ سنن و کیفیت نماز

## تسبیحات رکوع و سجود کی تعداد:۔

(سوال ۲۶۲) نماز میں تسبیحات رکوع و سجود دس مرتبہ اور تین مرتبہ سے زیادہ کہنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا مستحسن۔ قومہ

(۱) ومنها قراءة التشهد فانها واجبة في القعدتين الاولى والاخيرة الخ فاوجب السجود بترك التشهد في القعدة الاولى كما في القعدة الاخيرة وهو ظاهر الرواية (غنية المستملي ص ۲۹۰) ظفير۔

(۲) وعن ابي قتادة قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في الظهر في الاوليين بام الكتاب وسورتين وفي الركعتين الاخريين بام الكتاب ...... وهكذا في العصر (مشكوة باب القرأة في الصلوة ص ۷۹) ظفير۔

(۳) وضم سورة الخ في الاوليين من الفرض الخ وفي جميع ركعات النفل لان كل شفع منه صلوٰة (الدر المختار على هامش رد المختار. باب صفة الصلوة واجبات الصلوة ج ۱ ص ۴۲۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفير۔

(۴) وكذا كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب شروط الصلوة ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷) ظفير۔ (۵) ولها واجبات لاتفسد بتركها وتعاد وجوبا في العمد والسهو ان لم يسجد له وان لم يعدها يكون فاسقا آثما الخ وهي قرأة فاتحة الخ وتعديل الاركان (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوة ج ۱ ص ۴۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶) ظفير۔

میں ربنا لک الحمد کہنا سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد مستحسن ہے یا نہیں۔ جلسہ میں رب اغفرلی وارحمنی وعافنی واهدنی وارزقنی کہنا مستحسن ہے یا نہیں۔

(جواب) تین مرتبہ تسبیح رکوع وسجود سے سنت تسبیح ادا ہو جاتی ہے اور فرائض میں تخفیف کا حکم ہے اس لئے برعایت مقتدیان زیادہ تطویل نہ کرنی چاہئے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہ کو تطویل قراءت کرنے سے افتان انت (۱) فرمایا۔ حالانکہ قراءت افضل اجزائے صلوٰۃ ہے لیکن تین سے زیادہ ہونے کو حنفیہ مکروہ نہیں فرماتے (۲) اور سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا لک الحمد کہنا بھی مستحب ہے۔ (۳) اسی طرح جلسہ میں رب اغفرلی الخ کہنا جائز و مستحسن ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ ادعیہ واذکار نوافل میں پڑھے اور فرائض میں تخفیف رکھے۔ (۴) جیسا کہ امر فلیخفف الحدیث (۵) اس کو مقتضی ہے و اذا اراد اللہ بعبد خیراً یفقه فی الدین. (۶) فقط۔

## رفع یدین کہاں ہے:۔

(سوال ۲۶۳) رفع یدین سوائے تکبیر اولی کے حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہ نہیں کرتے تھے عن براء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا کبر لا فتتاح الصلوٰة رفع یدیه حتی یکون ابهاماه قریباً من شحمتی اذنیه ثم لا یعود . (۷) عن الا سود قال رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیه فی اول تکبیره ثم لا یعود . قال ابو جعفر الطحاوی فهذا عمر رضی اللہ عنه لم یکن یرفع یدیه ایضاً الافی التکبیرة الاولی فی هذا الحدیث. وهو حدیث صحیح الخ وفعل عمر هذا وترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ایاه علی ذلک دلیل صحیح ان ذلک هو الحق الذی لا ینبغی لا حد خلافه. (۸)

(۱) مشکوٰة باب القراءة فی الصلوٰة فصل الاول ص ۷۹ عن البخاری ومسلم ۱۲ ظفیر۔
(۲) ویقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثلاثا وذالک ادناه فلو ترک التسبیح اصلا لایأتی به مرة واحدة یجوز ویکره (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۷۹ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۴) ویقول فی سجوده سبحان ربی الا علی ثلاثا وذالک ادناه کذافی المحیط ویستحب ان یزید علی الثلاث فی الرکوع والسجود بعد ان یختم بالوتر کذا فی الهدایة فالا دنی فیها ثلاث مرات والاوسط خمس مرات والا کمل سبع مرات کذا فی الزاد ، وان کان اماما لا یزید علی وجه یمل القوم کذافی الهدایة (عالمگیری مصری. الباب الرابع فی صفة الصلاة فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۵) ظفیر مفتاحی۔
(۳) ان کان امامایقول سمع اللہ لمن حمده بالا جماع وان کان مقتدیا یاتی بالتحمید ولا یاتی بالتسمیع بلا خلاف ، وان کان منفرد الا صح انه یاتی بهما کذا فی المحیط وعلیه الا عتماد کذافی التارخانیة وهو الا صح هکذا فی الهدایة ثم فی الروایة یجمع یاتی بالتسمیع حالا الارتفاع واذا ستوی قائما قال ربنالک الحمد کذا فی الزاهدی وهو الصحیح کذافی القنیة (عالمگیری مصری باب ایضا ج ۱ ۷۰) ظفیر (۴) والسنة فیه ان یرفع راسه حتی یستوی جالسا ولیس فی هذاالجلوس ذکر مسنون عندنا هکذا فی الجواهر النیرة (عالمگیری ج ۱ ص ۷۰. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۵) ظفیر. قال ابو یوسف سألت الامام ای قول الرجل اذا رفع من الرکوع والسجود اللهم اغفرلی قال یقول ربنا لک الحمد وسکت الخ اقول فیه اشارة الی انه غیر مکروه اذ لو کان مکروها لنهی عنه کما ینهی عن القراءة فی الرکوع والسجود وعدم کونه مسنونا لا ینا فی الجواز کا لتسمیة بین الفاتحة والسورة بل ینبغی ان یندب الدعاء بالمغفرة بین السجدتین خروجا من خلاف الا مام احمد لا بطاله الصلوٰة بترکه عامدا ، ولم ارمن صرح بذالک عندنا لکن صرحوا باستحباب مراعاة الخلاف (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۷۲ ط. س. ج ۱ ص ۵۰۵) ظفیر. (۵) وہ حدیث یہ ہے۔ عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا صلی احد کم للناس فلیخفف فان فیهم السقیم والضعیف والکبیر واذا صلی احدکم لنفسه فلیطول ماشاء متفق علیه (مشکوٰة. باب ماعلی الا مام ص ۱۰۱) ظفیر غفرله. (۶) دیکھئے مشکوٰة. کتاب العلم فصل اول ص ۳۲. الفاظ مشکوٰة والی حدیث میں یہ ہیں من یرد اللہ به خیرا یفقه فی الدین ۱۲ ظفیر۔
(۷) شرح معانی الا ثار باب ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذالک رفع ام لا ج ۱ ص ۱۳۲ ۱۲ ظفیر (۸) ایضا ص ۱۳۳ وص ۱۳۴ ۱۲ ظفیر۔

رفع یدین سے منسوخ ہونے کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۲۶۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے اس کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے (دلیل) والدلیل المحمل للکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن وعد منھا تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرۃ القنوت والعیدین وذکر الاربع فی الحج . کذا فی الھدایۃ ثم ھذا عندنا وقال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ یرفع یدیہ عند الرکوع والرفع منہ لانہ علیہ السلام فعل ذلک ، ولنا ماروینا وما رواہ محمول علی الابتداء وکذا نقل عن ابن زبیر رضی اللہ عنہ فانہ رأی رجلاً فیفعل ھذا فقال لہ لا تفعل لیس ھذا بشئی فانہ شئی فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترک کذا فی الھدایۃ(۱) والکفایہ وقدروی الطبرانی بسندہ عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکیم عن المقسم عن ابن عباس عند علیہ الصلوۃ والسلام (۲) فقط۔

نیت کے بعد ہاتھ باندھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۲۶۵) نماز کی نیت کر کے ہاتھ نیچے کو چھوڑ کر زیر ناف باندھے یا کانوں تک ہاتھ اٹھا کر زیر ناف باندھے۔

(جواب) کانوں تک ہاتھ اٹھا کر نیت باندھیں اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔(۳)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۲۶۶ / ۱) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا شرطیں ہیں۔ ہمارے مدرسہ کے مدرس مولوی حیدر علی کہتے ہیں کہ جو لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور چوتڑ اٹھا کر سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی بلکہ عورتوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے۔

بیٹھ کر نماز کی شرطیں کیا ہیں:۔

(سوال ۲۶۷ / ۲) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا کیا شرطیں ہیں۔

(جواب) (۱) یہ قول ان کا غلط ہے۔ مردوں کو عورتوں کی طرح نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ مردوں کو سجدہ میں پچھلا حصہ اٹھانا چاہئے۔(۴)

---

(۱) دیکھئے ھدایہ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص وفتح القدیر باب ایضا ص ۲۶۸ ، ۱۲ ظفیر.
(۲) فتح القدیر باب ایضا ج ۱ ص ۲۹۹ ، ۱۲ ظفیر. (۳) ورفع یدیہ الخ ماسا بابھا میہ شحمتی اذنیہ الخ ووضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل ج ۱ ص ۴۵۰ ط.س ج ۱ ص ۴۷۴ ــ ۴۷۶) ظفیر. (۴) ویضع یدیہ فی السجود حذاء اذنیہ الخ ولا یفترش ذراعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ والمرأۃ لا تجافی فی رکوعھا وسجودھا وتقعد علی رجلیھا وفی السجدۃ تفترش بطنھا علی فخذیھا (عالمگیری باب رابع صفۃ الصلوۃ فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر. ویظھر عضدیہ الخ ویباعد بطنہ عن فخذیہ الخ والمرأۃ تنخفض فلا تبدی عضدیھا وتلصق بطنھا بفخذیھا الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل تالیف الصلوۃ ج ۱ ص ۴۶۰ ط.س ج ۱ ص ۵۰۴ ــ ۵۰۴) ظفیر

(۲) نوافل میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بلا عذر بھی اجازت ہے اور فرائض و واجبات میں بلا عذر اجازت نہیں اور سنن مؤکدہ کو بھی بلا عذر بیٹھ کر نہ پڑھے۔(۱) فقط۔

## عدم رفع یدین کے سلسلہ کی ایک حدیث کا حال:۔

(سوال ۲۶۸) روایت کی وکیع نے اعمش سے، انہوں نے مسیب بن رافع سے، انہوں نے تمیم بن طرفہ سے، انہوں نے جابر بن سمرۃ سے۔ انہوں نے کہا کہ آئے ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ اور ہم لوگ اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے نماز میں تو فرمایا کہ کیا حال ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ اٹھاتے ہو نماز میں جیسی دم ہو سرکش گھوڑے کی۔ اطمینان سے رہو نماز میں۔ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے؟

(جواب) اس میں اختلاف ہے اور تحقیق اس کی فتح القدیر میں اس طرح ہے عن جابر بن سمرۃ قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس رافعوا ایدھم. قال زھیر اراہ قال فی الصلوٰۃ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذ ناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ (۲) یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حدیث مطلقاً حالت صلوٰۃ میں ہے۔ فقط۔

## عورت سجدہ اور جلسہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۲۶۹) عورت کو سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنا چاہئے۔

(جواب) عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔ فی الشامی انھا لا تنصب اصابع القدمین.(۳) پس سجدہ اور جلسہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔ فی الشامی. وتتورک فی التشھد الخ.(۴) فقط۔

## بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اس سلسلہ میں ایک غلط روایت:۔

(سوال ۲۷۰) من صلی قاعدا لایرفع الا لیتین فی الرکوع والسجود فان رفع الیتین فیھما تفسد صلوته الخ. یہ روایت صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ روایت خلاف قواعد ہے اور بے اصل ہے اور کسی کتاب معتبر میں نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں جو عام حکم سجدہ کے بارے میں ہے ویظھر عضدیه ویباعد بطنه عن فخذیه (درمختار) (۵) یہ حکم سجدہ مصلی قائم اور قاعد دونوں

(۱) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدا لا مضطجعا الا بعذر (درمختار) یتنفل الخ ای فی غیر سنة الفجر فی الاصح کما قدمه المصنف بخلاف سنة التراویح لانھا دونھا فی التاکد فتصح قاعدا وان خالف المتوارث الخ ( ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج۱ ص ۶۵۲. ط.س ج۱ص۳۶) ظفیر (۲) دیکھئے البنایه فی شرح الھدایه کشوری جلد اول ص ۶۲۲ ط س ج ۱ص ۴۹۹. ۱۲ ظفیر (۳) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج۱ ص ۴۷۱. ۱۲ ظفیر (۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج۱ ص ۴۷۱.ط.س.ج۱ص۴۹۹) ظفیر. (۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ فصل اذا اراد الشروع ج۱ ص ۴۷۰.ط.س.ج۱ص۴۹۸. ۱۲ ظفیر

کو شامل ہے اور رفع الیدین اس میں لازم ہے۔ فقط۔

## سورہ سے پہلے بسم اللہ ملانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۲۱/۱) نماز میں الحمد شریف کے بعد سورۃ ملانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر سورۃ ملانا جائز ہے یا نہیں۔

## تحیات میں انگلیوں کا حلقہ:۔

(سوال ۲۷۲۲/۲) التحیات میں کلمہ شہادت کے اوپر انگلی کا حلقہ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) الحمد شریف کے بعد سورۃ سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔(۱) فقط۔

(۲) التحیات میں انگشت وسطی اور انگوٹھے کا حلقہ کرنا اور انگشت سبابہ سے اشارہ کرنا سنت ہے۔(۲)

## اگر آمین اس طرح کہے کہ ایک دو آدمی سن لیں تو یہ کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۳) اگر کوئی شخص نماز میں آمین ایسے طور پر کہے کہ ایک دو آدمی قریب کے سن لیں تو عندالاحناف نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جہر نہیں وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔ کما قال فی الدر المختار وادنی المخافۃ اسماع نفسہ ومن بقربہ ولو سمع رجل اورجلان فلیس بجھر الخ .(۳)

## سجدۂ شکر کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۴) سجدۂ شکر کا کیا حکم اور بعد صلاۃ کرنا چاہئے یا کس وقت اور بعد نماز بلا وجہ سجدہ کرنا کیسا ہے۔

(جواب) سجدۂ شکر عند تجدد النعمت مستحب ہے۔ فی الدر المختار وسجدۃ الشکر مستحبۃ(۴) اور بعد نماز کے بلا وجہ مکروہ ہے کما فیہ ایضاً لکنھا تکرہ بعد الصلوٰۃ لان الجھلۃ یعتقدو نھا سنۃ اوواجبۃ وکل مباح یوذی الیہ فھو مکروہ.(۵) الخ۔ فقط

---

(۱) ولا تسن (ای التسمیۃ) بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃ، ولا یکرہ اتفاقاً وما صحح الزاھدی من وجوبھا ضعفہ فی البحر (درمختار) قلت محمد تسن ان خافت لا ان جھر الخ وذکر فی المصفی ان الفتوی علی قول ابی یوسف انہ یسمی فی اول کل رکعۃ ویخفیھا وذکر فی المحیط المختار قول محمد وھو ان یُسمی قبل الفاتحۃ وقبل کل سورۃ فی کل رکعۃ الخ قولہ ولا تکرہ الخ ولھذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبیٰ بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروءۃ سرا او جھر اکان حسنا عند ابی حنیفۃ رحمہ المحقق ابن الھمام وتلمیذہ الحلبی (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ قبیل مطلب قراءۃ البسملۃ ج ۱ ص ۴۵۷ وج ۱ ص ۳۵۸ ط.س ج ۱ ص ۴۹۰) ظفیر. (۲) لکن المعتمد الخ انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلاۃ والسلام (درمختار) فھو صریح فی ان المفتی بہ ھو الا شارۃ بالمسبحۃ مع عقد الا صابع الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۵ ط.س ج ۱ ص ۵۰۸) ظفیر. (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۸ ط.س ج ۱ ص ۵۳۴ ..... ۱۲۵۳۵ ظفیر. (۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب سجود التلاوۃ مطلب فی سجدات الشکر ج ۱ ص ۷۳۱ ط.س ج ۲ ص ۱۱۹ . ۱۲ ظفیر. (۵) ایضا.

## رکوع سے اٹھتے وقت مقتدی ربنا لک الحمد کے ساتھ اللّٰھم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۷۵) امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی زیادہ کرے، اور احسن کیا ہے۔

(جواب) امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی صرف ربنالک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی بڑھا دیوے تو بہتر ہے۔ حدیث شریف میں دونوں وارد ہیں۔ اور بعض احادیث میں واو کی زیادتی بھی وارد ہے یعنی اللّٰھم ربناو لک الحمد۔ پس جو لفظ کہہ لیوے کافی ہے اور سنت ادا ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

## السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے:۔

(سوال ۲۷۶) مقتدی کا سانس سلام پھیرتے وقت السلام علیکم کہنے میں امام سے پہلے ٹوٹ جاوے تو مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

(جواب) مقتدی کی نماز میں اس صورت میں کچھ خلل نہیں آیا۔(۲) فقط۔

## اللہ اکبر میں راء کو دال کی آواز سے ادا کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۷) زید کا بخیال اس کے کہ عام لوگ تکبیر انتقالی نماز میں اللہ اکبر کی را کو اس قدر کھینچتے ہیں کہ اس کی وجہ سے نماز میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کی را کو اس طرح خارج کرنا کہ بجائے ر کے عام لوگ دال محسوس کریں شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) ایسا نہ کرنا چاہئے تبدیلی حروف جائز نہیں ہے۔(۳)

## سجدہ کا طریقہ:۔

(سوال ۲۷۸) سجدہ میں ران اور پنڈلی کو کتنا کشادہ کیا جائے۔ کیا زاویہ قائمہ بنانا چاہئے یا کیا۔

(جواب) درمختار میں ہے ویظهر عضدیه فی غیر زحمة ویبا عد بطنه عن فخذیه لیظهر کل عضو بنفسه الخ.(۴) پس معلوم ہوا کہ سجدہ میں سنت اسی قدر ہے اور زاویہ قائمہ بنانا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ بھی جب ہے کہ جماعت میں نہ ہو تنہا ہو یا امام ہو ورنہ ایسا فعل نہ کرے جس سے دوسرے مقتدیوں کو ایذاء ہو۔ فقط۔

---

(۱) ویکتفی بالتحمید الموتم وافضله ربنا لک الحمد ثم حذف الواو ثم اللهم فقط الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۷) ظفیر.

(۲) لو اتم الموتم التشهد بان اسرع فیه وفرغ منه قبل اتمام امامه فاتی بما یخرجه من الصلاة کسلام و کلام اوقیام جاز ای صحت صلاته بحصوله بعد تمام الا رکان الخ وانما کره للموتم ذالک لترکه متابعة الا مام بلا عذر فلو به الخ فلا کراهة (رد المحتار. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۵) ظفیر.

(۳) تکبیر کے معنی "اللہ اکبر" کہنا ہے۔ اگر راء کو دال سے بدل کرے گا تو معنی تکبیر کا ادا نہ ہوگا۔ و جهر الا مام بالتکبیر بقدر حاجته بالدخول و الانتقال الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار. سنن صلاة ج ۱ ص ۴۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۳. ۱۲ ظفیر.

## عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کس طرح رکھیں:۔

(سوال ۲۷۹) عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی رکھیں یا بچھاویں۔

(جواب) عورتوں کی حق میں پاؤں کی انگلیاں کھڑا کرنا مشروع نہیں ہے وذکر فی البحر انها لا تنصب اصابع القدمین الخ۔شامی۔(۱) فقط۔

## امام ثناء پڑھ کر قراءت شروع کردے یا مقتدی کے پڑھنے کا انتظار کرے:۔

(سوال ۲۸۰) امام کو ثناء پڑھ کر مقتدیوں کی ثناء پڑھنے کا انتظار کرنا چاہئے یا قراءت شروع کردے۔

(جواب) نہیں۔(۲) فقط۔(انتظار نہ کرے؟)

## سلام پھیرتے وقت جو ملے وہ تشہد پورا کرے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸۱) جس شخص نے امام کی اقتداء سلام پھیرنے کے وقت کی ہوتو کیا بعد سلام امام اس کو تشہد پورا کرنا ضروری ہے۔

(جواب) شامی ج ۱ص۳۳۳ میں ہے کہ مختار اس صورت میں یہ ہے کہ تشہد پورا کر کے کھڑا ہو۔اور اگر پورا نہ کیا اور کھڑا ہوگیا تو یہ بھی جائز ہے۔(۳)

## امام کے سلام پھیرتے وقت مقتدی دعا پوری نہ کرسکا ہوتو کیا کرے:۔

(سوال ۲۸۲) امام سلام پھیر دے اور مقتدی کی کچھ دعا باقی ہوتو فوراً امام کے ساتھ سلام پھیر دے یا ختم کر کے سلام پھیرے۔

(جواب) اگر تھوڑی سی دعاء باقی رہی ہے تو جلدی سے پورا کر کے کچھ بعد میں سلام پھیر لے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) فقط

## جس مقیم نے مسافر امام کی اقتداء کی، وہ بقیہ رکعتوں میں تسمیع کہے یا تحمید:۔

(سوال ۲۸۳) مقیم نے مسافر کی اقتداء کی بعد میں اپنی رکعتوں میں صرف تحمید کہے یا تسمیع یا دونوں۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸ ظفیر۔

(۲) وقراء سبحانک اللهم الخ الا اذا شرع الا مام فی القراءة سواء کان مسبوقا او مدرکا وسواء کان امامه یجهر بالقراءة او لا فانه لا یاتی به الخ ادرک الا مام فی القیام یثنی مالم یبدء بالقراءة (الدر المختار . علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ فصل ج ۱ ص ۴۵۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۸)ظفیر (۳)وشمل باطلاقه مالوا قتدی به فی اثناء التشهد الا ول او الاخیر فحین قعد قام امامه او سلم ومقتضاه انه یتم ثم یقوم ولم اره صریحا ثم رایته فی الذخیرة ناقلا عن ابی اللیث المختار عندی انه یتم التشهد وان لم یفعل اجزاه( ردالمحتار باب صفة الصلاة ص ۴۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵ بعد مطلب فی اطاعة الرکوع للجانی )ظفیر.(۴)ولو سلم والموتم فی ادعیة التشهد تابعه لانها سنة والناس عنه غافلون (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ فصل بعد مطلب فی اطاعة رکوع للجانی ج ۱ ص ۴۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۶).

(جواب) بظاہر تسمیع وتحمید ہر دو افضل ہیں۔(۱) فقط۔

## فرض کے بعد آیۃ الکرسی:۔

(سوال ۲۸۴) امام کو بعد نماز فرض کس قدر مقدار سے آیۃ الکرسی پڑھتے رہنا چاہئے۔ امام دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے۔ کیا مقتدی کو اس کی پیروی لازم ہے یا دعاء پڑھ کر سنت میں مشغول ہو جاوے۔

(جواب) بعد فرض کے قبل سنت اگر آیۃ الکرسی وتسبیحات بعد الصلوٰۃ وغیرہ اوراد مختصرہ پوری کر کے سنت پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے اور وقت کی کچھ مقدار معین نہیں ہے لیکن زیادہ تاخیر نہ کرے۔(۲) اگر زیادہ اوراد پڑھنے ہوں تو بعد سنت کے پورا کر لیوے یہ بہتر ہے اور امام اگر دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے تو مقتدیوں کو اس کا اتباع لازم نہیں ہے ان کو اختیار ہے کہ وہ خواہ فوراً یا کچھ پڑھ کر سنتیں پڑھیں۔ فقط۔

## عصر وفجر میں دکھن جانب رخ کر کے دعا مانگنا:۔

(سوال ۱/۲۸۵) زید بعد سلام نماز عصر وفجر میں کبھی کبھی دکھن جانب پھر کر دعا مانگتا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔

## ہندوستان میں انصراف الی الیمین والیسار کا رواج:۔

(سوال ۲/۲۸۶) ہندوستان میں بھی علمائے کرام دکھن رخ ہو کر دعا کرتے ہیں یا نہ۔

## انصراف مذہب حنفی کی موافق ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳/۲۸۷) زید کا یہ فعل موافق مذہب امام ابوحنیفہؒ کے ہے یا مخالف۔

## حدیث میں انصراف کی مراد کیا ہے:۔

(سوال ۴/۲۸۸) حدیث میں ینصرف عن یمینه وعن یساره کا جو لفظ آتا ہے، آیا یہ انصراف للذہاب الی المنزل تھا یا انصراف للدعاء تھا۔

---

(۱) ویکتفی بالتحمید المؤتم وافضله اللهم ربنا ولک الحمد ثم حذف الواو ثم حذف اللهم فقط. ویجمع بینهما لو منفردا علی المعتمد یسمع رافعا ویحمد مستویا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۶۴ ط.س. ج ا ص ۴۹۷) ظفیر. (۲) ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الکمال قال الحلبی ان اریدبالکراهة التنزیهة ارتفع الخلاف (درمختار) فکان معناها الا ولی ان لا یقراء قبل السنة ولو فعل لا باس فافا وعدم سقوط السنة بذالک حتی اذا صلی بعد الا وراد تقع سنة لا علی وجه السنة ولذا قالوا لو تکلم بعد الفرض لا تسقط لکن ثوابها اقل فلا اقل من کون قراء ة الا وراد لا تسقطها الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ا ص ۴۹۴ ط.س. ج ا ص ۵۳۰) ظفیر.

## انصراف للدعاء کی دلیل :۔

(سوال ۵/۲۸۹) انصراف للدعاء کے عدم ثبوت پر اتر جانب پھر کر دعاء مانگنے کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) (۱) آنحضرت ﷺ اکثر داہنی طرف اور کبھی کبھی بائیں طرف بھی پھرتے تھے۔(۱) اسی لئے فقہاء کرام نے بھی دونوں طرف ہوکر بیٹھنے اور دعا مانگنے کو مستحب لکھا ہے۔(۲)

(۲) اکثر عوام وخواص زیادہ تر داہنی طرف پھر کر بیٹھتے ہیں اور گاہ گاہ بائیں طرف پھر کر بیٹھتے ہیں۔(۳)

(۳) کبھی کبھی بائیں طرف یعنی دکھن کی طرف منہ کر کے بیٹھنا فعل آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب بھی یہی ہے کہ کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی بیٹھنا اچھا ہے اور مستحب ہے۔ (۴)

(۴) اس انصراف کا مطلب انصراف للدعاء کا بھی ہوسکتا ہے۔(۵)

(۵) جب کہ انصراف، انصراف للدعاء کو شامل ہے تو یہی دلیل کافی ہے۔فقط۔

## تسبیحات رکوع وسجدہ میں بحمدہ کا اضافہ درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۹۰) زید اپنے فرض ونفلوں میں رکوع کے اندر **سبحان ربی العظیم و بحمدہ** اور سجدہ میں **سبحان ربی الا علیٰ و بحمدہ** پڑھتا ہے۔خالد کہتا ہے وبحمدہ پڑھنا کسی کتاب حنفی میں نہیں ہے۔اور نہ فقہاء نے لکھا ہے اور نہ حدیث سے ثابت ہے۔آیا خالد حق پر ہے یا زید۔

(جواب) احادیث میں تسبیح رکوع وسجود میں ایسا ہی وارد ہوا ہے جیسا کہ خالد کہتا ہے۔اور فقہاء حنفیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔(۶) باقی اگر بحمدہ کی زیادتی کردی جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔یہ کچھ اختلاف کرنے کی بات نہیں ہے۔فقط۔

## سلام کے بعد بغیر دعا مقتدی کا چل دینا کیسا ہے :۔

(سوال ۲۹۱) نماز پڑھ کر امام سے پہلے دعا مانگ کر بھاگ جانا کیسا ہے؟

(جواب) بے شک یہ فعل اگر بلاضرورت شرعی ہو تو خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اس کی عادت کر لینا گناہ ہے۔ **قال علیه الصلوٰۃ والسلام. انما جعل الامام لیؤتم به فقط. واللہ تعالیٰ اعلم.(فی المشکوۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم حضهم علی الصلوٰۃ ونها هم ان ینصر فوا قبل انصرافه من الصلوٰۃ رواه**

---

(۱) عن انس کان النبی صلی اللہ علیه وسلم ینصرف عن یمینه رواه مسلم عن عبداللہ بن مسعود قال لایجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوته یری ان حقا علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یساره متفق علیه (مشکوۃ باب الدعا فی التشهد ص ۸۷) ظفیر.

(۲) فاذا تمت صلوٰۃ الا مام فهو مخیران شاء انحرف عن سیاره وجعل القبلة عن یمینه وان شاء انحرف عن یمینه الخ وانشاء استقبل الناس بوجهه الخ هذا الخ اذا لم یکن بعد الصلوٰۃ المکتوبة تطوع کا لفرج والعصر (غنیة السمتملی ص ۳۳۰) ظفیر. (۳و۴) ایضا ۱۲ ظفیر.

(۵) والمراد من الا نصراف الا لتفات عن جهة الصلوٰۃ وهی القبلة اعم ان یجلس بعده اولا ، فلذا قال وان شاء ذهب الی جوائجه لانه قضی صلوته الخ (غنیة المستملی ص ۳۳۰) ظفیر.

(۶) ویضع یدیه معتد ابهما علی رکبتیه الخ ویسبح فیه واقله ثلثة (درمختار) السنة فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم (رد المحتار. باب صفة الصلوٰۃ قبیل، مطلب فی اطالة الرکوع للجائی ج ا ص ۴۶۰ وج ا ص ۴۶۲ .ط.س. ج ا ص ۴۹۳) ظفیر.

ابو داؤد وقدوۃ المشائخ شیخ عبدا لحق دھلویؒ در اشعۃ اللمعات ص ۷۴۴ فرمودہ نہی کردازیں کہ برگردند پیش از برگشتن وے ﷺ از نماز خود جیسا کہ پیشتر از حضرت سلام بدہندواز نماز برآیند یا بعد از سلام دادن پیشتر آنکہ آنحضرت برخیزد برخیزند منتظر ذکرودعاء ونشیند ونہی براول تحریمی است وبرثانی تنزیہی ست۔ انتہی۔ جمیل الرحمٰن۔

## درود میں سیدنا کا اضافہ کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۲) جو درود شریف بعد تشہد کے نماز میں پڑھا جاتا ہے اور بدوں لفظ سیدنا مروی ہے، آیا بلا سیدنا پڑھنا چاہئے۔ یا اضافہ لفظ سیدنا کیا جاوے۔

(جواب) اضافہ لفظ ''سیدنا'' میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن تشہد نماز میں جیسا کہ وارد ہوا ہے بلا لفظ ''سیدنا'' ویسا ہی بہتر ہے۔(۱)

## مقتدی کے بعد درود کی دعا پڑھنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو وہ کیا کرے:۔

(سوال ۲۹۳) اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی نے صرف التحیات اور صرف درود ہی پڑھا ہے۔ دعا نہیں پڑی تو کیا مقتدی کو بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دینا چاہئے یا دعاء پڑھ کر۔

(جواب) اس صورت میں مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دیوے۔(۲) فقط۔

## بعد نماز لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۴) بعد جماعت فرضوں کے سلام پھیرتے ہی لا الہ الا اللہ آواز بلند کہنا کیسا ہے۔

(جواب) یہ بھی جائز ہے لیکن خفیہ پڑھنا افضل ہے۔(۳) فقط۔

## رکوع میں تطبیق کی روایت:۔

(سوال ۲۹۵) مولوی ثناء اللہ اپنی کتاب ''اہل حدیث کا مذہب'' کے ص ۵۳ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ رکوع کے وقت چونکہ تطبیق کرتے تھے دونوں ہاتھوں کو زانو پر نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ان کا یہی مذہب ثابت ہے۔ لہذا یہ سنت صحیح ہے یا لغو۔

---

(۱) وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ وندب السیادۃ لان زیادۃ الا خبار بالواقع عین سلوک الادب فھو افضل من ترکہ ذکرہ الرملی الشافعی وغیرہ وما تنقل لا تسودونی فی الصلوۃ فکذب (درمختار) قال سئل محمد عن الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یقول اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد الخ وھی الموافقۃ لما فی الصحیحین وغیرھما الخ واعترض بان ھذا مخالف لمذ ھبنا لم امر من قول الا مام من انہ لو زاد فی تشھدہ او نقص فیہ کان مکروھا قلت فیہ نظر فان الصلوۃ زائدۃ علی التشھد( ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۸ وج ۱ ص ۴۷۹ .ط.س. ج ۱ ص ۵۱۲ )ظفیر.

(۲) ولو سلم (الا مام ) والموتم فی ادعیۃ التشھد تابعہ لا نھا سنۃ والناس عنہ غافلون (الدر المختار) قولہ فی ادعیۃ التشھد یشمل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رد المحتار. باب صفۃ الصلوۃ فصل اراد الشروع ج ۱ ص ۴۶۳ .ط.س. ج ۱ ص ۴۹۶ )ظفیر. (۳) وعن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر کل صلوۃ مکتوبۃ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ(مشکوۃ. باب الذکر بعد الصلوۃ ص ۸۸ )ظفیر.

(جواب) یہ قصہ تطبیق فی الرکوع کا صحیح ہے اس کی تاویل علماء نے یہ فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ اس کا نسخ ان کو معلوم نہ ہوا ہو یا ان کا مذہب تخییر کا ہو۔ والتفصیل فی الکتب۔(۱) فقط۔

## قعدۂ نماز میں مختلف دعاء:۔

(سوال ۲۹۶) اگر کوئی شخص قعدۂ نماز میں کبھی کوئی دعا اور کبھی کوئی دعا پڑھے تو عند الحنفیہ ممانعت تو نہیں ہے۔

(جواب) کچھ ممانعت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

## تسبیحات رکوع میں جو عظیم نہ کہہ سکے وہ کریم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۹۷) جو شخص سبحان ربی العظیم کے الفاظ کو ادا نہ کر سکے بلکہ رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی العجیم پڑھے اس کو بجائے عظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم درست ہے تاوقت یہ کہ وہ عظیم کا لفظ درست کریں۔(۳) فقط۔

## دونوں سجدوں کے درمیان دعا:۔

(سوال ۲۹۸) سجدتین کے درمیان یہ دعاء پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہم اغفرلی وارحمنی .الخ.

(جواب) یہ دعاء مابین السجدتین جائز ہے اور حدیث میں وارد ہے۔ دعاء یہ ہے اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی وارفعنی اجبرنی (۴) فقط۔

## انگشت شہادت اٹھانے کی وجہ:۔

(سوال ۲۹۹) التحیات میں بوقت کلمہ شہادت انگشت شہادت اٹھانے کا کیا سبب ہے۔

(جواب) التحیات میں بوقت کلمۂ شہادت انگشت سبابہ سے توحید کا اشارہ ہوتا ہے تاکہ جیسا کہ زبان سے اشھد ان لا الہ الا اللہ الخ کہا جاتا ہے جس کا مطلب توحید کا اقرار ہے۔ اسی طرح عملاً بھی افعال جوارح سے اس کو ظاہر کیا

---

(۱) عن عبدالرحمن السلمی قال قال لنا عمر بن الخطاب ان الرکب سنته لکم فخذو ابا لرکب الخ والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ومن بعد ھم لا اختلاف بینھم الا ماروی عن ابن مسعود و بعض اصحابہ انھم کانوا یطبقون، والتطبیق منسوخ عند اھل العلم .قال سعد بن ابی وقاص کنا نفعل ذالک فنھینا عنہ وامرنا ان نضع الا کف علی الرکب (ترمذی. باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع ج ۱ ص ۳۵) ظفیر

(۲) وصلی علی النبی علیہ السلام الخ ودعا بما یشبہ الفاظ القران والا دعیۃ الما ثورۃ لماروینا من حدیث ابن مسعود قال لہ النبی علیہ السلام ثم اختر من الدعاء الطیبھا واعجبھا الیک (ھدایہ باب صفۃالصلوۃ ج ۱ ص ۱۰۳) ظفیر

(۳) السنۃ فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم الا ان لا یحسن الظاء فیبدل بہ الکریم لئلا یجری علی لسانہ العزیم فتفسد بہ الصلوۃ کذا فی شرح در رالبحار فلیحفظ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۶۲ ظفیر

(۴) وعن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین السجدتین " اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی رواہ ابو داؤد والترمذی (مشکوۃ باب السجود وفضلہ ج ۱ ص ۸۴) ظفیر

جاوے۔(۱)فقط۔

## عورتوں کا سجدہ میں پاؤں داہنی جانب نکالنا ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۰۰) ہندوستان میں عورتیں سجدہ کی حالت میں دونوں پیر داہنی جانب نکال دیتی ہیں۔لیکن یہ امر کسی کتاب میں باوجود تتبع نظر سے نہیں گذرا۔ روایات عالمگیری وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں عورت کو پیر بٹھا لینا چاہئے کھڑے نہ کرے۔ داہنی طرف نکالنا ثابت نہیں ہوتا تحقیق کیا ہے۔

(جواب)اس بارہ میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اور جو روایات نقل فرمائی ہیں ایسا ہی شامی میں ہے اور کبیری شرح منیہ میں ہے واما المرأ ۃ فانها تنخفض ای تتظامن وتتسفل فی السجود وتلزق بطنها بفخذیها وتضم ضبعیها وهذا تفسیر الا نخفاض وذالک لان مبنی امرها علی الستر مکان السنة فی حقها ماکان استر من الهیئات الخ(۲)پس غالباً اس وجہ سے کہ پیروں کو باہر نکالنے میں تسفل اور انخفاض اور انضمام زیادہ ہوسکتا ہے اور تورک فی التشہد کے لئے تمہید ہے۔اس لئے یہ معمول ہوا۔ باقی اس سے زیادہ اس کی تحقیق احقر کو بھی نہیں ہے۔فقط۔

## سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۰۱) سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب)عندالحنفیہ سنت ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔(۳)فقط۔

## تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۰۲) تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے۔علمائے احناف میں اختلاف ہے۔بعض مستحب فرماتے ہیں۔اور خلاصہ کیدانی میں حرام لکھا ہے، وہ معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب)معتبر فقہاء نے رفع سبابہ کو سنت لکھا ہے اور مختار میں چند کتب کا حوالہ دے کر اس کو سنت ثابت کیا ہے اور عدم رفع کو خلاف روایت ودرایت لکھا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں مذہب امام اعظمؒ کا رفع سبابہ کا لکھا ہے۔پس خلاصہ کیدانی وغیرہ کے حوالہ سے اس کو حرام کہنا غلط ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔درمختار شامی فتح القدیر وغیرہ کو دیکھنا چاہئے۔ خلاصہ کیدانی کے قول کا اس بارہ میں اعتبار نہ کیا جاوے اس نے صریح غلطی کی ہے کہ فعل سنت کو حرام لکھا ہے۔(۴)فقط

---

(۱)پس آنحضرت اشارت می کرد بایں انگشت بوحد انیت حق تعالیٰ (اشعة اللمعات باب التشهد ج ۱ ص ۴۲۸)اشار باصبعه ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لهی اشد علی الشیطان من الحدید(مشکوة) بجہت اشارت کردن بوی توحید اثبات بر ایمان وقطع طمع شیطان از وقوع مصلی او شرک وکفر (ایضا ج ۱ ص ۴۳۴)(۲)غنیة المستملی ص ۳۱۳ ۱۲ (۳)وضع الرجل یمینه علی یساره تحت سرته الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۶)ظفیر.

(۴)ولایشیر بسبابته عن الشهادة وعلیه الفتوی کما فی الولوالجیة والتجنیس وعمدة المفتی وعامة الفتاوی. لکن المعتمد ما صححه الشراح ولاسیما المتأخرین کالکمال والحلبی والبهنسی والباقانی وشیخ الا سلام الجد وغیرهم انه یشیر لفعله علیه الصلوة والسلام ونسبوه محمده والا مام بل فی متن در رالبحار وشرحه غرر الا ذکار المفتی به عند نا انه یشیر با سطا اصا بعه کلها وفی الشرنبلالیة عن البرهان الصحیح انه یشیر بمسبحته وحدها یر فعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات، واحترزبا لصحیح عما قیل لا یشیر لا نه خلاف الدرایة والروایة وبقولنا بالمسبحة عما قیل بعقد عند الا شارة اه وفی العینی عن التحفة الا صح انها مستحبة وفی المحیط سنة(درمختار) وفی المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات هو قول ابی حنیفة ومحمد وکثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی اه فهو صریح ان المفتی به هو الا شارة بالمسبحة الخ (ردالمحتار. باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۴)ظفیر.

### رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ:۔

(سوال ۳۰۳) نمبر ۲۵۱۶ موصول ہوا۔ مخالفین نے الحمد للہ تسلیم کیا مگر یہ کہنا کہ کیدانی وغیرہ کے قول کو تمام علماء نے رد کیا مگر حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ نے مکتوب نمبر ۳۱۲ میں شرح لکھا ہے بلکہ مکتوب کے حاشیہ پر قول امام محمد در بارہ رفع سبابہ کو رد کیا ہے اور عدم رفع کو ترجیح دی ہے۔ شرعاً اس کا کیا جواب ہے۔

(جواب) حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد امجاد میں سے ہی بعض حضرات نے یہ تحقیق کی ہے کہ رفع سبابہ سنت سے ثابت ہے اس لئے اس پر عمل کرنا چاہئے اور جب کہ بہت سے فقہاء محققین حنفی نے رفع سبابہ کو ترجیح دی ہے اور اختیار کیا ہے تو مقلدین حنفیہ کو اپنے فقہاء کے قول کو لینا چاہئے جیسا کہ خود حضرت مجدد صاحبؒ نے اپنے مکتوبات میں بہت جگہ اس کی تصریح فرمائی ہے کہ احکام شریعت میں ائمہ مجتہدین اور فقہاء کے قول کو لینا ضروری ہے۔ اس میں حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی اور دیگر اولیاء کبار اور مجتہدین فی الطریقۃ کا قول معتبر نہیں اور ان کی تقلید جائز نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

### بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع کس طرح کیا جائے:۔

(سوال ۳۰۴) اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع کرنے کی کیا حد ہے۔

(جواب) وقال فی الشامی ولو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبته لیحصل الرکوع اه ..... قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع والا فقدعلمت حصوله باصل طاطاة الراس ای مع انحناء الظهر . (۲) الہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کمال رکوع یہ ہے کہ پیشانی رکبتین کے مقابل ہو جاوے۔ فقط۔

### بعد تکبیر تحریمہ دوسری دعائیں:۔

(سوال ۳۰۵) بعد تکبیر تحریمہ نماز فرض میں جو بجائے سبحانک اللّٰھم دوسری دعائیں کتب صحاح میں وارد ہیں ان کا پڑھنا نماز فرض میں منفرد کو کیسا ہے۔

(جواب) حنفیہ نے ان ادعیہ کو نوافل پر محمول کیا ہے۔ لہٰذا نوافل میں ہی ان کو پڑھے۔ (۳) فقط۔

### خشوع نہ ہونے کی صورت میں نفل کا اعادہ کیسا ہے:۔

(سوال ۳۰۶) اگر نماز میں خشوع نہ ہو اور اعادہ کرے تو کچھ حرج تو نہیں یا غیر اللہ کا خیال آنے سے نیت توڑ دے نفل میں ایسا کرنا کیسا ہے۔

---

(۱) والا صح کما فی السراجیة انه یفتی بقول الا مام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمة ج ۱ ص ۶۵ ط.س. ج ۱ ص ۷۰) ظفیر.

(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوة بحث الرکوع والسجود ۱ ص ۴۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) وقرأ کما کبر سبحانک اللهم الخ مقتصر اعلیه فلا یضم وجهت وجهی الا فی النافلة الخ (درمختار) لحمل ما ورد فی الاخبار علیها فیقرأ ه فیها جماعا الخ وفی الخزائن وما ورد محمول علی النافلة بعد الثناء فی الا صح ( ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۵۵ و ج ۱ ص ۴۵۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۸) ظفیر.

(جواب) اعادہ نہ کرے اور نیت بھی نہ توڑے ایسا کرنے سے شیطان کو زیادہ موقع وسوسہ کا ملتا ہے اس لئے نفل میں بھی نہ کرے۔(۱)

## تسبیح پُر نہ پڑھے تو کیا حرج ہے:۔

(سوال ۳۰۷) عامی لوگ نماز میں تسبیح رکوع سبحان ربی العظیم کو پر نہیں پڑھتے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

## قرأۃ دو ہی رکعت میں کیوں کی جاتی ہے:۔

(سوال ۳۰۸) دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری کیوں پڑھی جاتی ہیں۔

(جواب) احادیث اور آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھی اور آخر کی دو رکعت میں صرف الحمد پڑھی۔ اس واسطے حنفیہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔(۳) فقط۔

## نماز میں ہاتھ کہاں باندھا جائے:۔

(سوال ۳۰۹) نماز کے اندر ہاتھ باندھنا کہاں سے ثابت ہے دلائل نقلیہ روانہ فرمائیے۔

(جواب) وعن وائل بن حجر انه رای النبی صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰة کبر ثم التحف بثوبه ثم وضع یده الیمنیٰ علی الیسریٰ. الحدیث.(۴) رواه مسلم. وعن سهل بن سعد قال کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعه الیسرےٰ فی الصلوٰة. رواه البخاری.(۵) ان دونوں حدیثوں سے نماز میں ہاتھ باندھنا معلوم ہوا۔ فقط۔

## اللہ اکبر کی الف کو کھینچنا مفسد صلوٰۃ ہے:۔

(سوال ۳۱۰) ایک امام رکوع وغیرہ میں جاتے وقت آللہ اکبر کہتے ہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اللہ کی ہمزہ پر اور اسی طرح اکبر کے ہمزہ پر مد کرنا خطاء مفسد صلوٰۃ ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔(۶)

---

(۱) فلو اشتغل قلبه بتفکر مسئلة مثلاً فی اثناء الارکان فلا تستحب الاعادة وقال البقالی لم ینقص اجره الا قصر (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی حضور القلب والخشوع ج ۱ ص ۳۸۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۱۷) ظفیر.

(۲) والتسبیح فیه ثلاثا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۶) ظفیر.

(۳) عن ابی قتادة قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الظهر فی الاولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الایة احیانا الحدیث متفق علیه. (مشکوٰة باب القراءة فی الصلوٰة ص ۷۹) ظفیر. واکتفی المفترض فیما بعد الاولیین بالفاتحة فانها سنة علی الظاهر ولو زاد لاباس به (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۱) ظفیر.

(۴) مشکوٰة. باب صفة الصلوٰة ص ۷۵.

(۵) ایضا ۱۲ ظفیر.

(۶) اذا اراد الشروع فی الصلوٰة کبر الخ بالحذف اذا مد الهمزتین مفسد و تعمده کفر (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر

ایک استفسار کا جواب :۔

(سوال ۱۱ ۳) رسالہ اتمام الخشوع بھیجتا ہوں ملاحظہ فرما کر تصدیق وتنقید سے مطلع فرمایا جاوے۔

(جواب) بندہ نے رسالہ اتمام الخشوع کو دیکھا۔ کوئی حدیث صریح اس بارہ میں نقل نہیں کی گئی جس سے بعد الرکوع صراحۃً ہاتھ باندھنا معلوم ہو بلکہ روایت حضرت علیؓ جو ص ۷ کتاب مذکور میں منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :۔ انہ کان اذا قام الی الصلوۃ وضع یمینہ علی الشمال فلا یزال کذا لک حتی یرکع سے یہ معلوم ہوا کہ وضع یمین علی الشمال قبل الرکوع تک ہوتا تھا۔ بہر حال حنفیہ کثر ہم اللہ تعالیٰ اور جمہور سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ بعد الرکوع ہاتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ آپ بندہ کی رائے دریافت کرتے ہیں۔ بندہ کی رائے اپنے ائمہ اور جمہور کے خلاف کیسے ہوسکتی ہے۔ فقط۔

آمین آہستہ کہی جائے :۔

(سوال ۳۱۲) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے یا جہر سے۔

(جواب) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے حنفیہ کے نزدیک عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال امین وخفض بھا صوتہ ولما اختلف فی الحدیث عدل صاحب الھدایۃ الی ما روی عن ابن مسعود انہ کان یخفی فانہ یفید ان المعلوم منہ علیہ السلام الاخفاء قلت مع انہ الاصل فی الدعاء لقولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ. ولا شک ان امین دعاء فعند التعارض ترجح الاخفاء بذلک وبالقیاس علی سائر الاذکار والادعیۃ ولان امین لیس من القران اجماعاً فلا ینبغی ان یکون فیہ صوت القران کما لا یجوز کتابتہ فی المصحف.(۱)

رفع یدین :۔

(سوال ۳۱۳) رفع یدین کرنا کیسا ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے تکبیر اولیٰ کے حنفیہ کی نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہؓ نہیں کرتے تھے۔
عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لا فتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکون ابھاماہ قریبا من ...... شحمتی اذنیہ ثم لا یعود عن الاسود قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یرفع یدہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود . قال ابو جعفر فھذا عمر رضی اللہ عنہ لم یکن یرفع یدیہ ایضا الا فی التکبیرۃ الا ولیٰ فی ھذا الحدیث وھو حدیث صحیح وفعل عمر ھذا وترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ علی ذلک دلیل صحیح ان ذلک ھو الحق الذی لا

(۱) واسر الامام سرا کما مر ومقرر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۵۹ ط.س ج ۱ ص ۴۹۲) ظفیر

ینبغی لاحد خلافه .(۱)

## رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل:۔

(سوال ۳۱۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے والدلیل المجمل للکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن وعدمنها تکبیرة الا فتتاح وتکبیرة القنوت وتکبیرات العیدین وذکر الا ربع فی الحج کذا فی الھدایة ثم ھذا عند نا وقال الشافعی یرفع یدیه عند الرکوع والرفع منه لانه علیه السلام فعل ذلک ولنا ماروینا وما رواه محمول ابتداء کذا نقل عن ابن الزبیر رضی اللہ عنه فانه رأی رجلا یفعل ھذا فقال له لا تفعل لیس ھذا بشئی فعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم ترک کذا فی الھدایة. و الکفایة وقدروی الطبرانی بسنده عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکیم عن المقسم عن ابن عباس عنه علیه الصلوٰة والسلام.(۲)

## بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ:۔

(سوال ۳۱۵) نماز میں بسم اللہ سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے قبل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔

(جواب) عبارت درمختار میں لا تسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سریة ولا تکره اتفاقا(۳) الخ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا نہ مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے۔ اور محققین نے اس کو راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے شامی میں ہے ولذاصرح فی الذخیرة والمجتبی بانه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروء ة سراً او جھرا کان حسناً عند ابی حنیفة ورجحه المحقق ابن الھمام الخ .(۴) فقط

## تحت السرۃ ہاتھ باندھنا:۔

(سوال ۳۱۶) حنفیہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھتے ہیں فوق السرہ یا تحت السرہ۔ مفتی اور معمول بہ روایت کیا ہے۔ اولویت کس میں ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک تحت السرہ والی حدیث ماخوذ بہ اور معمول بہ ہے فوق السرہ والی حدیث معمول بہ نہیں ہے اور خلاف اولویت میں نماز ہر طرح ہوجاتی ہے۔(۵) فقط۔(یضعھما ای الرجل تحت السرة الخ قال الشیخ

---

(۱) شرح معانی الا ثار جلد اول ص ۱۳۲ و ۱۳۳ باب التکبیر للرکوع الخ. ظفیر.
(۲) دیکھئے ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۶ وفتح القدیر باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۲۶۸
(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ( ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰ ) ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب ایضاً ( ج ۱ ص ۴۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰ ) ظفیر.
(۵) ووضع لرجل یمینه علی یسار وتحت سرته اخذار سغھا بخنصره وابھامه ھو المختار (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۶ ) ظفیر.

كمال الدين بن الهمام كون الوضع تحت السرة او الصدر لم يثبت فيه حديث يوجب العمل فيحال على المعهود من وضعها حال كون قصد التعظيم فى القيام والمعهود فى الشاهد منه تحت السرة وذكر عن على من السنة فى الصلوة وضع الكف على الكف تحت السرة رواه ابو داؤد واحمد واللفظ له الخ غنية المستملى ص ۲۹۴ ظفیر۔)

## قرأت وتکبیر میں جہر کی مقدار:۔

(سوال ۳۱۷) نماز پڑھانے میں امام کا قراءۃ کرنا اور بعض تکبیرات کو اس طرح جہر سے بولنا کہ مسجد سے باہر سڑک تک سنائی دے اور بعض تکبیرات کو اس طرح آہستہ بولنا کہ دوسری تیسری صف والے بھی نہ سنیں۔ مثلاً تکبیر رکوع آہستہ آواز سے اور تکبیر قومہ بہت زور سے اور تکبیر سجود آہستہ اور تکبیر جلسہ پکار کے۔ ایسا کرنا سنت ہے یا بدعت یا کیا ہے۔ کیا اسی طرح سے کوئی تکبیر اونچی اور کوئی نیچی قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا اختراعی ہے۔ بینوا توجروا۔

(جواب) امام کو قراءت اور تکبیرات کے جہر میں طریق اوسط کو اختیار کرنا چاہئے اور قدر حاجت کے موافق جہر کرنا چاہئے اور یہ فرق اور تفاوت مابین التکبیرات کے کہ بعض کو جہر مفرط سے ادا کرنا اور بعض میں قدر حاجت سے بھی کم کر دینا مذموم اور بے اصل ہے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ (۱) صرف سلام میں تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ دوسرے سلام کو پہلے سلام سے کچھ پست آواز سے کہے۔ كما فى الدر المختار. وسن جعل الثانى اخفض من الاول الخ۔ (۲) پس ماسوا اس کے اور کسی جگہ جہر میں تفاوت درجات نہیں ہے۔ فقط۔

## تشہد میں انگشت شہادت اٹھانا:۔

(سوال ۳۱۸) تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا مسنون ہے یا نہیں۔

(جواب) روایات متعلق رفع سبابہ۔ فى الدر المختار لكن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتاخرون كالكمال والحلبى البهنسى والباقانى وشيخ الاسلام الجد وغيرهم انه يشير لفعله عليه الصلوة والسلام ونسبوه لمحمد والامام بل فى متن درر البحار وشرحه غرر الاذكار المفتى به عندنا انه يشير الخ وفى الشرنبلالية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحته وحدها يرفعها عند النفى ويضعها عند الاثبات واحترز بالصحيح عما قيل لا يشير لانه خلاف الدراية والرواية الخ درمختار۔ (۳) اور شامی میں ہے وفى المحيط انها سنة يرفعها عند النفى ويضعها عند الاثبات وهو

(۱) ويجهر الامام وجوبا بحسب الجماعة فان زاد عليه اساء (درمختار) وفى الزاهدى عن ابى جعفر لو زاد على الحاجة فهو افضل الا اذا اجهد نفسه او آذى غيره قهستانى (ردالمحتار فصل فى القرأة ج ۱ ص ۴۹۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۲) وجهر الامام بالتكبير بقدر حاجته الاعلام بالدخول والانتقال وكذا بالتسميع والسلام واما الموتم والمنفرد فيسمع نفسه (درمختار) قوله بقدر حاجته للاعلام الخ وان زاد كره ط قلت هذا اذا يفحش الخ والزائد على قدر الحاجة كما هو مكروه للامام يكره للمبلغ (ردالمحتار باب صفة الصلوة مطلب فى التبليغ خلف الامام ج ۱ ص ۴۴۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفير
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۲۶. ۱۲ ظفير
(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۴ وج ۱ ص ۴۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲

قول ابی حنیفة رحمة اللہ علیہ و محمد رحمة اللہ علیہ و کثرت بہ الا ثار والاخبار فالعمل بہ اولی اہ فهو صريح في ان المفتى به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع الخ.

وقال في الشرح الكبير قبض الا صابع عند الا شارة هو المروى عن محمدفي كيفية الاشارة وكذا عن ابى يوسف في الامالي وهذا فرع تصحيح الا شارة وعن كثير من المشايخ لا يشير اصلا وهو خلاف الدراية والرواية فعن محمد رحمه الله ان ما ذكره في كيفية الا شارة قول ابى حنيفة رحمة الله عليه انتهى ومثله في فتح القدير وفي القهستاني وعن اصحابنا جميعا انه سنة فيحلق ابهامه اليمنى ووسطاها ملصقا راسها براسها ويشير بالسبابة الخ شامی(۱)ص۴۴۳ جلد اول (ان روایات سے معلوم ہوا کہ تشہد میں انگشت شہادۃ اٹھانا مسنون ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے انگوٹھا اور بیچ کی دونوں کے سرا کو ملا کر حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ظفیر)

## عورت جلسہ اور سجدہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۳۱۹) عورت کو سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنے چاہئیں۔

(جواب) عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔فی الشامی .انها لا تنصب اصابع القدمين(۲) پس جلسہ وسجدہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔في الشامي . وتتورك في التشهد الخ.(۳)

## ایک چٹائی پر مرد وعورت نماز پڑھ سکتے ہیں:۔

(سوال ۳۲۰) ایک چٹائی پر مرد و عورت خواہ محرم ہوں یا غیر منکوحہ برابر کھڑے ہوکر نماز ادا کریں تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اگر ہر ایک اپنی اپنی نماز علیحدہ پڑھتا ہے تو نماز صحیح ہے۔ مرد اجنبی عورت کے برابر کھڑا ہونا برا ہے۔(۴) اور اگر ایک نماز میں شرکت ہے تو نماز نہ ہوگی۔(۵) والتفصيل في كتب الفقه فقط۔

## بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ سراً ہے یا جہراً:۔

(سوال ۳۲۱) نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔صاحب ہدایہ تسمیہ کو ابتداء سورۃ میں منع کرتے ہیں اور صاحب درمختار مستحب کہتے ہیں ان دونوں میں سے کون صحیح

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوة مطلب مهم في عقد الا صابع عند التشهد ص ۴۷۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۱۰. ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۱ ۱۲ ظفير (۳) ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ۴۷۱ .ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸ ۱۲ ظفير (۴)فمحاذاة المصلية لمصل ليس في صلاتها مكروهة لا مفسد (درمختار)قوله ليس في صلاتها بان صليا منفردين او مقتديا احدهما بامام لم يقتد به الآخر شرح المنية(ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۷ .ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴)ظفير (۵)واذا حاذته ولو بعضو واحد امرأة ولو امة مشتهاة الخ ولا حائل بينهما في صلوٰة الخ مطلقة مشتركة تحريمة واداء الخ فسدت صلاته (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴ .ط.س. ج ۱ ص ۵۷۲)ظفير

اور قابل عمل ہے اور دوسرے کا کیا جواب اور نیز فاتحہ کے ابتداء میں تسمیہ کا حکم اس کے موافق ہے یا مخالف۔ مخالف ہے تو کیوں۔

(جواب) عبارت درمختار یہ ہے لا تسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سرية ولا تكره اتفاقا الخ(۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے اور محققین نے یہ راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے۔ شامی میں ہے ولذا صرح فی الذخیرة والمجتبیٰ انه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروءة سراً اوجهراً كان حسناً عند ابی حنيفة رحمة الله عليه ورجحه المحقق ابن الهمام الخ (۲) (بسم اللہ آہستہ پڑھی جائے گی اما الموضع الرابع فانها تخفی عند نا الخ عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسر ببسم الله الرحمن الرحيم الخ غنية المستملی ص ۳۰۱ ظفیر)

## جہری نمازوں میں منفرد کیا کرے:۔

(سوال ۳۲۲) مغرب و عشاء و فجر میں اکیلا آدمی بھی نماز میں جہر کر سکتا ہے یا نہ اور اکیلا آدمی ربنالک الحمد بعد سمع اللہ کے آہستہ کہے یا پکارے۔

(جواب) اکیلا آدمی بھی ان نمازوں میں جہر کر سکتا ہے۔ (۳) اور سمع اللہ کے بعد ربنا لک الحمد آہستہ پڑھے۔ (۴)

## ہاتھ ناف کے اوپر باندھنا:۔

(سوال ۳۲۳) نماز میں تحریمہ باندھنا ناف کے اوپر حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) ناف کے اوپر اور نیچے ہاتھ باندھنا دونوں حدیث سے ثابت ہیں حنفیہ نے حدیث زیر ناف کو معمول بہ بنایا ہے۔ (۵) فقط۔

## فاتحہ کے بعد خاموشی پھر سورہ:۔

(سوال ۳۲۴) امام نے نماز کی نیت باندھی اور بعد فاتحہ کے کچھ خاموشی کے بعد قرأۃ شروع کی نماز میں کیا نقص ہوا۔

(جواب) اگر بقدر آمین کہنے کے اور بسم اللہ سرا کہنے کے سکوت کیا اور قرأۃ میں تاخیر کی تو نماز میں کچھ نقص نہیں ہوا۔ (۶)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۷ ط.س ج ۱ ص ۴۹۰ ۱۲ ظفیر
(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۸ ط.س ج ۱ ص ۵۹۰ ۱۲ ظفیر
(۳) ويجهر المنفرد فی الجهر وهو افضل ويكتفى بادناه ان اذى (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۴۹۸ ط.س ج ۱ ص ۵۳۳) ظفیر
(۴) جهر الا مام بالتكبير الخ وكذا بالتسميع الخ واما المؤتم والمنفرد فيسمع نفسه (ايضاً باب صفة الصلوة ج ۱ ص مطلب فی التبليغ خلف الامام ط.س ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر
(۵) تضع يمنه على يساره بعد التكبير الخ تحت السرة الخ وذكر عن على من السنة فی الصلوة وضع الكف على الكف تحت السرة رواه ابو داؤد و احمد واللفظ له الخ (غنية المستملی ص ۲۹۴) ظفیر
(۶) واس الخ الا مام سرا كما موم ومنفرد (الدر المختار باب صفة الصلوة) ان سمی بين الفاتحة والسورة المقروءة سرا اوجهرا كان حسنا عند ابی حنيفة (ردالمحتار باب صفة الصلوة ص ۴۵۸ ط.س ج ۱ ص ۴۹۲) ظفیر

بسم اللہ فاتحہ اور سورہ کے بیچ :۔

(سوال ۳۲۵) امام پر ہر رکعت میں ضم بسم اللہ الحمد اور سورہ کے ساتھ واجب ہے یا نہ اور امام و منفرد کے لئے مستحب صورت عندالحنفیہ کیا ہے۔

(جواب) وذکر فی المحیط المختار قول محمد وهو ان یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورة فی کل رکعة وفی الدر المختار وکما تعوذ سمیٰ الخ سراً فی اول کل رکعة الخ لاتسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سریة ولا تکره اتفاقاً الخ قال فی الشامی ولهذا صرح فی الذخیرة والمجتبیٰ بانه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروٴة سراً اوجهراً کان حسناً عند ابی حنیفة رحمه الله ورجحه المحقق ابن الهمام.(۱) الخ ان سب عبارات سے واضح ہوا کہ امام کو الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور بعض وجوب کے قائل ہیں اور سورۃ سے پہلے اگرچہ مسنون نہیں ہے لیکن مکروہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ مستحب اور بہتر ہے۔ فقط۔

بعد تکبیر تحریمہ ارسال نہیں :۔

(سوال ۳۲۶) تکبیر تحریمہ قبل ثناء پڑھنے کے کس قدر ارسال جائز ہے یا نہ مولوی عبدالحیؒ نے جائز لکھا ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ووضع الرجل یمینه علی یساره تحت سرته اخذاً رسغها بخنصره وابها مه الخ کما فرغ من التکبیر بلا ارسال فی الا صح الخ قوله بلا ارسال هو ظاهر الروایة الخ.(۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ ارسال صحیح نہیں ہے۔

امام کے دائیں بائیں گھومنے کے لئے مقتدی کی کوئی تعداد نہیں :۔

(سوال ۳۲۷) یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ جب تک امام کے ساتھ دس یا اور کوئی عدد مخصوص کے مقتدی نہ ہوں تو بعد سلام نماز کے دائیں بائیں گھوم کر نہ بیٹھے۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے۔ کما فی الشامی ولو دون عشرة . ای ان الا ستقبال مطلق لا تفصیل فیه بین عدد وعدد الخ ولا یلتفت الی ماذکره بعض شراح المقدمة من ان الجماعة ان کانوا عشرة یلتفت الیهم الخ فان هذالذی ذکره لا اصل له فی الفقه الخ .(۳)

سجدے سے اٹھتے ہوئے سہارا لینا جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۲۸) سہارا لینا سجدہ سے اٹھتے وقت با عذر جائز ہے یا مکروہ اور گھٹنوں پر سہارا لینا یعنی اعتماد علی الرکبہ اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ترک مستحب ہے یا نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا یعتمد علی الارض بل یعتمد علی

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۷ و ج ۱ ص ۴۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰، ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار. باب صفة ج ۱ ص ۴۵۴ . ط.س. ج ۱ ص ۴۸۶، ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة. قبیل فصل فی القراٴة ج ۱ ص ۴۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۱، ۱۲ ظفیر.

الرکبة وترک الا عتماد مستحب الخ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اور اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکبر للنهوض علی صدور قدمیه بلا اعتماد وقعود استراحة الخ شامی میں ہے قوله بلا اعتماد ای علی الارض الخ قال فی الکفایة اشار به الی خلاف الشافعی رحمة الله علیه فی موضعین احدهما یعتمد بیدیه علی رکبتیه عندنا وعنده علی الارض الخ شامی ص ۴۲۰ جلد اول (۱) پس معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کا اعتماد علی الرکبتین ہے اور مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اعتماد علی الارض ہے۔ لہذا بلا عذر اعتماد علی الارض نہ کرے بلکہ اعتماد علی الرکبتین کر کے اٹھے اور عالمگیریہ میں جو یہ مذکور ہے۔ وترک الا عتماد مستحب (۲) اس کا مطلب یہی ہے کہ ترک اعتماد علی الارض مستحب ہے۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام وغیرہ کی بحث:۔

(سوال ۳۲۹/۱) کسی حدیث سے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کا قرأۃ فاتحہ خلف الامام کو منع کرنا۔

(سوال ۳۳۰/۲) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا یا سینہ پر ہاتھ باندھنے سے منع کرنا۔

(سوال ۳۳۱/۳) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں آمین آہستہ کہنا یا خدا تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کا آمین بالجہر سے منع کرنا (۴) رسول اللہ ﷺ کا وتروں میں رفع یدین کرنا یا کرنے کی اجازت دینا (۵) رسول اللہ ﷺ کا طاق رکعتوں میں جلسہ استراحت نہ کرنا یا کرنے سے منع کرنا ثابت کیا ہے۔ ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اللہ تعالیٰ نے بھی منع فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی قال الله تعالیٰ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (۳) وفی حدیث مسلم واذا قرء فانصتوا (۴)

(۲) وذکر عن علی من السنة فی الصلوٰة وضع الکف علی الکف تحت السرة رواه ابو داؤد احمد واللفظ له. (۵) پس سنت کہنا حضرت علیؓ کا وضع الکف علی الکف کو تحت السرہ دال ہے اس پر کہ یہ فعل رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

(۳) اخفاء آمین کا حکم اولاً قرآن شریف سے مفہوم ہوتا ہے ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة (۶) اور حدیث کے الفاظ وخفض واخفی بہ صوته (۷) وغیرہ وارد ہیں جو نص ہیں اخفاء آمین پر اور روایت ابن مسعودؓ جو ھدایہ میں مذکور ہے وہ بھی اخفاء آمین پر دال ہے اور شرح منیہ میں حضرت وائلؓ (۸) کی روایت بھی اخفاء آمین کے سنت ہونے میں مذکور ہے۔

(۴) قال ابن قدامه فی المغنی وقدروی عن ابن عمر رضی الله عنه انه کان اذا فرغ من

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة جلد اول ص ۴۷۲ و ص ۴۷۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۶ ۱۲ ظفیر۔
(۲) عالمگیری مصری الباب الرابع فی صفة الصلوٰة فصل ثالث (ج ۱ ص ۷۰ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۵) ظفیر
(۳) سورة الا عراف رکوع ۲۴. ۱۲ ظفیر. (۴) مشکوٰة باب القراءة فی الصلوٰة ص ۸۱ وآثار السنن باب فی ترک القراءة خلف الا مام فی الجهرية ۱۲ ظفیر (۵) غنية المستملی ص ۲۹۴ وعن علقمة بن وائل بن حجر عن ابیه قال رایت النبی صلی الله علیه وسلم یضع یمینه علی شماله تحت السرة رواه ابن ابی شیبة واسناده صحیح (آثار السنن باب وضع الیدین تحت السرة) ظفیر (۶) سورة الا عراف رکوع ۷ ۱۲ ظفیر (۷) دیکھئے آثار السنن باب ترک الجهر بالتامین ۱۲ (۸) لقول ابن مسعود اربع یخفیهن الا مام وذکر من جملتها التعوذ والتسمیة وامین (هدایه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۹۶) ظفیر

القراءة كبر وفي الذخيرة ورفع يديه حذاء اذنيه وهو مروى عن ابن مسعود وابن عمر و ابن عباس وابى عبيدة الخ وقال قبيله فان ذالک مروى عن على وابن عمرو براء بن عازب والقياس يدل فان التكبير للفصل والا نتقال من حال الى حال الخ.(۱)

پس معلوم ہوا کہ وتر کی تیسری رکعت میں بعد قراءۃ کے تکبیر کہنا اور رفع یدین کرنا عبداللہ ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہم سے ثابت ہے۔ پس لامحالہ ان حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ایسا کیا ہوگا۔

(۳) وعن ابى هريرة رضى الله عنه قال كان النبى صلى الله عليه وسلم ينهض فى الصلوٰة على صدور قدميه .(۲) اور بہت سے صحابہ سے بھی منقول ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ۔ فقط۔

## فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع یدین اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تحقیق:۔

(سوال ۳۳۲) مندرجہ ذیل طریقہ سے نماز پڑھنا از روئے قرآن وحدیث وفعل صحابہ رضی اللہ عنہم درست ہے یا نہیں (۱) خلف امام سورۃ فاتحہ پڑھنا (۲) آمین بلند آواز سے پکارنا (۳) رفع یدین کرنا (۴) ہاتھ سینہ پر باندھنا۔ بینوا توجروا۔

(جواب) (۱) امام کے پیچھے سورہ فاتحہ یا کوئی سورۃ پڑھنا نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے ممنوع ہے۔ قرآن شریف میں ہے واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (۳) الآیہ اور حدیث مسلم میں ہے واذا قرء فانصتوا۔(۴) اور دوسری روایت میں ہے من كان له امام فقراءة الامام قراءة له(۵) الحديث. اوكما قال صلى الله عليه وسلم

(۲) آمین میں اخفاء مسنون ومستحب ہے اگرچہ پکار کر کہنے سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن طریق سنت یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہا جاوے لانه دعاء وقال الله تعالى ادعوا ربكم تضرعاً وخفية.(۶) والا حاديث متعارضة فتعين المصير الى الا صل وهو الا خفاء۔

(۳) رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے منسوخ ہو گیا ہے جیسا کہ روایت کان فترک اس پر دال ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے وعن علقمة قال لنا ابن مسعود رضى الله عنه الا اصلى بكم صلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى ولم يرفع يديه الا مرة واحدة مع تكبيرة الا فتتاح.(۷) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فعل آپ کا ترک رفع یدین ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(۴) ہاتھ نیچے ناف کے باندھنے چاہئیں قال فى الهداية ويعتمد بيديه اليمنى على اليسرى

(۱) غنیۃ المستملی ص ۳۹۷ بحث الوتر ۱۲ ظفیر
(۲) ہدایہ باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰۱ عن البخاری ۱۲ ظفیر
(۳) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ ظفیر
(۴) دیکھئے آثار السنن باب ترک القراۃ خلف الامام فی الجھریۃ ج ۱ ص ۸۵ مشکوۃ باب القرأۃ ص ۸۱ ۔ ۱۲ ظفیر
(۵) آثار السنن باب فی ترک القراءۃ خلف الامام فی الصلوٰت کلہا ج ۱ ص ۸۷ ۔ ۱۲ ظفیر
(۶) سورۃ الاعراف رکوع ۷ ۔ ۱۲ ظفیر
(۷) آثار السنن باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح ج ۱ ص ۱۰۳ نیز دیکھئے غنیۃ المستملی صفۃ الصلوٰۃ ص ۳۱۲ ۱۲ ظفیر

تحت السرة لقوله عليه السلام ان من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة الخ. ولان الوضع تحت السرة اقرب الى التعظيم .(۱) وفى حديث ابراهيم النخعى ما يدل عليه روى ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم النخعى ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يعتمد بيده اليمنى على اليسرى تواضعاً الخ فقط۔(۲)

## رفع سبابہ کرنا چاہئے یا نہیں:۔

(سوال ۳۳۳) رفع سبابہ اس طرف حنفی نہیں کرتے اور امام صاحب کا ایک قول نہ کرنے کا حجت پکڑتے ہیں۔

(جواب) رفع سبابہ کے متعلق درمختار اور شامی نے پوری تفصیل فرمادی ہے۔ اور رفع کو راجح کردیا ہے۔ اور بہت سی کتب سے اس کو نقل کیا ہے اس کے بعد مقلد کو خلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ موطأ میں امام محمد رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ قول ہمارا اور ہمارے استاد امام ابوحنیفہ کا ہے۔ (۳) فقط۔

## آمین بالسر کی حدیث کس درجہ کی ہے:۔

(سوال ۳۳۴) مخالفین کہتے ہیں کہ احادیث آمین بالخفاء معلول و مجروح ہوئی ہیں لہذا آمین بالجہر کہنا اولی ہے اور کہتے ہیں کہ خود حنفی نے کہا ہے کہ آمین بالجہر احادیث قویہ سے ثابت ہے۔ اس اعتراض کا کیا جواب ہے۔ امید کہ کوئی حدیث قوی تحریر فرماویں اور باعث ترجیح بھی تحریر فرماویں۔

(جواب) حدیثیں دونوں طرح کی موجود ہیں یعنی اخفاء و جہر دونوں قسم کی احادیث موجود ہے لیکن احادیث اخفاء کو ترجیح ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے ادعوا ربكم تضرعا وخفية الاية(۴) اور حدیث صحیح بھی موجود ہے انكم لا تدعون اصم ولا غائباً (۵) اور فرمایا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اربع يخفيهن الامام وذكر من جملتها التعوذ والتسمية وامين.(۶) فقط۔

## تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے:۔

(سوال ۳۳۵) نماز میں التحیات پڑھتے وقت جو انگلی اشهد ان لا اله الا الله کے وقت اٹھائی جاتی ہے وہ کس وقت گرانی چاہئے۔

(جواب) شرح منیہ میں امام حلوائی سے نقل کیا ہے کہ لا الہ پر انگشت کو اٹھاوے اور الا اللہ پر رکھدیوے۔ (۷) فقط۔

---

(۱) هدايه باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۹۵ وص ۹۶. ۱۲ ظفير

(۲) حاشيه هدايه . باب صفة الصلوة تحت قوله وضع اليمين ج ۱ ص ۹۶ ۱۲ ظفير.

(۳) لكن المعتمد ما صحح الشراح ولاسيما المتاخرون كالكمال والحلبى والبهنسى والباقانى وشيخ الاسلام الجد وغيرهم انه يشير لفعله عليه الصلوة والسلام الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸) ظفير.

(۴) سورة الاعراف ركوع ۷. ۱۲ ظفير. (۵) مشكوة باب ثواب التسبيح فصل اول ص ۲۰۱. ۱۲ ظفير.

(۶) هدايه باب صفة الصلوة ص ۹۶. ۱۲ ظفير. (۷) يرفعها عند النفى ويضعها عند الاثبات (درمختار) وفى المحيط انها سنة يرفعها عند النفى ويضعها عند الاثبات وهو قول ابى حنيفة ومحمد وكثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولى (ردالمحتار باب صفة الصلوة مطلب مهم فى عقد الاصابع عن التشهد ج ۱ ص ۴۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹) ظفير.

## انگشت شہادت سے اشارہ:۔

(سوال ۳۳۶) نماز میں انگشت شہادت کا اٹھانا کثرت احادیث سے ثابت ہے مگر فقہاء رحمہم اللہ معلوم نہیں کیوں منع فرماتے ہیں اور حرام کہتے ہیں۔ اگر مذہب حنفیہ میں جائز ہو تو تحریر فرمائیے۔

(جواب) فقہاء محققین حنفیہ نے بھی راجح اشارہ بالسبابہ کو فرمایا ہے اور اسی پر فتویٰ اور عمل ہے۔ درمختار میں ہے بعد نقل روایت منع کے لکن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتا خرون کا لکمال والحلبی والبھنسی والبا قانی وشیخ الا سلام الجد وغیرھم انه یشیر لفعله علیه الصلوٰة والسلام ونسبوه لمحمد والامام بل فی متن دررالبحار و شرحه غرر الاذکار المفتی به عندنا انه یشیر با سطاً اصابعه کله والشرنبلا لیة عن البرھان الصحیح انه یشیر بمسبحة وحدھا الخ وفی الشامی فھو صریح فی ان المفتی به ھو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع علی الکیفیة المذکووة الخ ج ۱ ص ۳۴۱ شامی.(۱)

## دوسری رکعت سے کس طرح کھڑا ہو:۔

(سوال ۳۳۷/۱) دوسری رکعت میں بعد قعدہ کے جب کھڑا ہو تو ہاتھ بدستور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہو یا زمین پر سہارا دے کر کھڑا ہو۔

## سلام کے بعد والی دعا میں مقتدی کی شرکت:۔

(سوال ۳۳۸/۲) مقتدی کو امام کے سلام کے بعد دعاء میں اقتداء وشرکت ضروری ہے یا مستحب۔

(جواب) (۱) ہاتھ گھٹنوں اور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر بضرورت زمین پر رکھ کر کھڑا ہو تو یہ بھی درست ہے۔(۲) فقط

(۲) مستحب ہے۔(۳) فقط۔

## جلسہ استراحت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۳۹) نماز میں دو سجدوں کے ختم کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویکبر للنهوض علی صدور قدمیه بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لا باس (درمختار) بلا اعتماد ای علی الارض قال فی الکفایة اشاربه الی خلاف الشافعی فی موضعین احد هما یعتمد بیدیه علی رکبتیه عند نا وعنده علی الارض والثانی الجلسة الخفیفة الخ ( ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۶)ظفیر.

(۳) ویستحب ان یستغفر ثلاثا ویقرأ اية الکرسی الخ ویدعو. ختم بسبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰)فاذا تمت صلوٰة الا مام فهو مخیر ان شاء انحرف عن یساره الخ وان شاء انحرف عن یمینه الخ وان شاء ذهب الی هوائجه لا نه قضی صلوته الخ وان شاء استقبل الناس بوجهه الخ (غنیة المستملی ص ۳۲۰)ظفیر.

(جواب) حنفیہ کے نزدیک جلسہ استراحت سجدہ کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے اٹھنے کے وقت نہیں ہے۔(۱) ایسا نہ کیا جاوے۔ فقط۔

## بوقت اشارہ انگلیوں کا حلقہ کرنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۰) نزدیک امام اعظم کے بوقت تشہد وسطیٰ اور ابہام کا حلقہ کرکے اور خنصر و بنصر بند کرکے اشارہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اشارہ بالسبابہ کی تشہد میں یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے کہ ابہام اور وسطیٰ کا حلقہ کرے۔ بنصر اور خنصر کو بند کرے۔ کتب فقہ حنفیہ میں بھی اس کو لکھا ہے اور یہ جائز ہے اور شامی میں ہے۔ **فکذا قال فی منیة المصلی فان اشار یعقد الخنصر والبنصر و یحلق الوسطیٰ بالابهام الخ**(۲) اور درمختار میں نقل کیا ہے **الصحیح انه یشیر بمسبحة وحدها یر فعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات الخ**.(۳) یعنی انگشت سبابہ کو لا الہ کے ساتھ اٹھادے اور الا اللہ پر رکھ دے۔ فقط۔

## دائیں ہاتھ کی انگشت نہ اٹھا سکتا ہو تو کیا کرے:۔

(سوال ۳۴۱) ایک شخص داہنے ہاتھ کی انگلی شہادت اٹھانے سے مجبور ہے تشہد میں بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھاتا ہے زید منع کرتا ہے۔

(جواب) اگر داہنے ہاتھ میں عذر ہے اور انگشت نہیں اٹھا سکتا تو وہ انگشت نہ اٹھاوے۔ بائیں ہاتھ کی انگشت اٹھانے کا حکم نہیں ہے۔(۴) فقط۔

## سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۴۲) امام کو بعد سلام پھیرنے کے ان نمازوں میں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں کس طرف و بیٹھنا چاہئے۔ داہنی طرف یا بائیں طرف یا قبلہ کو پشت کرکے جانب مقتدیوں کی طرف۔ بینوا توجروا۔

(جواب) حدیث مسلم میں ہے: عن البراء قال کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) ویکره للنهوض بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لاباس (درمختار) بلا اعتماد الخ ای علی الارض قال فی الکفایة اشاربه الی خلاف الشافعی فی موضعین احدهما یعتمد بیدیه علی رکبتیه عند نا وعنده علی الارض والثانی الجلسة الخفیفة قال شمس الائمة الحلوانی الخلاف فی الا فضل حتی لو فعل کما هو مذهبنا لا باس به عند الشافعی ولو فعل کما هو مذهبه لا باس به عندنا کما فی المحیط اه قال فی الحلیة والا شبه انه سنة او مستحب عند عدم العذر فیکره فعله تنزیها لمن لیس به عذر اه وتبعه فی البحر والیه یشیر قولهم لا باس فانه یغلب فیما ترکه اولی ( ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴ ط س ج ا ص ۵۰۶)ظفیر

(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۵ ط س ج ا ص ۵۰۸، ۱۲ ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴ ط س ج ا ص ۵۰۹)ظفیر

(۴) الصحیح انه یشیر بمسبحة وحدها یرفعها عند النفی (درمختار) قوله بمسبحة وحدها فیکره ان یشیر بالمسبحتین کما فی الفتح وغیره ( ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴ ط س ج ا ص ۵۰۹)ظفیر

احبنا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهه قال فسمعته یقول رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک رواہ مسلم.(۱)و فی حدیث عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاته یری ان حقاً علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقدر ایت رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یساره رواہ البخاری و مسلم.(۲).وعن انس قال کان النبی صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه رواہ مسلم .(۳)وعن سمرة بن جندب قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلی صلوٰۃً اقبل علینا بوجهه رواہ البخاری ص ۹۷ مشکوٰۃ شریف.(۴)ان روایات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اکثر اوقات داہنی طرف کو بیٹھتے تھے اور منصرف ہوتے تھے۔اور کبھی بائیں طرف کو اور کبھی اقبال علی الناس بوجہ فرماتے تھے جس سے یہ بھی مطلب حاصل ہوسکتا ہے کہ متدبر قبلہ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور یہ بھی اس کا مطلب ہوسکتا ہے کہ یہ اقبال بوجہ وہی ہے جس کو یمین اور یسار کی طرف انصراف سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بھی اس میں اختیار دیا ہے کہ خواہ داہنی طرف کو ہوکر بیٹھے اور خواہ بائیں طرف کو اور خواہ مستقبل الی الناس اور متدبر قبلہ ہوکر بیٹھے۔درمختار میں ہے وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی الخ وخیرہ فی المنیه بین تحویله یمینا وشمالاً الخ واستقباله الناس بوجهه الخ(۵)اور اکثر فعل آنحضرت ﷺ کا داہنی طرف ہوکر بیٹھنے کا تھا کما ذکرہ الشراح وعلیه عمل اکابرنا کا لیشخ المحدث گنگوھی ومولانا النانوتوی قدس الله اسرارھما .فقط۔

## امام بآواز بلند دعاء مانگ سکتا ہے:۔

(سوال ۳۴۳) کیا امام دعاء بآواز بلند مانگ سکتا ہے۔اگر چہ اس صورت میں مقتدی بھی آواز سے یا آہستہ سے دعاء مانگ رہے ہوں خواہ آیات قرآنی سے امام دعا مانگ رہا ہو۔

(جواب)دعاء آہستہ مانگنا اچھا ہے قال تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیة(۲)

## السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں امام سے سبقت:۔

(سوال ۳۴۴)اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سانس توڑ دے یا امام کے منہ پھیرنے سے پہلے منہ پھیر دے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب)نماز اس صورت میں صحیح ہے مگر امام سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ ہے۔ وانما کرہ للموتم ذلک لترک

(۱)مشکوٰۃ باب الدعاء فی التشهد فصل اول ص ۸۷ . ۱۲ ظفیر.
(۲)ایضاً
(۳)ایضاً
(۴)ایضا ۱۲ ظفیر.
(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۳۱ تفصیل کے لئے دیکھئے غنیة المستملی ص ۳۳۰ . ۱۲ ظفیر. (۲)سورۃ الاعراف رکوع ۷ . ۱۲ ظفیر.

متابعۃالا مام بلا عذر الخ شامی جلد اول.(۱)

## تشہد میں انگشت سے اشارہ:۔

(سوال ۳۴۵) سرحد کے علماء تشہد میں انگشت اٹھانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ فعل نماز میں نہ کیا جائے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل کرنا نماز میں سنت سے ثابت ہوا ہے لہذا جس طور پر اشارہ ثابت ہوا ہے بہ سند صحیح تحریر فرماویں۔

(جواب) صحیح عند الحنفیہ یہ ہے کہ تشہد میں اشارہ بالسبابہ سنت ہے اور اس کے خلاف کو خلاف روایت اور درایت لکھا ہے۔ درمختار میں متعدد کتب کے حوالہ سے اشارہ بالسبابہ کی تصحیح فرمائی ہے۔ حیث قال بعد نقل قول عدم الا شارۃ لکن المعتمد ما صححہ الشراح ولا سیماً المتاخرون کا لکمال والحلبی والبھنسی والباقانی وشیخ الا سلام الجدو غیرھم انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلوۃ والسلام ونسبوہ لمحمد والا مام بل فی متن دررالبحار وشرحہ غررالا ذکار المفتی بہ عند نا انہ یشیر الخ وفی الشرنبلا لیۃ عن البرھان الصحیح انہ یشیر بمسبحۃ الخ واحتر زبالصحیح عما قیل لا یشیر لانہ خلاف الروایۃ والدرایۃ الخ وفی العینی عن التحفۃ الا صح انھا مستحبۃ وفی المحیط سنۃ ودر مختار.(۲)فقط۔

## فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ کی بحث:۔

(سوال ۳۴۶) خلاصۃ الفتاویٰ جلداول ص۵۲ میں ہے والکلام فی التسمیۃ علی وجوہ منھا فلان ومنھا انہ یاتی بھا فی اول الصلوۃ لا غیر فی روایۃ الحسن رحمۃ اللہ علیہ عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وفی روایۃ ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ یاتی بھا فی اول کل رکعۃ وعن محمد رحمۃ اللہ علیہ یاتی بھا فی اول کل رکعۃ وعند افتتاح کل سورۃ الا اذاکانت صلوۃ یجھر فیھا بالقراء ۃ لا یاتی الا مام بالتسمیۃ بین الفاتحۃ والسورۃ عندنا . اب ان اقوال میں سے کس قول پر فتویٰ دیا جاوے اور عمل کیا جاوے۔

(جواب) اس کا فیصلہ صاحب درمختار نے اس طرح کیا ہے وکماتعوذ سمی الخ سراً فی اول کل رکعۃ ولو جھریۃً لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃً ولا یکرہ اتفاقاً قولہ ولا تکرہ اتفاقاً ولھذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبی بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروء ۃ سراً اوجھراً کان حسناً عندابی حنیفۃ ورجحہ المحقق ابن الھمام الخ شامی .(۳) پس معلوم ہوا کہ مابین فاتحہ وسورۃ کے بھی بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ اگر چہ سنت موکدہ نہیں جیسا کہ اول ہر رکعت میں ہے۔فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل اذا اراد الشروع ج ا ص ۴۹۰ ط.س. ج ا ص۵۲۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوۃ ج ا ص ۴۷۴ ط.س. ج ا ص۵۰۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ا ص ۴۵۷ وج ا ص۴۵۸ ط.س. ج ا ص ۴۹۰. ۱۲ ظفیر.

## امام کے لئے انحراف عن القبلہ کن نمازوں کے بعد مستحب ہے:۔

(سوال ۳۴۷) بعد فریضۂ نماز کے سلام پھیرنے کے اہل حدیث تو ہر نماز کے بعد مقتدیوں کے طرف متوجہ ہوکر دعاء مانگتے ہیں مگر حنفی امام کو اکثر دیکھا ہے کہ جس کی بعد تطوع نہیں مثلاً فجر وعصر وہاں تو وہ بھی اہل حدیث کی طرح ہی سلام پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر لیتے ہیں۔ مگر جس نماز کے بعد تطوع ہیں مثلاً ظہر، مغرب، عشاء، وہاں وہ روقبلہ ہی ہوکر دعا مانگتے ہیں۔ ان میں سے کوئی طریق اقرب الی السنۃ ہے مع حوالہ تحریر ہو۔ حدیث بخاری کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ سے استمرار ثابت ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ تاخیرا لسنة الا بقدر اللھم انت السلام الخ وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی لتنفل او ورد وخیرہ فی المنیة بین تحویلہ یمینا وشمالاً واما ما ً وخلفاً وذھابہ لبیتہ واستقبالہ الناس بوجھہ الخ جلد اول ص ۳۵۷ وعن عائشة رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام ومنک السلام وتبارکت یا ذاالجلال والا کرام ص ۸۱ مشکوٰۃ شریف۔ ان روایات فقہیہ اور حدیث مشکوٰۃ شریف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں روبقبلہ دعاء مانگ کر سنتوں کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور حدیث بخاری شریف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ ان نمازوں پر محمول ہے جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔

## آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۸) آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے کہ نہیں۔

(جواب) حنیفہ کے نزدیک یہ سنت نہیں بلکہ آہستہ آمین کہنا اور رفع یدین نہ کرنا سنت ہے۔(۲)

## غیر مقلد کی جماعت میں شرکت:۔

(سوال ۳۴۹) ہم مذہب حنفی کے ہمراہ شامل صف نماز ہوکر کسی شخص کا پکار کے آمین کہنا ہمارے لئے موجب فساد نماز یا کراہت نماز ہے یا نہیں اگر باعث کراہت ہے تو کون سی کتاب میں لکھا ہے۔

(جواب) فساد نہیں۔ فقط۔

## ختم نماز السلام علیکم پر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۰) السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر نماز ختم کردینا چاہئے یا لفظ برکاتہ بھی پڑھا جائے۔

(جواب) صرف لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا سنت ہے کما فی الا نوار الساطعہ عن منیة المصلی وان یقول

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ج ۱ ص ۴۹۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰، ۱۲ ظفیر۔
(۲) وامن سرا الخ ولا یسن رفع یدیہ الا فی تکبیرۃ لافتتاح الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۳) ظفیر۔

السلام علیکم ورحمة الله مرتین اھ(۱)اور اسی طرح اور حدیث میں بھی وراد ہے۔صرف ابوداؤد کی ایک روایت میں وبرکاتہ کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔مگر حنفیہ کے یہاں روایت مشہورہ ہی مسنون ہے وبرکاتہ کے زائد کرنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

## جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے دعاء لمبی کرے:۔

(سوال ۳۵۱)بہشتی گوہر میں ہے مسئلہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر،مغرب،عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعاء نہ مانگے بلکہ مختصر دعاء مانگ کر سنن کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر۔ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعاء مانگے۔یہ صورت شرعاً کیسی ہے۔

(جواب)اوفق بالا حادیث یہ صورت ہے جو کہ بہشتی گوہر سے منقول ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر ان میں حسب روایت نور الایضاح عمل کرے۔(۳)اور جن فرائض کے بعد سنن ہیں ...... ان کے بعد امام اور مقتدیان مختصر دعاء مانگ کر سنتیں ادا کریں خواہ فصل بالا وار دکر کے بعد میں سنتیں پڑھیں۔اور پھر اجتماعاً دعاء کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دعاء اجتماعاً ایک ہی بار ہے۔پھر دوبارہ بعد السنن مقتدیوں کو امام کی دعاء کا انتظار کرانا اور اس کا التزام کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴)فقط۔

## آمین وغیرہ آہستہ کہنا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۲)اگر کوئی مقتدی حنفی آمین بالجہر کہے یا ربنا لک الحمد بلند آواز سے کہے تو نماز اس کی بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)قال فی الدر المختار فی بیان سنن الصلوٰۃ والثناء والتعوذوا لتسمیة والتامین کونهن سراً الخ .(۵)وفیه ایضاً وکذا فی التسمیع والسلام واما الموتم والمنفرد فیسمع نفسه

(۱)ویقول السلام علیکم ورحمة الله ولا یقول فی هذا السلام ای فی سلام الخروج من الصلوة سواء کان عن الیمین اوالیسار اوبرکاته (غنیة المستملی ص ۳۲۶)ظفیر۔

(۲)ثم یسلم الخ قاثلاالسلام علیکم ورحمة الله هو السنة الخ وانه لا یقول هنا وبرکاته وجعله النووی بدعة ورده الحلبی وفی الحاوی انه حسن (درمختار) رده الحلبی حیث قال فی الحلیة شرح المنیة بعد نقله قول النووی انها بدعة ولم یصح فیها حدیث بل صح فی ترکها غیر ما حدیث مانصه لکنه متعقب فی هذا فانها جاء ت فی سنن ابی داؤد من حدیث وائل بن حجر باسناد صحیح وفی صحیح ابن حبان من حدیث عبدالله بن مسعود ثم قال اللهم الا ان یجاب بشذوذها وان صح مخرجها الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوة بعد الفصل ج ۱ ص ۴۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۲۶)ظفیر۔

(۳)وفی الحجة الا مام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء یشرع فی السنة ولا یشتغل بادعیة طویلة کذا فی التتار خانیه (عالمگیری مصری کیفیت صلوة ج ۱ ص ۷۲ ط.ماجدیه ج ۱ ص ۷۷)ظفیر۔

(۴) مسجد تو دراصل فرض نمازوں کے لئے ہے۔نفل اور سنت کا گھروں میں پڑھنا افضل ہے ...... والا فضل فی النفل غیر التراویح المسنون الا لخوف شغل عنها والا صح افضلیة ماکان اخشع واخلص (درمختار) قوله والا فضل فی النفل الخ شمل ما بعد الفریضة وما قبلها لحدیث الصحیحین علیکم بالصلوة فی بیوتکم فان خیر صلاة المرء فی بیته الا المکتوبة واخرج ابو داؤد وصلاة المرء فی بیته افضل من صلاته فی مسجدی هذا الا المکتوبة وتمامه فی شرح المنیة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۸ ط.س. ج ۲ ص ۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ نمازیوں کو سنت کے لئے روکنا اور اجتماعاً دعاء کرنے کا دستور عہد نبویؐ میں نہیں تھا اور نہ اب یہ التزام درست ہے اس لئے کہ حدیث کے خلاف ہے۔ والله اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة مطلب فی سنن الصلوة ج ۲ ص ۴۴۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵ ۱۲ ظفیر۔

الخ(۱) وفيه ايضاً ترک السنة لا يوجب فساداً ولا سهواً بل اساء ة الخ وقالوا الا ساء ة ادون من الكراهة (۲) فى الشامى الا ساء ة افحش من الكراهة .(۳) الخ ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ جہر بالتامين والتحميد عند الحنفيه خلاف سنت ہے۔ اور مرتکب اس کا مسئی ہے۔ فقط۔

## بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں ہیئت رکوع کیا ہو:۔

(سوال ۳۵۳) بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رکوع کی حالت میں سرین کو ایڑی سے اوپر اٹھانا چاہئے یا نہیں یا سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے۔

(جواب) سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے اور کمال رکوع کا ایسی حالت میں یعنی بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے میں یہ ہے کہ رکوع میں پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جاوے اور اگر تھوڑا سا بھی سر کو جھادیوے گا کمر کی انحناء کے ساتھ تو یہ بھی کافی ہے۔ شامی میں برجندی سے منقول ہے ولو كان يصلى قاعدا ينبغى ان يحاذى جبهته قدام ركبتيه ليحصل الركوع اه قلت ولعله محمول على تمام الركوع ولا فقد علمت حصوله باصل طأ طأ ة الراس اى مع انحناء الظهر .(۴) شامی۔ فقط۔

## بعد نماز پنجگانہ دعاء سنت ہے:۔

(سوال ۳۵۴) بعد نماز پنجگانہ دعاء کے واسطے ہاتھ اٹھانا سنت ہے یا بدعت۔ زید نے دعا اس غرض سے ترک کر دی کہ اس بارہ میں کوئی حدیث وارد نہیں۔ یہ فعل کیسا ہے۔

(جواب) نماز پنجگانہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا سنت نبویہ ﷺ ہے۔ حصن حصین جو معتبر کتاب حدیث کی ہے اس میں احادیث مرفوعہ دعاء میں ہاتھ اٹھانے اور بعد دعاء کے منہ پر ہاتھ پھیرنے کی موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جاوے۔(۵) نمازوں کے بعد دعاء کا مسنون ہونا بھی اس میں مذکور ہے۔ پس زید کا یہ فعل ترک دعاء بعد الصلوٰۃ خلاف سنت ہے۔(۶) فقط۔

## ثناء اور تشہد وغیرہ کے پہلے بسم اللہ نہیں ہے:۔

(سوال ۳۵۵) نماز میں ثناء اور تشہد اور درود اور دعاء اور دعا قنوت کے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

---

(۱) شامی ص ۴۱۲ باب صفة الصلوٰة ایضاً ط.س. ج ا ص ۴۷۵. ۱۲ ظفیر۔
(۲) ایضاً ج ا ص ۴۴۲ ط.س. ج ا ص ۴۷۳ ... ۴۷۴. ۱۲ ظفیر
(۳) ردالمحتار باب ومطلب ایضاً ج ا ص ۴۴۲ ط.س. ج ا ص ۴۷۴. ۱۲ ظفیر۔
(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوة بحث الركوع والسجود ج ا ص ۴۱۶ ط.س. ج ا ص ۴۷۴ ۱۲ ظفیر۔
(۵) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سألتم الله فاسئلوه ببطون اكفكم (الى قوله) فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم رواه ابو داؤد وعن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع يديه فى الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه رواه الترمذى (مشكوة كتاب الدعوات فصل ثانى ص ۱۹۵) ظفیر۔
(۶) و دبر الصلوات المكتوبات بحواله الترمذى (حصن حصين احوال الا جابت ص ۳۰) ظفیر۔

(جواب) بسم اللہ پڑھنا سورہ فاتحہ کے اول اور سورۃ سے پہلے ہے۔ تشہد وغیرہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ لیکن بعض روایات میں تشہد اور دعاء قنوت میں بسم اللہ وارد ہے۔ اگر پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

## فرائض کے بعد سنن سے پہلے دعاء کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۳۵۶) فرائض کے بعد سنن اور نوافل سے پہلے دعاء میں **اللّٰھم انت السلام الخ** سے زیادہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں دیگر ادعیہ نقل کر کے ان کا پڑھنا اولیٰ لکھا ہے۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) ان ادعیہ و اذکار کا پڑھنا بعد نماز فرض کے قبل سنن رواتب جائز اور مستحب ہے۔ اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور بعض فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ بعد فرائض کے **اللھم انت السلام الخ** سے زیادہ نہ پڑھے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور نہ غرض اس سے تحدید ہے اور اگر بعض فقہاء کی بوجہ ظاہر بعض روایت حدیث کے یہ رائے ہو بھی تو دیگر اکثر فقہاء بوجہ روایات کثیرہ احادیث کے دیگر اذکار و ادعیہ ماثورہ جائز و مستحب فرماتے ہیں۔ (۲) جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ فقط۔

## حالت رکوع میں الصاق کعبین:۔

(سوال ۳۵۷) الصاق کعبین رکوع کی حالت میں مسنون ہے یا نہیں اور درمختار باب السنن میں جو روایت اور بحث اس کے متعلق ہے وہ روایت قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ علامہ شامی کو کلام صرف اس میں ہے کہ یہ سنت ہے یا نہیں۔ باقی جواز بلکہ استحباب میں کچھ شبہ معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ سنت ہونا اس کا ثابت نہیں ہے اس لئے اگر کوئی الصاق کعبین نہ کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

## بعد فرائض دعاء:۔

(سوال ۳۵۸) بعد جماعت کے جو دعاء امام کے ساتھ مانگتے ہیں اس میں آمین کہنا چاہئے یا جو مرضی ہو دعا مانگے۔

---

(۱) وتعوذ الخ سراً الخ لقراء ۃ الخ و کما تعوذ سمی غیر الموتم (درمختار) ذکر المصنف ثلاث مسائل تفریعا علی قولہ لقراء ۃ بناء علی قول ابی حنیفة ومحمد ان التعوذ تبع للقراء ۃ اما عند ابی یوسف فھو تبع للثناء الخ لکن مختار قاضی خان والھدایہ وشروحھا والکافی والا ختیار واکثر الکتب ھو قولھما انہ تبع للقراء ۃ وبہ نا خذ شرح المنیة ( ردالمحتار باب صفة الصلوۃ بعد الفصل ج ا ص ۴۵۲ و ج ا ص ۴۵۷ ط.س. ج ا ص ۴۸۹) ظفیر۔

(۲) ویکرہ تاخیر السنة الا بقدر اللھم انت السلام الخ قال الحلوانی لاباس بالفصل بالا وراد ، واختارہ الکمال الخ ویستحب ان یستغفر ثلاثا ویقرأ اية الکرسی والمعوذات الخ وید عوویختم بسبحان ربک الخ ( ردالمحتار علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ فصل کیفیت صلوۃ ج ا ص ۴۹۴ ط.س. ج ا ص ۴۳۰) ظفیر۔

(۳) وسنتھا الخ رفع الیدین الخ وتکبیرۃ الرکوع الخ والتسبیح فیہ ثلاثاوا لصاق کعبیہ الخ ویسن ان یلصق کعبیہ وینصب ساقیہ ویبسط ظھرہ ویسوی ظھرہ بعجزہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفة الصلوۃ ج ا ص ۴۴۴ و ج ا ص ۴۶۱ ط.س. ج ا ص ۴۷۳..... ۴۷۶) قال السید ابوالسعود و کذا فی السجود ایضا وسبق فی السنن ایضا ا ہ والذی سبق ھو قولہ والصاق کعبیہ فی السجود سنة وراہ ولا یخفی ان ھذا سبق نظر فان شارحنا لم یذ کر ذلک لا فی الدرالمختار ولا فی الدر المنتقی ولم ارہ لغیرہ ایضا فافھم نعم بما یفھم ذالک من انہ اذا کان السنة فی الرکوع الصاق الکعبین ولم یذکر تفریجھا بعدہ فالا صل بقاء ھما ملصقین فی حالة السجود ایضا تامل الخ ( ردالمحتار باب ایضا ج ا ص ۴۶۱) ط.س. ج ا ص ۴۷۳ ظفیر۔

(جواب) جو دعاء چاہے مانگے یہ ضروری نہیں کہ امام کی دعاء پر آمین کہے۔(۱)

## متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں :۔

(سوال ۳۵۹) متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں کیا اور یہ کرنا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) درمختار میں اس کی تفصیل دیکھ لیں اس میں بعض متون سے بھی رفع سبابہ نقل کیا ہے۔ اور رفع سبابہ کی تصحیح کی ہے اور امام محمدؒ نے اس کو اپنا اور امام ابوحنیفہ کا قول لکھا ہے۔ (۲) فقط۔

## بجائے اللہ اکبر کے یا اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۶۰) نماز میں بجائے اللہ اکبر تکبیرات انتقال کے اگر کوئی شخص سہواً یا اللہ ایک دو مرتبہ کہہ دے تو جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) یہ جائز ہے اور اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔(۳) فقط۔

## انگلیوں کا حلقہ تشہد میں کب تک باقی رکھے :۔

(سوال ۳۶۱) نماز کے قعدہ میں جب انگشت شہادت اٹھاتا ہے تو اور چار انگلیوں کو بند کرنا ہوتا ہے۔ بعد تشہد کے تا سلام ان انگلیوں کو ویسا ہی رکھنا چاہئے یا کھول کر۔
(جواب) لا اله الا الله کہنے کے وقت جب کہ عقد اصابع یا ان کا حلقہ کر لیا ہے تو پھر اس کو فارغ ہونے تک ویسا ہی رکھنا چاہئے کما نقل الشامی عن المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عن الا ثبات وهو قول ابی حنیفة و محمد رحمة الله علیهما و کثرت به الا ثار والا خبار فالعمل به اولیٰ انتهی فهو صریح فی ان المفتی به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع علی الکیفیة المذکورة شامی .(۴) جلد اول۔ اس طرح کی متعدد عبارتیں ہیں کہ جن میں عقد اصابع و اشارہ کے بعد اس کے کھولنے کا ذکر نہیں جو کہ اس کی صریح دلیل ہے کہ بعد عقد کھولنا مناسب نہیں۔ فقط۔

## رکوع میں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۶۲) رکوع میں دونوں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس پر عامل ہو تو اس کو منع کرنا جائز ہے یا نہ۔

---

(۱) ثم یسلم الخ مع الا مام الخ ویدعو ویختم بسبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۸۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴).
(۲) مفصل حوالہ گذر چکا و هو قول ابی حنیفة ومحمد رحمهم الله وکثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی ( ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸) ظفیر.
(۳) وصح شروعه بتسبیح وتهلیل وتحمید وسائر کلم التعظیم الخالصة له تعالیٰ الخ کما صح لو شرع بغیر عربیة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل تالیف الصلوة ج ۱ ص ۴۵۰. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۳) ظفیر.
(۴) ردالمحتار. باب صفة الصلوة بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹. ۱۲ ظفیر.

(جواب )و باللہ التوفیق ۔شامی میں ہے ویکرہ القیام علی احد القدمین فی الصلوۃ بلا عذر وینبغی ان یکون بینھما مقدار اربع اصابع الید لا نہ اقرب الی الخشوع ھکذا روی عن ابی نصر الد بوسی انہ کان یفعلہ کذا فی الکبری وما روی انھم الصقوا الکعاب بالکعاب اریدبہ الجماعۃ ای قام کل واحد بجانب الاخر کذا فی فتاویٰ سمر قند الخ ص ۲۹۹ جلد اول ۔(۱)اس روایت سے یہ امر معلوم ہوا کہ حالت قیام میں ہر دو قدم کے درمیان میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے اور یہ کہ الصاق کعاب بالکعاب کے معنی محاذات کے ہیں جو کہ احادیث سوّو اصفوفکم . وتوا صوا. وسد واالخلل (۲)وغیرہ سے مستفاد ہے ۔پس جب کہ حالت قیام میں چار انگشت کا فاصلہ قدمین میں رکھنا چاہئے تو رکوع میں بھی اسی حالت پر رہنا چاہئے ۔بہر حال معلوم ہوتا ہے کہ اصل سنت الصاق ۔محاذات وتسویہ صف سے حاصل ہوجاتی ہے اور تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رکوع اور سجود میں الصاق کعبین حقیقتاً متعذر ہے یا بہت تکلف اور دقت سے ہوتا ہے ۔ایڑیوں کو تو ملایا جا سکتا ہے مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایڑیوں کے ملانے سے کعبین نہیں ملتے البتہ محاذات کعبین پوری طرح اس میں حاصل ہوجاتی ہے اور یہی مقصود شارع علیہ السلام معلوم ہوتا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور اس کی زیادہ تحقیق اور تفصیل مع نقل عبارات مولانا میرک شاہ مدرس مدرسہ ہذا نے دوسرے پرچہ پر لکھی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے ۔فقط ۔

دیگر از مولانا میرک شاہ صاحب مدرس دار العلوم ۔

(جواب )اقول و باللہ التوفیق ۔یہ مسئلہ الصاق کعبین کا اگرچہ متاخرین حنفیہ کی کتب میں ہے لیکن ائمہ مذہب اور متقدمین حنفیہ کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی چنانچہ متقدمین کی کتب معتبرہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔بلکہ حق یہ ہے کہ اس مسئلہ کو سب سے پہلے زاہدی نے مجتبیٰ میں ذکر کیا ہے پھر اس سے قہستانی نے جامع الرموز اور شرح کیدانی میں اور حلبی نے شرح منیہ میں اور ابن انجم نے بحر اور تمر تاشی (تلمیذ صاحب بحر ) نے نہج القضاء میں نقل کیا ہے اور چونکہ کسی قسم کی تردید بھی نقل کرتے ہوئے نہ کی ۔اس وجہ سے اس کو معمول بہ سمجھا گیا ۔چنانچہ بحر وصاحب درمختار نے صیغہ جزم سے اسے نقل کیا ۔ادھر سے بعض فقہاء کے کلام سے اور توارث وتعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریج ہی سنت ہونا چاہئے ۔چنانچہ سعایہ میں مذکور ہے ورأیت کلاما للشیخ محمد حیات السندی یقضی اثبات سنیۃ لتفریج و نفی سنیۃ الا لصاق اہ(۳)ان حالات کو دیکھ کر فقہاء متاخرین کی عبارت یا مؤل ہوگی یا مرجوح طوالع الانوار شرح درمختار میں شیخ محمد عابدؒ نے اس کی تاویل کرتے ہوئے الصاق کعبین سے محاذات کعبین مراد لی ہے اور اس میں علامہ رحمتی کے قول سے استیناس بھی کرلیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں قولہ والصاق کعبیہ ای حالۃ الرکوع قال الشیخ رحمتی مع بقاء تفریج ما بین القدمین قلت لعلہ اراد من الا لصاق المحاذاۃ و ذالک بان یحاذی کل من کعبیہ الاخر فلا یتقدم احد ھما علی الاخر .(۴)یہ تو متاخرین کے اس قول کی تاویل کی صورت ہے جو طوالع الانوار شرح درمختار میں مذکور ہے اور جن فقہاء نے اس کی تاویل کا ارادہ نہیں کیا ہے وہ اس کو قول مرجوح اور زاہدی کے اوہام

(۱)ان جملوں کے لئے دیکھئے مشکوۃ باب تسویۃ الصفوف ۱۲ ظفیر
(۲)(۳)سعایہ
(۴)طوالع الانوار

میں درج کرتے ہیں کما فی السعایة نقلاً عن تعلیق الشیخ ابی الحسن السندی علی الدر المختار هذه السنة انما ذکرها من المتاخرین تبعاً للمجتبی ولیس لها ذکر فی الکتب المتقدمة ولم یرد فی السنة علی ما وقفنا علیه وکان بعض مشائخنا یری انه من اوهام صاحب المجتبی وکانهم توهموا مما ورد ان الصحابة کانوا یهتمون بسد الخلل فی الصفوف حتی یضمون الکعاب والمناکب ولا یخفی ان المراد ههنا الصاق کل کعب بکعب صاحبه لاکعبه مع الکعب الآ خراه (۱) خلاصہ یہ کہ دونوں ٹخنوں کو رکوع میں بالکل ملا دینا جیسے کہ مجتبی اور اس کے اتباع کی کتب میں واقع ہوا ہے۔ اپنے ظاہر مفہوم پر محمول نہیں اور اگر ظاہر مفہوم پر ہی محمول ہو تو صاحب مجتبی کی اوہام میں سے ہوگا لیکن سعایہ میں شق اول کو اختیار کیا ہے اور رکوع میں الزاق کعب بکعب کی سنیت کی نفی کو دلائل عدیدہ سے ثابت کیا ہے۔ فلیراجع۔ کتب میرک شاہ۔ فقط۔

### تشہد میں بحث رفع سبابہ:۔

(سوال ۳۶۳) تشہد میں رفع سبابہ کے متعلق علمائے احناف کا کیا مذہب ہے، آیا سنت ہے یا واجب یا مستحب۔ اور کس وقت سے کس وقت تک رفع کیا جاوے۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ اس کے خلاف کیوں فرماتے ہیں اور حلقہ بنانا کیسا ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ رفع سبابہ تشہد میں سنت ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے مؤطا میں فرمایا ہے وهو قولی وقول ابی حنیفة رحمه الله (۲) اور مستحب یہ ہے کہ نفی پر اٹھاوے اور اثبات پر رکھ دے۔ وفی المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات وهو قول ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله وکثرت به الا ثار والا خبار فالعمل به اولی۔ (۳) اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بر بنا علی المتون عدم رفع کو راجح سمجھا ہے لیکن جمہور فقہاء ومحدثین نے اس کے خلاف کی تصحیح فرمائی ہے اور شراح نے متون کی روایت کو صحیح اور مفتی بہ نہیں سمجھا ہے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع اور خلفاء نے بھی قول امام ربانی کی تاویل فرمائی ہے اور اشارہ سبابہ کا سنت ہونا ثابت فرمایا ہے۔ اور حلقہ کرنا ابہام اور وسطے سے اور قبض کرنا خنصر اور بنصر کو اور اشارہ کرنا مسبحہ سے سنت ہے۔ وصفتها ان یحلق من یده الیمنی عند الشهادة والا بهام والوسطیٰ ویقبض البنصر والخنصر ویشیر با لمسبحة الخ شامی۔ (۴) فقط۔

### سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہونا سنت کے مطابق ہے:۔

(سوال ۳۶۴) غیر مقلد یہ بھی کہتے ہیں کہ حنفی لوگ سجدے سے سر اٹھانے کے ساتھ ہی سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں غیر مشروع ہے اور اس سے نماز خلل پذیر ہوتی ہے بلکہ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ بیٹھنا بھی چاہئے۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔

(۱) سعایہ۔
(۲) موطا امام محمد (۳) رد المحتار۔ باب صفة الصلوة۔ فصل فی تالیف الصلوة ج ۱ ص ۴۷۵۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۵۰۹۔ ۱۲ ظفیر۔ (۴) ایضاً ۱۲ ظفیر۔

(جواب) اس کا جواب صاحب ہدایہ نے مختصر الفاظ میں اس طرح دیا ہے ولنا حدیث ابی هریرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان ینهض فی الصلوٰة علیٰ صدور قدمیه وما رواه محمول علی حالة الکبر الخ (۱) فقط۔

## رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ:۔

(سوال ۳۶۵) اکثر کتب فقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ التحیات میں انگلی سبابہ کا اٹھانا سنت و موجب ثواب ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی بھی اس کو سنت نبوی قرار دیتے ہیں۔ لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کو مکتوبات نمبر ۳۱۲ میں حرام فرماتے ہیں۔ ان دونوں حضرات میں سے کس کا قول معتبر و مستند ہے۔

(جواب) اس میں صحیح و مستند یہ ہے کہ اشارہ بالسبابہ تشہد میں سنت و مستحب ہے۔ جمہور امت اسی طرف ہیں۔ اور در مختار میں عدم رفع سبابہ کی روایت نقل کر کے پھر اس کے خلاف کو بہت روایات اور دلائل سے سنت ہونا ثابت کیا ہے اور محمدؒ نے مؤطا میں اپنا اور امام صاحبؒ کا سنیت رفع سبابہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ (۲) اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی طرف سے بعض نے ان کی اولاد امجاد میں سے اور ان کے خلفاء نے معذرت فرمائی ہے بر بناء بعض روایات حنفیہ حضرت مجدد صاحب نے ایسا فرمایا ہے۔ لیکن امر محقق یہ ہے کہ رفع سبابہ سنت ہے اس کو ترک نہ کیا جاوے هذا خلاصة مافصله وحققه العلماء المحققون من الاحناف فلا اشکال فان اختلاف الامة رحمة من الله المتعال. فقط۔

## قعدۂ اولیٰ میں اگر امام کھڑا ہو جاوے اور مقتدی التحیات پوری نہ کر سکے تو اسے کیا کرنا چاہئے:۔

(سوال ۳۶۶) اگر امام قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی کی باقی ہے تو وہ کیا کرے اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکے تو خاموش بیٹھا رہے یا کیا کرے۔

(جواب) مقتدی پوری کر کے اٹھے۔ (۳) اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکا تو خاموش رہے یا کلمہ آخر کا تکرار کرتا رہے۔ (۴) فقط۔

## حالت نماز میں درود کے اندر ذریات و ازواج کا کلمہ بڑھانا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۶۷) ایک صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں لفظ ازواج و ذریات کا اور بڑھاوے اس میں زیادہ ثواب ہے مثلاً اللهم بارک علی ازواجه و ذریاته الخ۔ یہ بڑھانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس قدر معمول ہے وہی کافی ہے۔ اگرچہ بڑھا دینے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۵) فقط

---

(۱) هدایه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰۱. ۱۲ یعنی حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے اپنے دونوں پاؤں کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ دیر بیٹھتے نہیں تھے باقی جس روایت میں بیٹھ کر کھڑے ہونے کا ذکر ہے وہ آنحضرت ﷺ کے بڑھاپے کا واقعہ ہے کہ آپ ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل کی صورت نکل آتی ہے۔

(۲) تفصیلی حوالہ پہلے گذر چکا ۱۲ ظفیر۔ (۳) لو رفع الامام راسه الخ قبل ان یتم الماموم التسبیحات الثلاث وجب متا بعة الخ بخلاف سلامة او قیامه لثالثة قبل اتمام الموتم التشهد فانه لا یتا بعه بل یتمه لو جو به ولو لم یتم جاز (درمختار) ای صح مع کراهة التحریمه الخ (رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفیر. (۴) ولا یزید فی الفرض علی التشهد فی القعدة الاولیٰ اجماعا الخ ولو فرغ الموتم قبل امامه سکت اتفاقا (ایضاً ج ۱ ص ۴۷۶ و ج ۱ ص ۴۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر.

(۵) ولذا قال فی شرح المنیة والاتیان بما فی الاحادیث الصحیحة اولی الخ (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۴۷۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۳) ظفیر.

### سلام میں صرف منہ پھیرے سینہ نہ پھیرے:۔

(سوال ۳۶۸) نماز سے خروج کے لئے سلام پھیرتے وقت قبلہ سے فقط منہ ہی پھیرے یا سینہ بھی۔

(جواب) صرف منہ پھیرنا دونوں طرف سلام کے ساتھ کافی ہے۔(۱) فقط۔

### سورہ ملانا واجب ہے:۔

(سوال ۳۶۹) ضم سورۃ فرض ہے یا واجب اور کس قدر۔

(جواب) واجب ہے بقدر تین آیت کے۔(۲) فقط۔

### امامت بغیر عمامہ ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۰) رسول اللہ ﷺ سے یا علماء سے بدون عمامہ کے نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب) او کلکم یجد ثوبین وغیرہ۔ احادیث (۳) سے صاف ظاہر ہے کہ عمامہ ضروریات صلوٰۃ یا امامت سے نہیں ہے۔

### رکوع میں امام عجلت کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۱) امام رکوع وسجود میں ایسی جلدی کرتا ہے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہیں پڑھ سکتے۔ مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) امام کو ایسی جلدی رکوع سجود میں نہ چاہئے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہ پڑھ سکیں۔ لیکن اگر مقتدیوں کی تین تسبیح پوری نہ ہوئی تو نماز مقتدیوں کی صحیح اور کامل ہوئی اس میں کچھ نقصان نہیں آیا۔(۴)

### عورتیں کس طرح سجدہ کریں:۔

(سوال ۱/۳۷۲) عورتوں کو مردوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے یا کس طرح؟

### تشہد کی حالت میں نگاہ کہاں ہو:۔

(سوال ۲/۳۷۳) تشہد کی حالت میں کس جگہ نگاہ رکھے؟

---

(۱) وتحویل الوجه یمنة ویسرة للسلام (ای من السنن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ولها اداب ترکه لا یوجب اساءة ولا عتابالکن فعله افضل الخ والی منکبه الایمن والا یسر عند التسلیمة الاولی والثانیة لتحصیل الخشوع (ایضاً آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر.

(۲) ولها واجبات الخ (ومنها) ضم اقصر سورة کالکوثر او ماقام مقامها وهوثلاث ایات قصار (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶......۴۵۸) ظفیر.

(۳) دیکھیے دار قطنی. باب الصلوٰة فی الثوب الواحد ج ۱ ص ۱۰۵ ۱۲ ظفیر.

(۴) لو رفع الامام راسه من الرکوع والسجود قبل ان یتم الماموم التسبیحات الثلاث وجب متابعته (درمختار) یسبح فیه ثلاثا فانه سنة علی المعتمد المشهور فی المذهب لا فرض ولا واجب کما مرفلا یترک المتابعة الواجبة لا جلها. (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفیر.

(جواب)(۱) عورتوں کو اپنے بدن اور اعضاء کو سجدہ وغیرہ میں خوب ملانا چاہئے۔(۱) مردوں کی طرح کھل کرنہ کرنا چاہئے یہ مکروہ ہے۔

(۲) آداب نماز میں سے ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھیں اور حالت رکوع میں پشت قدم کی طرف اور حالت سجود میں ناک کے کنارہ کی طرف اور حالت قعود وتشہد میں اپنی گود کی طرف الخ۔(۲) درمختار۔فقط۔

## امی کیسے نماز پڑھے:۔

(سوال ۳۷۴/۱) جو شخص نماز نہ سیکھ سکے وہ کیا کرے؟

## فرض سے پہلے انی وجھت پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۷۵/۲) کیا فرض کے قبل انی وجھت وجھی للذی فطر السموات الخ پڑھنا چاہئے؟

(جواب)(۱) قراءت سیکھنے کی کوشش کرتا رہے اور افعال صلوٰۃ ادا کرتا رہے۔اور چاہئے کہ امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہوکر نماز ادا کرے۔جب قراءت وغیرہ سیکھے اس وقت نماز باقاعدہ پڑھے۔(۳)

(۲) کچھ حرج نہیں نیت سے پہلے کہہ لے۔(۴) فقط۔

## فرض نمازوں کے بعد دعا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۶) فرضوں کے بعد دعاء مانگنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کتنی دیر تک؟

(جواب) دعاء مانگنا تمام فرضوں اور نمازوں کے بعد جائز و مستحب ہے جس قدر مناسب ہو دعاء کرے مگر جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد زیادہ دیر دعا نہ کرے۔دعاء سے فارغ ہوکر سنتیں پڑھ لے۔(۵) فقط۔

## آمین بالجہر وبالسر کی تحقیق:۔

(سوال ۳۷۷) آمین بالجہر اولیٰ یا الاخفاء میں تحقیق کیا ہے؟ اور اگر غیر مقلدین آمین بالجہر کہیں تو حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں؟ اور اس بارہ میں حنفیوں اور غیر مقلدین میں ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے۔حنفیہ کہتے ہیں کہ مسجد بانٹ دی جائے غیر مقلدین ہماری مسجد میں نہ آویں اور غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مسجدیں نہ بانٹی جاویں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

---

(۱) والمرء ۃ تنخفض فلا تبدی عضدیها وتلصق بطنها بفخذیها لا نه استر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۴) ظفیر

(۲) نظره الی موضع سجوده حال قیامه والی ظهر قدمیه حال رکوعه و الی ارنبة انفه حال سجوده والی حجره حال قعوده (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۴۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر

(۳) وذکر التمر تاشی یجب ان لا یترک الا می اجتهاده اناء لیله ونهاره لیتعلم قدر ما تجوزبه الصلوٰۃ فان قصر لم یعذر عند الله تعالیٰ (غنیة المستملی ص ۴۸۴) ولا یلزم العاجز عن النطق کا خرس وامی تحریک لسانه وکذا فی حق القراءۃ هو الصحیح لتعذر الواجب فلا یلزم غیره الا بدلیل فکفی النیة لکن ینبغی ان یشترط فیها القیام الخ (الدر المختار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۷۴) ظفیر

(۴) والا ولی ان یاتی بالتوجه قبل التکبیر لیتصل النیة به هو الصحیح (هدایه باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹۲) ظفیر

(۵) ثم یسلم عن یمینه ویساره (الی قوله) ویستحب ان یستغفر ثلاثا ویقرء اية الکرسی والمعوذات ویسبح ویحمد ویکبر ثلاثا وثلثین ویهلل تمام المائة ویدعو ویختم سبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴) ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ وقال الحلوانی لا باس ما لفصل بالا وراد واختاره الکمال ایضاً ج ۱ ص ۴۹۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰) ظفیر

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہنا چاہئے فقہاء حنفیہ اخفاء آمین کو مسنون فرماتے ہیں اور حدیث میں اخفاء آمین بھی وارد ہوا ہے۔ شرح منیہ میں ہے وقدروی احمد و ابویعلی و الطبرانی والدار قطنی والحاکم فی المستدرک من حدیث شعبة عن سلمة بن کهیل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن ابیه انه صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین واخفی بها صوته وقال الشافعیؒ واحمدؒ یجهر الامام والماموم بامین لما روی ابن ماجة کان علیه الصلوة والسلام اذا تلا غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین حتی یسمع من فی الصف الاول فیرتج المسجد قلنا تعارض روایتا الجهر والاخفاء فی فعله فیرجح الاخفاء باشارة قوله فان الامام یقوله وبان الاصل فی الدعاء الاخفاء وامین دعاء فان معناه استجب الخ(۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ علماء حنفیہ حدیث اخفاء آمین کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کے نزدیک سنت اخفاء آمین ہے مگر چونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے لہذا حنفیہ کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ غیر مقلدین کے آمین بالجہر کہنے سے حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا لیکن غیر مقلدوں کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ ہرگاہ اخفاء آمین بھی حدیث شریف میں وارد ہے اور وہ راجح بھی ہے تو اپنے خیال پر ہٹ کیوں کرتے ہیں رہا یہ کہ حنفیہ کی مسجدوں میں غیر مقلدین کا آنا اگر موجب فساد و فتنہ ہو تو ان کو روک دیا جائے کہ حنفیوں کی مسجدوں میں نماز نہ پڑھیں جیسا کہ روافض کو روک سکتے ہیں۔ فقط۔

## فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعاء پڑھنا ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۸) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کسی دعاء کا پڑھنا ثابت ہے؟ رکوع سجود اور قیام میں دونوں پیروں میں کتنا فاصلہ رہنا چاہئے؟

(جواب) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعاء پڑھنا بسم الله لا اله الا الله الا هو الرحمن الرحیم اذهب عنی الهم والحزن حصن حصین .(۲) میں ہے حدیث اس بارہ میں منقول ہے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ملانا رکوع اور سجدہ میں کتب فقہ میں مسنون لکھا ہے ویسن ان یلصق کعبیهؑ . درمختار قال السید ابو السعود وکذافی السجود ایضا شامیؒ باقی حالت قیام میں شامی میں لکھا ہے کہ قدمین میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے وینبغی ان یکون بینهما مقدارا ربع اصابع الید .(۳)

(۱) غنیة المستملی ص ۳۰۲ ۱۲
(۲) دیکھئے حصن حصین ص ۸۵ وکان صلی الله علیه وسلم اذا صلے وفرغ من صلوته مسح یمینه علی راسه وقال بسم الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن (ایضا) ظفیر۔
(۳) ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۴ باب صفة الصلوة بحث القیام . ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴ . ۱۲ ظفیر۔
ع الدر المختار علی هامش رد المحتار . باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۶۱)، ط.س. ج ۱ ص ۴۹۳ . ۱۲ ظفیر۔
عہ ردالمحتار ص ۴۶۱ ج ۱

مسائل مختلف فیہا کے متعلق سوال :۔

(سوال ۳۷۹) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف امام اور رفع یدین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور ان مسائل میں حنفیہ کے دلائل کیا ہیں؟

(جواب) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین عندالحنفیہ جائز نہیں ہے اور دلائل ان مسائل کے حنفیہ کے پاس بہت ہیں اور آیات واحادیث اس بارہ میں موجود ہیں جو بہت سی کتابوں اور رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ آمین کے بارہ میں واخفی بھا صوتہ وارد ہے اور قراءۃ خلف الامام کی ممانعت میں واذا قرء فانصتوا مسلم کی روایت میں موجود ہے۔(۲) اور رفع یدین کے بارہ میں حدیث ابن مسعودؓ ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے قال لنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح۔(۳) فقط۔

# فصل رابع
## آداب نماز

امام مصلے پر موجود ہو تو کیا اس وقت بھی مقتدی بیٹھے ہیں :۔

(سوال ۳۸۰) جب امام مصلے پر موجود ہو تو امام اور مقتدی کو تکبیر کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے متعلق جو کتب فقہ میں حین قیل حی علی الفلاح مصرح ہے۔ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے یا نہیں۔ اور صحیح ہے یا غلط۔

(سوال ۱/۳۸۱) کیا مسئلہ نیا ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے سے صف بندی ناممکن ہے۔

(سوال ۲/۳۸۲) اس قول پر عمل درآمد کرنے والے اور دوسروں کو ترغیب دینے والے کیسے ہیں اور توڑنے والے اور دوسروں کو باز رکھنے والے کیسے ہیں۔

(جواب)(۱تا۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم. اقول و باللہ التوفیق. بے شک فقہاء نے آداب نماز میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت مکبر حی علی الفلاح کہے تو ائمہ ثلاثہ یعنی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک امام اور مقتدی سب کھڑے ہو جاویں۔ کذا فی الدر المختار۔ اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ یہ حکم استحبابی اس وقت ہے کہ امام وہاں قریب محراب کے پہلے سے موجود ہو اور اگر امام دوسری جگہ اپنے حجرے وغیرہ میں ہو تو جس وقت امام آوے اس وقت سب کھڑے ہو جاویں عبارت درمختار یہ ہے ولھا اداب ترکہ لا یوجب اساءۃً ولا عتاباً کترک سنۃ الزواید لکن فعلہ افضل نظرہ الی موضع سجودہ حال قیامہ (الی ان قال) وقیام الا مام والمؤ تم حین قیل حی علی الفلاح الخ ان کان الا مام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الا مام علی الا ظھر الخ وشروع الامام فی الصلوٰۃ مذ قیل قد قامت الصلوٰۃ ولو اخر حتی اتمھا لا باس بہ اجماعاً وھو

(۱) دیکھئے غنیۃ المستملی ص ۳۰۲ (۲) مسلم ج ا ص ۱۷۴۔
(۳) مشکوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۷۷۔ ۱۲ ظفیر۔

قول الثانی و الثلاثة وهو اعدل المذاهب الخ وفی القهستانی الخ انه الا صح قوله انه الا صح لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤ ذن و اعانة له علی الشروع مع الا ما م شامی. (۱) پس معلوم ہوا کہ یہ امور آداب میں سے ہیں ان کے ترک پر اس قدر تشدد کرنا کہ ان کے تارک کو مورد لعن طعن قرار دینا نہایت ظلم وتعدی ہے جیسا کہ خود علامہ شامی نے شروع امام میں قد قامت الصلوٰۃ کہنے پر بحث کی ہے کہ اصح واعدل المذ ھب یہ ہے کہ جب تک مکبر پوری تکبیر سے فارغ نہ ہو اس وقت تک امام نماز شروع نہ کرے کیونکہ اس میں پوری تکبیر کا جواب سب دے سکیں گے جو کہ مستحب ومسنون ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس وقت مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا تو آں حضرت ﷺ اقامها الله و ادامها پڑھتے تھے۔ (۲) اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے سوو اصفوفکم فان تسویة الصفوف من اقامة الصلوة ومن تمام الصلوة (۳) اور حرمین شریفین اور دیگر بلاد میں یہ عادت ہے کہ جس وقت مکبر تکبیر کہنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو پہلے یہ حدیث پڑھتا ہے سووا صفو فکم الحدیث۔ الغرض اس بارہ میں شرعاً وسعت ہے۔ اور قول فقہاء والقیام حین قیل حی علی الفلاح کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اگر پہلے سے امام ومقتدی کھڑے ہوئے نہ ہوں تو اس وقت کھڑے ہوجاویں۔ (۴) فقط۔

## قد قامت الصلوٰۃ پر امام کا نیت باندھنا:۔

(سوال ۳۸۳) کیا قد قامت الصلوٰۃ پر امام کو نیت باندھنا مفتی بہ قول ہے۔

(جواب) شامی میں اصح اس کو قرار دیا ہے کہ تکبیر کے ختم کے بعد امام نماز شروع کردے۔ وفی القهستانی معزیاً للخلاصة انه الا صح. لان فیه محافظةً . علی فضیلة متا بعة المؤذن واعانة له علی الشروع ع الامام. (۵) شامی۔ فقط۔

## بیٹھ کر نماز پڑھے تو حالت قعود ورکوع میں نگاہ کہاں رکھے:۔

(سوال ۳۸۴) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے وہ بیٹھنے کی حالت میں اپنی نظر کس جگہ رکھے۔ اور جب رکوع کرے تو کہاں نظر کرے۔

---

(۱) رد المحتار. باب صفة الصلوة فصل آداب الصلوة ج ۱ ص ۴۴۶ و ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹. ۱۲ ظفیر.
(۲) عن ابی امامة وبعض اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان بلا لا اخذ فی الا قامة الی ان قال قد قامت الصلوة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقامها الله وادامها وقال فی سائر الا قامة کنحو حدیث عمر فی الا ذان رو . ابو داؤد (مشکوة. باب فضل الاذان واجابته المؤذن فصل ثانی.
(۳) مشکوة باب تسویة الصف فصل اول ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.
(۴) والقیام لامام وموتم الخ (درمختار) مساوعةلامتثال امره والظاهر انه احتراز عن التا خیر للتقدیم حتی لو قام اول الاقامة لاباس (الطحطاوی علی الدر المختار باب صفة الصلوة آداب الصلوة ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر
(۵) اس سے پہلے کی عبارت یہ ہے وشروع الا مام فی الصلوة مذقیل قد قامت الصلوة ولو اخر حتی اتمها لاباس به اجماعا وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب کما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصةانه الاصح (درمختار) قوله انه الا صح لان فیه محافظة. علی فضیلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الا مام (ردالمحتار باب صفة الصلاة آداب الصلوة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

(جواب) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے، بیٹھنے کی حالت میں اس کے لئے فقہاء نے یہ مستحب لکھا ہے کہ حجر کی طرف نظر کرے۔ اور حجر کے معنی کئی ہیں۔ گود کے بھی ہیں اور پہلو وغیرہ کے بھی ہیں اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ اپنا کرتہ وغیرہ جو سامنے ہے اس کو دیکھے۔ غرض یہ ہے کہ جس میں خشوع حاصل ہو اور ایک طرف نظر ہو اور ادھر ادھر نہ ہو وہ امر کرے اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اندھیرے میں اور نابینا آدمی اللہ کی عظمت اور بڑائی کا خیال کرے۔(۱) اس کے بعد واضح ہو کہ فقہاء نے بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے کے لئے بحالت رکوع کوئی مقام نظر کے لئے معین نہیں کیا۔ لہٰذا اس کے لئے یہی مستحب ہوگا کہ رکوع میں جہاں نظر پڑے وہیں نظر رکھے اور متوجہ الی اللہ ہو۔ اصل حکم یہی ہے کہ تمام نماز اس طرح پڑھے گویا اللہ کو دیکھتا ہے کما ورد ان تعبد اللہ کانک تراہ.(۲) الحدیث۔ فقط۔

## کیا اقامت کے وقت امام و مقتدیوں کا بیٹھا ہوا رہنا ضروری ہے:۔

(سوال ۳۸۵) نماز کے وقت معین پر امام صاحب اپنے حجرے سے تشریف لائے اور مصلے پر دو زانو بیٹھ گئے اور مقتدی بھی بیٹھ گئے۔ مؤذن نے کھڑے ہو کر تکبیر شروع کی اور مقتدی بیٹھے ہوئے ہیں جس وقت مؤذن نے حی علی الفلاح کہا فوراً امام و مقتدی کھڑے ہو گئے اور نیت باندھ لی۔ مگر امام نے دائیں بائیں صف کو نہیں دیکھا۔ آیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا کیا عمل تھا۔

(جواب) درمختار میں ہے ولها اداب تركه لايوجب اساءة ولاعتابا (الى ان قال) والقيام لامام و موتم حين قيل حى على الفلاح الخ.(۳) اس سے معلوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا آداب میں سے ہے، اس کے ترک سے عقاب و عتاب نہیں ہے اور نیز درمختار میں ہے ويصف الامام بان يا مرهم بذاك قال الشمنى وينبغى ان يا مرهم بان يترا صوا وليسدوا الخلل وليسووا مناكبهم.(۴) الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو یہ لائق ہے کہ مقتدیوں کو برابر کھڑا ہونے کا اور صف سیدھی کرنے کا حکم کرے۔ پس امام کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ میں ایسی عجلت نہ کرے کہ صف پوری ہو یا نہ ہو، اور صف سیدھی ہو یا نہ ہو، اور سب نمازی برابر کھڑے ہوں یا نہ ہوں فوراً نیت باندھ لیوے، ایسا ہرگز نہ کرے۔ اور حی علی الفلاح پر تو امام کو نیت باندھنے کا حکم فقہاء نے بھی نہیں لکھا ہے بلکہ قد قامت الصلوٰۃ پر لکھا ہے اور اس میں درمختار و شامی وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ مکبر کی تکبیر کے ختم ہونے پر نیت باندھے۔ درمختار میں ہے اور قہستانی میں کہا خلاصہ سے نقل کر کے انه الا صح اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں لان فيه محافظة على فضيلة متابعة المؤذن واعانة له على الشروع مع الا مام الخ۔(۶)

---

(۱) ای نظره الى موضع سجوده حال قيامه الخ والى حجره حال قعوده (درمختار) قوله الى حجره ما بين يديک من ثوبک قاموس وقال ايضا الحجر مثلثة المنع وحضن الا نسان والمناسب هنا الا ول لانه فسرا لاحضن بما دون الا بط الى الكشح او الصدر والعضدان الخ قوله لتحصيل الخشوع علة للجميع لان المقصود الخشوع وترک التكليف الخ واذا كان فى الظلام او كان بصيرا يحافظ على عظمة الله تعالى لان المدار عليها (رد المحتار. باب صفة الصلوة فصل اداب الصلوة ج ۱ ص ۴۴۶ ط.س ج ۱ ص ۴۷۷) ظفير (۲) مشكوة كتاب الايمان فصل اول ۱۲ ظفير (۳) الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوة. فصل آداب الصلوة ج ۱ ص ۴۴۶ و ج ۱ ص ۴۴۷ ط.س ج ۱ ص ۴۷۷ - ۴۷۹ ۱۲ ظفير (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۱ ط.س ج ۱ ص ۵۶۸ ۱۲ ظفير (۵) وشروع الامام فى الصلوة مذ قيل قد قامت الصلوة ولو اخر حتى اتمها لا باس به اجماعا الخ وفى القهستانى معزيا للخلاصة انه الاصح (الدر المختار. على هامش ردالمحتار آداب الصلوة ج ۱ ص ۴۴۷ ط س ج ۱ ص ۴۷۹) ظفير عفى له

(۶) رد المحتار. باب صفة الصلوة آداب الصلوة ج ۱ ص ۴۴۷ ط.س ج ۱ ص ۴۷۹ ۱۲ ظفير صديقى

# فصل خامس۔ قراءت فی الصلوٰۃ

## قراءت خلف الامام:۔

(سوال ۳۸۶) قرءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کی نزدیک امام کے پیچھے قرءت فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجھہ قال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسأ لھم ثلاثا فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قرأ خلف الا مام فلیس علی الفطرۃ عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یکفیک قراۃ الا مام فھؤ لاء جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قداجمعوا علیٰ ترک القرأ ۃ خلف الامام.(۱)

## یوم جمعہ کی فجر میں سورۂ سجدہ وسورہ دہر مسنون ہے:۔

(سوال ۳۸۷) جمعہ کے فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھنا مسنون ہے۔ زید مسنون ہونے کی وجہ سے بیس جمعہ کی فجر میں دونوں سورۃ پڑھتا ہے اور اکیسویں جمعہ کی فجر میں اور سورۃ پڑھتا ہے اس خیال سے کہ عوام ان کا پڑھنا فرض خیال نہ کریں تو یہ الویت کے خلاف ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں بے شک ایسا آیا ہے لیکن حنفیہ اس کو بعض اوقات پر حمل کرتے ہیں اور مواظبت اس کے ساتھ پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ تعیین سورۃ کو کسی بھی نماز کے لئے منع فرماتے ہیں لہذا کبھی کبھی ایسا کرلیوے تو کچھ حرج نہیں ہے دوام اس پر نہ کرے، درمختار میں ہے۔ ویکون التعیین کالسجدۃ وھل اتی لفجر کل جمعۃ بل یندب قرأتھما احیاناً(۲) فقط۔

## دوسری رکعت کو پہلے سے لمبی کرنا اور درمیان میں چھوٹی سورۃ چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۳۸۸) ایک شخص اول رکعت کی قراءت سے دوسری رکعت کی قرأۃ کو طویل کرتا ہے اور چھوٹی سورۃ درمیان میں چھوڑتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) دوسری رکعت میں بہ نسبت قراءۃ اول رکعت کی تین آیتوں سے زیادہ طول کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ کذافی الدرالمختار۔(۳)

## سورۃ کے پہلے بسم اللہ:۔

(سوال ۳۸۹) اگر دو رکوع والی سورۃ پڑھے تو شروع سورۃ پر بسم اللہ کہے اور دوسری رکعت میں جب اسی سورۃ کا دوسرا

(۱) شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۲۸ و ص ۱۲۹۔ ۱۲ ظفیر۔(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۸۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۵۴۴۔ ۱۲ ظفیر۔(۳) وتطال اولی الفجر علی ثانیتھا فقط وقال محمد اولی الکل حتی التراویح قیل وعلیہ الفتویٰ و اطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیھا اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا و قصر او الا اعتبر الحروف والکلمات الخ وان بأقل لا یکرہ الخ ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۵ وج ۱ ص ۵۰۶ و ج ۱ ص ۵۱۰۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۵۴۱۔ ۵۴۶) ظفیر۔

رکوع پڑھے۔ تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔
(جواب) دوسرے رکوع پر بسم اللہ نہ پڑھے۔(۱)

## قراءۃ کی چند صورتوں کے متعلق سوال:۔

(سوال ۳۹۰) اگر فرض نماز میں اول رکعت میں سورۃ ہمزہ۔ دوئم میں سورۂ فیل یا اول رکعت میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ قریش۔ یا اول میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ ماعون یا اول میں سورۂ فیل دوم میں ہمزہ یا اول میں سورۂ قریش دوم میں سورۂ فیل یا اول میں ماعون دوم میں فیل پڑھے عمداً یا سہواً تو نماز میں کسی قسم کی خرابی تو نہ ہوگی۔
(جواب) اول صورت بلا کراہت درست ہے۔ دوسری مکروہ۔ تیسری جائز چوتھی مکروہ، پانچویں مکروہ ششم مکروہ ہے اور جس میں کراہت ہے عمداً پڑھنے میں ہے۔ اور فرض میں ہے نفل میں ہر طرح جائز ہے۔(۲) فقط۔

## عورت کا نماز میں جہر سے قرآن پڑھنا درست نہیں:۔

(سوال ۳۹۱) عورت حافظ اگر نماز نفل یا تراویح میں قرائت بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر و دیگر محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءت نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا فاسد۔
(جواب) جو عورت حافظ قرآن ہے نماز میں جہر نہیں کر سکتی۔ اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول وعلی ہذا لو قیل اذا جهرت بالقراء ة فی الصلوٰة فسدت کان متجها الخ.(۳)

## فرض نماز میں لقمہ دینا:۔

(سوال ۳۹۲) ایک شخص فرض نماز پڑھا رہا تھا۔ سورۂ فاتحہ کے بعد جو اس نے سورۃ پڑھی اس میں اس کو سہو ہو گیا۔ ایک مقتدی نے اس کو لقمہ دیا تو دوسرے شخص نے اعتراض کیا کہ فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا نہیں چاہئے۔ تراویح میں اگر امام قراءۃ بھول جاوے تو لقمہ دینا جائز ہے۔ آیا فرض نماز میں لقمہ دینا جائز ہے یا نہ۔ فقط۔
(جواب) لقمہ دینا فرض نماز میں بھی درست ہے اور نماز صحیح ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے۔ درمختار و شامی وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔(۴)

---

(۱) وتعوذ سرا الخ سراً فی اول کل رکعة ولو جهرية (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۶ و ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۹) ظفیر.
(۲) ویکره الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوسا الخ ولا يكره فی النفل شئی من ذالک (درمختار) قوله ثم ذکریتم افادوان التنكيس اوالفصل بالقصيرة انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا كما فی شرح المنية (ردالمحتار فصل فی القراء ة. ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوة ص ۳۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.
(۴) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا تفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوة ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

### آمین اور سورہ فاتحہ امام کے پیچھے :-

(سوال ۳۹۳) بعض معلم کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کے بعد آمین پکارنا ناجائز ہے اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنی ناجائز ہے۔ جو حکم شرعاً ہو تحریر فرماویں اور ہاتھ کہاں باندھیں۔

(جواب) امام کے پیچھے بے شک سورۂ فاتحہ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ واذا قرء فانصتوا (۱) کہ۔ جب امام پڑھے تو چپ رہو اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔ کما ہو ظاہر فی الحدیث۔ اور آمین بالجہر نہ کہیں آہستہ کہیں۔ لانہ دعاء والدعاء بالاخفاء قال اللہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة ۔ فقط۔ (۲)

### ایک آیت پڑھ رہا تھا چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھنے لگا :-

(سوال ۳۹۴) امام نے قرءۃ شروع کی اور اس کو سہو ہوا حالانکہ بقدر ایک آیۃ کے پڑھ چکا تھا۔ اس نے اس موقعہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا یہ کیسا ہوا۔

(جواب) یہ اچھا کیا۔ (۳) فقط۔

### فاتحہ کے بعد مقدار قرءت :-

(سوال ۳۹۵) بعد فاتحہ کے امام کو تین آیۃ پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے یا ایک آیۃ کافی ہے۔

(جواب) تین آیۃ سے کم نہ چاہئے۔ (۴) فقط۔

### قدر واجب قراءت کے بعد لقمہ دینا :-

(سوال ۳۹۶) جب امام تین آیۃ سے گذر جائے اور بعد میں بھولے تو چاہئے تو یہ کہ رکوع کر دے اور مقتدی پیچھے سے نہ بتلائے مگر امام آگے بھولا اور بڑھتا چلا گیا تو اگر مقتدی نے بتلایا تو یہ بتلانے والا کس فعل کا مرتکب ہوا۔ مکروہ تنزیہی یا تحریمی یا حرام کا یا کیا۔

(جواب) نماز لقمہ دینے والے اور لینے والے کی صحیح ہے۔ لیکن قدر واجب یا قدر مستحب قراءۃ پڑھنے کے بعد لقمہ دینا یا امام کا انتظار لقمہ کرنا اور مجبور کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۵) شامی۔

---

(۱) مسلم باب التشهد فی الصلوٰة ج ۱ ص ۱۷۴ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) سورة الاعراف رکوع ۷ ۔ ۱۲ ظفیر۔ (۳) یکره ان یفتح من ساعة کما یکره للامام ، ان یلجئه الیه بل ینتقل الی اية اخری لا یلزم من وصلها ما یفسد الصلوة او الی سورة اخری او یرکع اذا قراء قدر الفرض الخ وفی روایةقدر المستحب الخ ( ردالمحتار باب ما یفسد الصلوة ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲ ) ظفیر۔ (۴) قراء المصلی لو امام او منفرد الفاتحة وقرأ بعدها وجوبا سورة او ثلاث ایات ولو کانت الایة والا یتان تعدل ثلاث ایا ت قصار انتفت کراهة التحریم ذکره الحلبی ولا تنتفی التنزیهیة الا بالمسنون (الدر المختار. علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۸ وج ۱ ص ۴۵۹ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۱ ) ظفیر۔ (۵) ویکره ان یفتح من ساعة کما یکره للا مام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی آیة اخری لایلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰة اوالی سورة اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی (رد المحتار. باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲ ) ظفیر۔

دوسری رکعت میں لمبی قراءۃ مکروہ تنزیہی ہے:۔

(سوال ۳۹۷) مسئلہ جومشہور ہے کہ پہلی رکعت میں جوچھوٹی سورۃ اوردوسری میں بڑی سورۃ مکروہ ہے۔ یہ مکروہ کون سا مکروہ ہے تحریمی یا تنزیہی اور بڑی چھوٹی ہونے میں کچھ حد ہے کہ اتنی بڑی یا اتنی چھوٹی ہو یا نہیں۔ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں سورۂ کوثر پڑھے اوردوسری رکعت میں سورۂ اخلاص یہ مکروہ ہوگا یانہیں۔ اورسورتوں میں جوترتیب ہے یہ سنت ہے یاواجب اس کے ترک سے سجدۂ سہولازم ہوگا یانہ۔

(جواب)فی الدر المختار واطالة الثانية على الاولىٰ يكره تنزيها اجماعاًان بثلاث ايات الخ.(۱) پس معلوم ہوکہ اگرکسی نے پہلی رکعت میں سورۃ کوثر اوردوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ دوسری سورۃ میں تین آیتوں کی زیادتی نہیں ہے۔(۲)فقط۔

قراءت مکروہ:۔

(سوال ۳۹۸) کسی امام نے دورکعت میں فاتحہ کے بعد قل اللهم مالک الملک سے دوچار آیتیں پڑھ کر بدستورنمازکوتمام کرلیا، یہ نمازمکروہ ہوئی یانہیں۔ ردالمحتارقبیل باب الامامت میں جولکھاہےقوله وان يقرأ فی الاولیٰ من محل الخ قال فی النحو ينبغی ان يقرأ فی الركعتين اخر سورة واحدة لا اخر سورتين فانه مكروه عند الا كثراه اس عبارت کا کیامطلب ہے۔

(جواب)اس صورۃ میں نمازمکروہ تحریمی نہیں ہے کیونکہ عبارت ردالمحتارمیں مکروہ اس کولکھاہے کہ دورکعت میں دوسورتوں کا آخر پڑھےاورایک سورۃ کے آخرکی آیتیں دونوں رکعت میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے لیکن غیراولیٰ یعنی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ افضل واولیٰ وسنت یہ ہے کہ ہرایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پوری سورۃ پڑھے کما فی الدر المختار بان الا فضل فی كل ركعة الفاتحة وسورة تامةالخ.(۳)اورظاہر ہے کہ غیراولیٰ کامآل مکروہ تنزیہی ہوتا ہے۔فقط۔

سری نماز میں فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۳۹۹) قراءۃ سری میں امام کے پیچھےالحمد کا پڑھناامام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کےنزدیک درست ہے یانہیں۔ اگر نہیں تواس کی کیاوجہ ہے۔

(جواب)بحكم اذا قرء فانصتوا۔(۴)مقتدی کوامام کے پیچھے کچھ نہ پڑھنا چاہئےخواہ نمازجہری ہو یا سری۔(۵)فقط۔

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتارفی القراءۃ ص ۵۰۶.ط.س.ج۱ص ۵۴۲ ۱۲ ظفیر.
(۲)واطالة الثانية على الاولىٰ يكره تنزيها اجماعا ان بثلاث ايات الخ وان باقل لا يكره (ايضاً ج۱ ص ۵۰۶)ظفیر.
(۳)رد المحتار. فصل فی القرأة جلد اول ص۵۰۵ .ط.س.ج۱ص ۵۴۲. ۱۲ ظفیر.(۴)مشكوة باب القراءة فی الصلوة ص ۷۹و ص ۸۱. ۱۲ ظفیر.(۵)والمؤتم لا يقرء مطلقا ولا الفاتحة فی السرية اتفاقا وما نسب الی محمد ( ای من استحباب قراءۃ الفاتحة فی السريه احتياطا. شامی) ضعيف كما بسطه الكمال (الدر المختار)حاصله ان محمد اقال فی كتابه الا ثار لا نرى القراءة خلف الامام فی شئی من الصلوة يجهر فيه او يسر ودعوى الا حتياط ممنوعة بل الا حتياط ترک القراءة لانه العمل باقوى الدليلين وقدروى الفساد بالقراءة عن عدة من الصحابة فاقوا هما المنع ( ردالمحتارفصل فی القراءۃ ج۱ ص ۵۰۸ .ط.س.ج۱ص ۵۴۴)ظفیر.

## قراءت میں ترتیب کالحاظ:۔

(سوال ۴۰۰) نماز میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورتیں جو ضم کی جاتی ہیں ان کی ترتیب حسب ذیل کی جاتی ہے۔ یعنی اول اذا جاء پھر تبت۔ یا اسی طرح اول الم ترکیف اور دوسری رکعت میں لایلاف یہ صورت تو مسنون اور جائز کہی جاتی ہے کیا اس کے خلاف بھی جائز ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں تبت اور دوسری میں اذا جاء وغیرہ وغیرہ۔ ایک شخص اول رکعت میں اذا جاء پڑھتا ہے اور دوسری میں قل ہواللہ یا سورۂ ناس ملاتا ہے کیا یہ درست ہے۔ ایک شخص اول رکعت میں نصف سورۂ مزمل مثلاً پڑھ کر پھر قل ہواللہ پڑھ کر جمعہ کی نماز میں رکوع کرتا ہے اور دوسری رکعت میں معوذتین دونوں پڑھ کر رکوع کرتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے۔ پس پہلی رکعت میں تبت اور دوسری میں اذا جاء پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور فرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مثلاً پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری رکعت میں قل ہواللہ پڑھنا مکروہ ہے اور نوافل میں ایسا کرنا درست ہے۔ اور ایک رکعت میں نصف سورۂ مزمل مثلاً پڑھ کر قل ہواللہ اس کے ساتھ ملانا مکروہ ہے۔ اسی طرح دوسری رکعت میں معوذتین یعنی دو سورتیں پڑھنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اگرچہ نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

## فاتحہ خلف الامام پر عمل کی بحث:۔

(سوال ۴۰۱) بزرگان دین میں سے کسی نے فاتحہ خلف امام و رفع الیدین و آمین بالجہر مسائل پر عمل کیا ہے یا نہیں۔

(جواب) بعض نے کیا ہے مگر اکثر صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا عمل اس کے خلاف ہے اور خود احادیث مرفوعہ بھی اس کے خلاف وارد ہیں۔ (۲) فقط۔

## خلاف ترتیب سورتیں نماز میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۴۰۲/۱) امام یا منفرد نماز فرض یا سنت و نفل میں پہلی رکعت میں لایلاف اور دوسری میں سورۂ فیل یا پہلی رکعت میں سورۂ فیل اور دوسری میں الم نشرح پڑھیں تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی یا مکروہ تنزیہی اور نماز قابل اعادہ ہے یا نہیں۔

## چھوٹی سورت کا فصل مکروہ ہے:۔

(سوال ۴۰۳/۲) اگر کوئی چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورۃ پڑھ کر درمیان میں ایک سورۃ چھوڑ کر دوسری رکعت میں تیسری سورۃ پڑھے یا پہلی رکعت میں چھوٹی سورۃ اور دوسری میں بڑی سورۃ پڑھے تو کیا حکم ہے۔

---

(۱) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسا الا اذا ختم فیقرء من البقرۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک (درمختار) وفی التاتارخانیہ اذا جمع بین سورتین فی رکعۃ رأیت فی موضع انہ لا باس بہ وذکر شیخ الاسلام لا ینبغی لہ ان یفعل الخ ( ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۲) والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا وما نسب الی محمد ضعیف کما بسطہ الکمال فان قرء کرہ تحریما وتصح فی الاصح وفی در رالبحار عن مبسوط خواہر زادہ انہا تفسد ویکون فاسقا وہو مروی عن عدۃ من الصحابۃ فالمنع احوط (درمختار) مروی عن عدۃ من الصحابۃ قال فی الخزائن وفی الکافی ومنع الموتم عن القراءۃ ما ثورۃ عن ثما نین نفر امن کبار الصحابۃ منہم المرتضیٰ والعباد لۃ وقددون اہل الحدیث اسا میہم ( ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴ واذا قرأ فانصتوا (مسلم باب التشہد) ظفیر.

(جواب) نماز فرض و واجب میں اس طرح برعکس ترتیب یعنی معکوس پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور حسب قاعدہ کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا (۱) اعادہ اس کا واجب ہے (۲) اور نوافل میں مکروہ نہیں ہے وان یقراء منکوس الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذلک الخ درمختار۔(۳) اور امام و منفرد کا حکم اس بارہ میں برابر ہے۔

(۲) سورۂ قصیر کا فصل کرنا فرائض میں مکروہ ہے۔(۴) اور دوسری رکعت میں بقدر تین آیت یا زیادہ۔ پہلی رکعت سے قراءت زیادہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے واطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیھاً اجماعاً ان بثلاث ایات الخ۔(۵) درمختار فقط۔

## نماز میں آیت سجدہ کا چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۴۰۴) امام آیۃ سجدہ پر پہنچ کر آیۃ سجدہ چھوڑ کر رکوع کرے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے وکرہ ترک ایۃ سجدۃ وقراءۃ باقی السورۃ الخ (۶) پس معلوم ہوا کہ آیت سجدہ کو بالقصد چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

## آخر سورہ میں آمین اور دوسرے کلمات جماعت کی نماز میں نہ کہے جائیں:۔

(سوال ۴۰۵) علاوہ آخر سورہ فاتحہ میں آمین بصورت خفی کہنے کے سورۂ بقرہ کے آخر میں آمین بنی اسرائیل کے آخر میں تکبیر۔ سورہ ملک کے آخر میں اللھم ربنا ورب العلمین۔ سورہ قیامۃ و مرسلات و والتین کے آخر میں کلمات مشہورہ مسنونہ سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورہ کے آخر میں تکبیر۔ بعض آیات کے آخر میں کچھ الفاظ بطریق مسنون اثنائے تلاوت میں کہے جاتے ہیں جیسے سورہ طٰہٰ میں وقل رب زدنی علماً کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔ اللھم زدنی علماً وایماناً ویقیناً فرمایا کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ پس نماز ہائے فریضہ و نافلہ میں امام و منفرد یہ کلمات عند الاحناف آہستہ مثل آمین سورہ فاتحہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ یہ اذکار نوافل میں یا منفرداً خارج عن الصلوٰۃ پر محمول ہیں۔ فرائض و جماعت نفل میں درست نہیں ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ لا باس للمتطوع المنفردان یتعوذ باللہ من النار الخ وان کان المصلی المنفرد فی الفرض کرہ لہ ذلک الخ واما الا مام والمقتدی فلا یفعل ذلک السوال والتعوذ لا فی

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوۃ مطلب کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم الخ ج ۱ ص ۴۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷ ۱۲ ظفیر. (۲) شامی نے جہاں اس قاعدہ کی تشریح کی ہے وہیں اس کی وضاحت کردی ہے کہ مذکورہ صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ قالوا یجب الترتیب فی سور القران فلو قرء منکوسا اثم لا کن لا یلزمہ سجود السھو لان ذالک من واجبات القراء ۃ لا من واجبات الصلوۃ کماذکرہ فی البحر فی باب السھو الخ ( ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر. (۳) الدرا لمختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۱۰ و ج ۱ ص ۵۱۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶ . ۱۲ ظفیر. (۴) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک ایضا ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۰۶ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۲. ۱۲ ظفیر.

(۶) الدر المختار علی ھامش رد المختار. باب سجود التلادت ج ۱ ص ۷۲۹. ۱۲ ظفیر.

الفرض ولا فی النفل الخ . شرح منیہ کبیری. فقط۔
(اس کتاب کا نام غنیۃ المستملی ہے۔کبیری اور شرح منیہ کے نام سے علماء میں مشہور ہیں۔ظفیر)

## بسم اللہ جزو قرآن ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۰۶) بسم اللہ قرآن شریف کا جزو ہے یا نہیں۔اگر ہے تو جہری نماز میں بسم اللہ کو بالجہر کیوں نہیں پڑھتے۔ یہاں ایک حافظ نے ماہ رمضان میں قرآن سناتے وقت صرف قل ہو اللہ کے شروع میں بسم اللہ بالجہر پڑھی۔
(جواب) حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ ہر ایک سورۃ کا جزو نہیں ہے۔محض فصل بین السورتین کے لئے اوائل سورۃ میں لکھی جاتی ہے اور سوائے سورہ توبہ ہر ایک سورۃ کے اول میں لکھنا اس کا ثابت ہے مگر جزو ہونا اس سورۃ کا ثابت نہیں ہے۔اس لئے جہر کرنا ہر ایک سورۃ کے ساتھ حکم نہیں ہے صرف تمام قرآن شریف میں ایک آیۃ بسم اللہ بھی ہے اس لئے تراویح میں جب قرآن شریف پورا پڑھا جاتا ہے تو ایک جگہ جہر کر دیا جاتا ہے۔(۱) فقط۔

## چھوٹی سورۃ کی تعریف:۔

(سوال ۴۰۷) جو آیۃ سورہ کوثر کے برابر ہو بڑی آیۃ شمار ہوگی۔کسی کتاب فقہ کی عبارت تحریر فرمادیجئے کہ کم سے کم بڑی آیۃ کی مقدار کیا ہے۔
(جواب) درمختار میں ہے وضم اقصر سورۃ کالکوثر او ماقام مقامها وهو ثلث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر فاستکبر. وفی الشامی قوله تعدل ثلاثا قصاراً ای مثل ثم نظر الخ وهی ثلثون حرفاً فلو قراء ایة طویلة قدر ثلثین حرفاً یکون قداتی بقدر ثلث ایات الخ .(۲) فقط۔

## نماز میں متواترہ قراتیں:۔

(سوال ۴۰۸) فن قراءۃ اصول وفرع دوقسم ہے اور سات ائمہ اور چودہ روایت سے مروی ہے تو نماز کے اندر تمام قراۃ جمع کر کے پڑھ سکتے ہیں یا فقط فرع کی۔یعنی اختلاف فرش الحروف کا نماز کے اندر اجراء کر سکتے ہیں یا نہیں۔ایک کلمہ ایک راوی کا اور ایک کلمہ دیگر راوی کا نماز میں اجراء کر سکتے ہیں یا نہیں۔
(جواب) نماز جملہ روایات متواترہ کے ساتھ صحیح ہے لیکن روایات غریبہ غیر معروفہ کو پڑھنا نماز میں اچھا نہیں اگرچہ وہ متواترہ ہوں کیونکہ عوام کو اس میں مضرت ہے کما فی الدر المختار ویجوز بالروایات السبع وفی الشامی بل یجوز بالعشر (ایضاً) لکن الاولیٰ ان لا یقرأ بالغریبة عند العوام صیانةً لدینهم الخ .وفی الشامی قوله بالغریبة ای بالروایات الغریبة والامالات لان بعض السفهاء یقولون مالا یعلمون فیقعون فی

(۱) وهی ای بسم اللہ الخ ایة واحدة من القران کله انزلت للفصل بین السور الخ ولیست من الفاتحة ولا من کل سورة فی الاصح (الدر المختار علی هامش رد المحتار .باب صفة الصلوٰة بعد الفصل ج ۱ ص ۴۵۸ .ط.س. ج ۱ ص ۴۹۱) ظفیر
(۲) رد المحتار .باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ .ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸ .۱۲ ظفیر

الاثم والشقاء ولا ینبغی للآئمة ان یحمل العوام علی ما فیه نقصان دینهم ولا یقرأ عند هم مثل قراءة ابی جعفر وابن عامر و علی بن حمزة والکسائی صیانة لدینهم فلعلهم یستخفون اویضحکون وان کان کل القرآءة والروایات صحیحة فصیحة ومشائخنا اختار واقراءة ابی عمر و حفص عن عاصم الخ . من التتارخانیة عن فتاوی الحجة. (۱) الحاصل جوقراءت اب عموماً مروج ہے اور قرآنوں میں مطبوع ہے یعنی قرأت حفص کی عاصم سے اسی کو پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

## رموز اوقاف پر ٹھیرنے اور نہ ٹھیرنے کی بحث:۔

(سوال ۴۰۹) الحمد لله رب العلمین ۝ الرحمن الرحیم. من شرا لوسواس الخناس ۝ الذی یوسوس . علی کل شئی قدیر ۝ ن الذی خلق الموت والحیوٰة . الآیة. آیت " لا " پر اگر سانس ختم یا بند ہو جانے کی وجہ سے وقف کرے اور اخیر لفظ کو نہ دہرا کر آگے بڑھتا چلے تو نماز میں کیا خلل ہے نیز تیسری مثال میں اگر وقف کرلیا ہو تو آگے الذی کہہ کر پڑھا جاوے یا نِ الّذی کہہ کر۔

(جواب) آیۃ لا پر بضرورت وقف کردینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور لفظ ماقبل کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نماز میں کچھ خلل نہیں ہے۔ اور تیسری مثال میں الذی اور نِ لّذی پڑھنا دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ مگر حالت وقف میں الذی پڑھنا چاہئے۔

## حنفی متفق علیہ مسلک کے خلاف حضرت شاہ ولی اللہ کا قول معتبر نہیں:۔

(سوال ۴۱۰) چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کا قول اسرار شریعت میں ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نہ پڑھنے سے بہتر ہے اور شاہ صاحب علماء حنفیہ میں سے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کوئی حنفی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے تو کیسا ہے۔

(جواب) حنفی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے۔ (۲) اور شاہ ولی اللہ جیسا محقق اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کریں تو اوروں کے لئے یہ فعل درست نہیں ہے ان کو اپنے امام متبوع کی تقلید کرنی چاہئے۔ خصوصاً جب کہ دلائل سے بھی مذاہب امام قوی ہو۔ (۳) فقط۔

## امام رموز اوقاف پر وقف نہ کرے تو بھی نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۴۱۱) امام صبح کی دوسری رکعت میں اذا لسماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت سے یایّها

(۱) ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۱۲.۵۴۱ ظفیر.
(۲) ولا یقرأ الموتم خلف الامام الخ لنا قوله علیه السلام من کان له امام فقراءة الامام له قراءة وعلیه اجماع الصحابة ورکن مشترک بینهما لکن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیه السلام واذا قرأ فانصتوا ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما یروی عند محمد ویکره عندهما لمافیه من الوعید (هدایه. فصل القراءة ص ۱۰۹) ظفیر.
(۳) قالوارسم المفتی ان ما اتفق علیه اصحابنا فی الروایات الظاهرة یفتی به قطعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمه ج ۱ ص ۶۳ وج ۱ ص ۴۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۹) ظفیر.

الانسان ما غرک بربک الکریم الذی پر سانس توڑا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اس طرح پڑھنا ناجائز ہے۔

(جواب) اس صورت میں قراءت صحیح ہوئی اور نماز میں کچھ خلل اور فساد نہیں آیا۔ (۱) فقط۔

## سورۂ فاتحہ میں سکتہ نہ کرنے سے شیطان کا نام نہیں بنتا:۔

(سوال ۴۱۲) بعض کا قول ہے کہ الحمد یعنی سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتات کرنا چاہئے۔ اگر یہ سکتات نہ کئے جائیں تو نام شیطانی پیدا ہو جاتا ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے۔ یہ قول صحیح ہے کہ غلط۔

(جواب) یہ قول بالکل باطل اور محض لغو ہے کما حققۃ فی القول الفاصل بین الحق والباطل للامام محمد بن عمرو بن خالد القرشی حیث قال اعلم ان ھؤلآء القائلین عموا فیما زعموا وغفلوا فیما نقلوا بل ان ما زعموہ وسواس صرف وما نقلوہ افتراء محض الخ. (۲) فقط۔

## بے جگہ وقفہ کرے یا جزءِ سورہ نماز میں کوئی پڑھے تو نماز ہو جائے گی:۔

(سوال ۴۱۳/۱) زید ایک قاری وقف اضطراری بہت کثرت سے کرتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نہایت ترتیل سے پڑھتا ہے۔ عشاء اور فجر میں اکثر جزءِ سورۃ پڑھتا ہے۔ مصلیوں میں اور لوگ بھی قرآن صحیح بلا وقوف اضطراری پڑھ سکتے ہیں۔ مصلیوں میں سے بعض ایسے پڑھنے کو طبعاً بہت مکروہ سمجھتے ہیں۔ بڑی آیت میں کئی جگہ اور چھوٹی میں ایک جگہ کبھی دو جگہ وقف کیا جاتا ہے۔ مثلاً اطعمھم اضطراری۔ الذی اطعمھم من جوع وامن ھم اضطراری من خوف O اور مثلاً انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما O اضطراری۔ وما ادراک مالیلۃ القدر اس طرح وقف کرنا جائز ہے یا مکروہ ہے۔

(سوال ۴۱۴/۲) اور جزو سورۃ پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۴۱۵/۳) بعض مصلیان کا مکروہ سمجھنا ترک امامت کے لئے دلیل ہے یا نہیں۔

(سوال ۴۱۶/۴) جب قاری مذکور تدویر سے بلا وقف اضطراری پڑھ سکتا ہے تو ایسے پڑھنے سے اس کو منع کیا جائے گا یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس طرح وقوف اضطراری میں دوبارہ آیات کا اعادہ کر لینے سے کچھ کراہت نہیں رہتی اور مقتدیوں کو بھی اس سے کراہت کرنا نہ چاہئے۔ لیکن جب کہ دوسرا شخص صحیح پڑھنے والا قرآن شریف کا موجود ہے جو کہ اس قدر کثرت سے وقف اضطراری نہیں کرتا تو اس کا امام ہونا اچھا ہے۔ کیونکہ مقتدیوں کی رعایت بہتر ہے۔ (۳)

(۲) اور جزو سورۃ ہمیشہ پڑھنا خلاف سنت ہے اور غیر اولیٰ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز میں پوری سورۃ پڑھی

---

(۱) ومنھا زلۃ القاری فلو فی اعراب او تخفیف مشدد وعکسہ الخ اوبو قف و ابتداء لم تفسدوان غیر المعنی بہ یفتی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار زلۃ القاری ج ۱ ص ۵۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۰) ظفیر. (۲) دیکھئے کتاب مذکور القول الفاصل بین الحق والباطل ۱۲. (۳) وھو مافی الصحیحین اذا صلی احدکم للناس فلیخفف فان فیھم الضعیف والسقیم والکبیر واذا صلی لنفسہ فلیطول ما شاء الخ (ردالمحتار. باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۱۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۵) ظفیر.

جاوے۔ شامی میں ہے صرحوابان الا فضل فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ تامۃ الخ ۔(۱) ج ا ص ۳۶۳ شامی۔

(۳) مصلیان کا کسی امام کی امامت کو مکروہ سمجھنا اگر بوجہ امام کی خرابی کے ہو تو اس امام کو امامت کرانا مکروہ ہے اور اگر امام میں کچھ خرابی نہیں تو مقتدیان کا مکروہ سمجھنا برا ہے۔ کذافی الدر المختار۔(۲)

(۴) بے شک اگر تدویر سے بدون اوقاف اضطراری کے پڑھ سکتا ہے ویسا ہی پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

## فاتحہ خلف الامام بقصد ثناء پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۱۷) فلو قرء المقتدی لزم له قرأتان وهو غير معهود فی الشرع وهذا انما يتم لو قرأ علی نية الثناء اما لو قرأ الفاتحة علی نية الثناء فيخرج عن القرانية فلا يلزم قرأتان كماتقول لو قرأ الفاتحة فی صلوة الجنازة علی نية الدعاء لا باس به الخ. ارکان اربعہ ص ۱۰۲۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فاتحہ خلف امام صلوٰۃ خمسہ میں بقصد دعاء وثناء مثل صلوٰۃ جنازہ پڑھنا کس طرح منع ہے۔ بحر العلوم ارکان اربعہ میں جائز لکھا ہے کیا حنفیہ اس کو مان لیں گے تو وہابیہ سے کس طرح خلاص پائیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار . والموتم لا يقرأ مطلقاً و لا الفاتحة فی السرية اتفاقاً وما نسب لمحمد رحمة الله عليه ضعيف كمابسطه الكمال فان قرأ كره تحريماً وتصح فی الا صح وفی درر البحار وعن مبسوط خواهر زاده انها تفسدويكون فاسقاً وهو مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ درمختار وفی الشامی قوله " مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ " قال فی الخزائن وفی الكافی ومنع الموتم من القرأة ماثورة عن ثمانين نفرًا من كبار الصحابة منهم المرتضیٰ والعبادلة .الخ(۳) وفيه قبيله وقدروی الفساد بالقراءة عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم. فاقوٰهما المنع. شامی (۴) پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ کسی طرح اجازت قراءۃ فاتحہ کی امام کے پیچھے نہیں ہے کہ اس میں خوف فساد صلوٰۃ ہے كما روی عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم قاله الكمال . اور جنازہ چونکہ محل دعاء ہے تو اس میں بہ نیت ثناء جواز ہو سکتا ہے۔ اور صلوٰت خمسہ محل قراءت ہیں۔ اس لئے احوط یہ ہے کہ کسی طرح فاتحہ خلف امام نہ پڑھے۔ فقط۔

## تجوید کی عدم رعایت سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۱۸) امام باوجود تجوید جاننے کے قراءت تجوید سے نہ پڑھے۔ مثلاً آیۃ کی جگہ نہ ٹھیرایا۔ بغیر آیۃ کے سانس لے لیا یا وقفہ سکتے پر سانس لیتے ہوئے ٹھیرا یا وقف اور وقف لازم اور وقف النبی کا خیال نہیں رکھا یا مد کی جگہ قصر کیا یا نون

---

(۱) رد المحتار. باب صفة الصلوة. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱ . ۱۲ ظفير.

(۲) ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفسادفيه اولا نهم احق بالا مامة منه كره له ذالک تحريما الخ وان هو احق، لا ، والكراهة عليهم (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفير.

(۳) رد المحتار. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴ . ۱۲ ظفير.

(۴) رد المحتار. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴ . ۱۲ ظفير.

اظہار کی جگہ اخفاء کیا تو نماز جائز ہوگی یا نہیں۔
(جواب) نماز ہوگئی۔ فقط۔

## نماز میں ترجمہ قرآن پڑھا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۱۹ ۱/۴) اگر نماز کے اندر قرآن مجید کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جائے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

## قرآن سے مقصود لفظ ہے یا معنی:۔

(سوال ۴۲۰/۲) قرآن مجید سے مقصود دراصل لفظ ہے یا معنی۔

(جواب) قرائۃ قرآن میں مقصود اصل دونوں ہیں لفظ بھی اور معنی۔ بھی اور قرآن نام ہے اس کلام اور عبادت خاص کا جو کہ مکتوب فی المصاحف ہے اور عربی زبان میں ہے قال اللہ تعالی انا انزلناہ قرانا عربیاً لعلم تعقلون .(۱) پس جو نظم عربی نہیں ہے وہ قرآن نہیں ہے اور نہ حکم تلاوت قرآن کا اس پر صادق آتا ہے اور نہ وہ ثواب حاصل ہوسکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا .لا اقول الم حرف الف حرف ولام حرف ومیم حرف رواہ الترمذی وغیرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ .(۲) شامی میں ہے لان الا مام رجع الی قولھما فی اشتراط القراء ۃ بالعربیۃ لان الما موربہ قراء ۃ القران وھو اسم للمنزل باللفظ العربی المنظوم ھذا النظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراًالخ .(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ امام صاحب اور صاحبین اس میں متفق ہوگئے ہیں کہ نماز میں قراءۃ قرآن انہی کلمات عربیہ کے ساتھ ہونی چاہئے جو کہ حقیقۃً قرآن ہے اور مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ الی آخرہ۔

الحاصل نماز کے اندر ترجمہ قرآن شریف کا پڑھنے سے نماز نہ ہوگی کیونکہ نماز میں قراءۃ قرآن شریف فرض ہے اور قرآن نام نظم عربی کا ہے ترجمہ کو قرآن نہیں کہا جاتا مگر مجازاً۔ کما قال فی ردالمحتار والا عجمی انما یسمی قرا ناً مجازاً و لذایصح نفی اسم القران عنہ الخ شامی .(۴) فقط۔

## مقدار واجب پڑھنے کے بعد بھول گیا اور امام نے رکوع کے بجائے نماز توڑ دی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۲۱/۱) امام نے نماز شروع کی اور تین یا چار آیۃ پڑھ کر بھول گیا تو اب اس کو رکوع کرنا تھا اس نے نماز توڑ دی پھر دوباہ الحمد سے شروع کی تو کیسا ہے۔

---

(۱) سورئہ یوسف. ۱ ۲ ا ظفیر.
(۲) مشکوۃ. کتاب فضائل القرآن. فصل ثانی ص ۱۸۶. ۱۲ ظفیر.
(۳) رد المحتار. باب صفۃالصلوۃ مطلب فی حکم القراء ۃ بالفارسیۃ ج ا ص ۴۵۲.ط.س. ج ا ص ۴۸۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) ایضا .ط.س. ج ا ص ۴۸۵. ۱۲ ظفیر.

دوآیت پڑھ کر بھول گیا امام نے بیچ کی آیت چھوڑ کر آگے سے پڑھا:۔

(سوال ۴۲۲/۲) امام نے نماز شروع کی، دوآیت پڑھ کر بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیت سے شروع کی یا دوسری سورۃ، تو نماز ہوئی یا نہ اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

اگر دوآیت پڑھ کر بھول گیا تو دوسری سورۃ پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۳/۳) امام دوآیۃ پڑھ کر تیسری نصف آیت سے بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیۃ سے یا دوسری سورۃ شروع کردی تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) نماز توڑنے کی ضرورت نہ تھی لیکن جب دوبارہ اس نماز کو پڑھ لی تو ادا ہوگئی۔(۱)

(۲) نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔(۲)

(۳) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔(۳) فقط۔

بعض لفظوں میں دوقراءت:۔

(سوال ۴۲۴) قرآن شریف میں بعض جگہ چھوٹے حروف لکھے ہوتے ہیں مثلاً بصۜطة ج هم المصۜيطرون، عليهم، بمصۜيطر ان میں سے کون سا حروف دومرتبہ پڑھا جاوے۔ پنجاب میں دومرتبہ پڑھتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) لفظ بصطة اور ہم المصیطرون اور علیھم بمصیطر کے اوپر س لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لفظ سین سے پڑھا گیا ہے اور صاد سے بھی یعنی تلاوت کرنے والا خواہ سین پڑھے خواہ صاد نماز صحیح ہے۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے کلمات کو دودفعہ پڑھے بلکہ جس قاری کا اتباع کرے اسی کے موافق پڑھے۔ قوله المصيطرون وفى قراء ة لا بن كثير بالسين بدل الصاد و المتسلطون الجبارون الخ كما لين . لست عليهم بمصيطر وفى قراء ة بالصاد بدل السين اى بمسلط .(۴) وفى القاموس البصط البسط فى جميع معانيه. فقط۔

قراءۃ میں ترتیل کی رعایت ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۵) انانشاهد كثير امن الحفاظ انهم يقرء ون القران المجيد بالتعجيل فى صلوة وغيرها كو قت الحفظ بحيث لا يفهم ما يتلفظون به من الا عراب والا لفاظ وغيرها والحال ان القران

(۱) وضم اقصر سورة كا لكوثر او ماقام مقامها وهو ثلاث ايات قصا رنحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد بر واستكبر و كذا لو كانت الا ية اوالايتان تعدل ثلاثا قصارا (الدرالمختار على هامش ردالمحتارباب صفة الصلوة مطلب واجبات الصلوة ج ا ص ۴۲۷ ط.س. ج ا ص ۴۵۸) ظفير. (۲) يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للا مام ان يلجئه اليه بل ينقل الى اية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوة (رد المحتار باب مايفسد الصلوة وما يكره فيها ج ا ص ۵۸۲ ط.س. ج ا ص ۶۲۲) لو قرأ تعدل اقصر سورة جاز الخ وقدرها من حيث الكلمات عشر وحيث الحروف ثلا ثون (ايضا فصل فى القراءة ج ا ص ۵۰۲ ط.س. ج ا ص ۵۳۸) ظفير.

(۳) ايضا ط.س. ج ا ص ۵۳۸. ۱۲ ظفير.

(۴) جلالين. اصح المطابع سورة غاشيه ص ۴۹۸. ۱۲ ظفير.

اطق علی ترتیله ورتل القران ترتیلاً فهل یجوزلهم القراء ة علی سبیل التعجیل ام لا .

(جواب)قال فی الدر المختار . ویجتنب المنکرات هذرمة القراء ة وفی الشامی هذرمة الخ سرعة الکلام والقراء ة .(۱) الخ فعلم ان القراء ة بالکیفیة المذکورة من ترک الترتیل الما موربه والاستعمال المفضی الی الهذرمة مسن المنکرات التی ینبغی الا جتناب عنها .فقط.

ہر رکعت میں سورہ کے ساتھ سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۲۶) ایک امام نے نماز جہری میں بعد الحمد کے جو سورۃ پڑھی اس صورت کے ساتھ قل ہواللہ پڑھ کر رکوع و سجود کیا اور دوسری رکعت میں الحمد کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملا کر اس کے بعد قل ہواللہ پڑھے حنفیہ کے نزدیک یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فرائض میں عند الحنفیہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔شرح منیہ میں ہے والحاصل ان تکرار السورة الواحدة فی رکعة واحدة مکروهة فی الفرض ذکره فی فتاویٰ قاضی خان وکذا تکرار ها فی رکعتین منه بان قرء ها فی الا ولی ثم کرر هافی الرکعة الثانیة یکره ذکره فی القنیه لکن هذا اذا کان بغیر ضرورة بان کان یقدر قراء ة سورة اخری اما اذا لم یقدر فلا یکره الخ ولا یکره تکرار السورة فی رکعة او فی رکعتین فی التطوع الخ .(۲) پس معلوم ہوا کہ فرائض میں ایسا کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں جائز ہے۔فقط

پہلی رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ کی قراءۃ کی جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۲۷) جو لوگ اول رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ جو رکوع سے بڑی نہیں ہوتی پڑھتے ہیں یہ جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) کراہت اس میں کچھ نہیں ہے۔(۳) البتہ فضیلت اس میں ہے کہ دونوں رکعت میں پوری پوری سورۃ پڑھی جاوے۔(۴) کذا فی الشامی۔فقط۔

پہلی رکعت میں ایک سورۃ کا ایک حصہ اور دوسری میں دوسری سورت کا حصہ پڑھائے تو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۸) اگر امام اول رکعت میں ایک سورۃ کا پہلا رکوع اور دوسری رکعت میں دوسرا رکوع پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز درست ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتارباب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج۱ ص ۶۶۳ ط.س. ج۲ص۴۷.۱۲ ظفیر.
(۲)غنیة المستملی ص .(۳)وکذا لوقرأ فی الا ولی من وسط سورة او من سورة اولها ثم قرأ فی الثانیة من وسط سورة اخریٰ الخ او سورة قصیرةالا صح انه لا یکره ( ردالمحتارفصل فی القراء ة ج۱ ص۵۱۰.ط.س.ج۱ ص۵۴۶)ظفیر.
(۴)مع انهم صرحوابان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة ( ردالمحتارفصل فی القراء ة ج۱ ص ۵۰۵.ط.س. ج۱ ص۵۴۱)ظفیر.(۵)ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة و قیل یکره وقیل لا یکره وهو الصحیح کذا فی الظهیریه (عالمگیری مصری. فصل فی القراء ة ج۱ ص ۷۳)ظفیر.

## وتر کی رکعتوں میں بڑی چھوٹی سورتوں کی قراءت کی تو ہوئی یا نہیں :۔

(سوال ۴۲۹) وتر میں امام صاحب نے پہلی رکعت میں والعصر۔ دوسری میں الھٰکم التکاثر۔ تیسری میں الھمزہ پڑھی۔ تیسری سورۃ دوسری سے دوگنی ہے تو نماز وتر ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز وتر ہوگی۔ اس قدر سورتوں کے بڑے چھوٹے ہونے سے نماز میں کچھ کراہت نہیں آتی۔ (۱) فقط۔

## درمیان میں چھوٹی سورہ نہ چھوڑی جائے :۔

(سوال ۴۳۰) کہا جاتا ہے کہ اذا جاء کے بعد تبت پڑھنی چاہئے۔ اس کو ترک کر کے قل ہو اللہ نہ پڑھے حالانکہ پڑھنے والے کو اذا جاء اور قل ہو اللہ سے محبت ہے تو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا فرائض و واجبات میں فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ پس اگر قل ہو اللہ دوسری رکعت میں پڑھنی ہے تو پہلی میں قل یا الخ پڑھ دے۔ اور اگر پہلی رکعت میں اذا جاء پڑھی ہے تو دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھے۔ (۲) فقط

## نماز میں ترتیب سورہ کا لحاظ :۔

(سوال ۴۳۱) ترتیب سور قرآنیہ کا نماز میں کیا حکم ہے۔ مثلاً قل اعوذ برب الفلق کے بعد قل ہو اللہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) فرائض و واجبات میں اس تقدیم و تاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے (۳)۔ فقط۔

## وقت کی تنگی کے وقت نماز فجر میں چھوٹی سورتیں درست ہیں :۔

(سوال ۴۳۲) صبح کی نماز میں وقت تھوڑا تھا اس وجہ سے اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی۔ بعد نماز ایک صاحب نے یہ فرمایا کہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ بڑی سورۃ پڑھنی چاہئے تھی۔

(جواب) وہ نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی۔ یہ کہنا کسی کا کہ یہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی غلط ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب کہ وقت تھوڑا ہو یا سفر وغیرہ

---

(۱) واطالة الثانية على الا ولىٰ يكره تنزيها اجما عا ان بثلاث ايا ت ان تقاربت طولا وقصر او الا اعتبر الحروف والكلمات واعتبر الحلبى فحش الطول لا عدد الا يات واستثنىٰ فى البحر ما وردت به السنة واستظهر فى النفل عدم الكراهة وان باقل لايكره (درمختار) قوله فحش الطول الخ كمالو قرأ فى الا ولىٰ والعصرو فى الثانية الهمزة فرمز فى القنية اولا انه لا يكره ثم رمز ثانيا انه يكره وقال لا ن الا ولى ثلاث ايات والثانية تسع وتكره الزيادة الكثيرة الخ (رد المحتار. فصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۰۶ و ص ۵۰۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۲) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب قران کے خلاف سورتیں پڑھی گئیں، یہ بھی مکروہ ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے یوں نماز ہوگئی۔ ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا (درمختار) لان ترتيب السوره فى القراءة من واجبات التلاوة (ردالمحتارفصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفير.

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة (الدرالمختار على هامش ردالمحتارفصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفير.

عجلت ہو تو چھوٹی سورتوں کا فجر کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔(۱)

## پہلی رکعت میں مزمل کا حصہ اور دوسری میں بقرہ کا حصہ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۴۳۳) امام نے مغرب کی اول رکعت میں بعد الحمد شریف پہلی رکوع سورۂ مزمل کا پڑھا۔ دوسری رکعت میں پہلا رکوع الم کا پڑھا اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔ مگر آئندہ اس طرح خلاف ترتیب قرآنی نہ پڑھنا چاہئے کہ اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

## نماز میں آیت کے دہرانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۳۴) زید فرض مغرب کے پڑھا رہا ہے۔ اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ فیل شروع کی اور طیرا ابابیل کو دو مرتبہ پڑھا۔ اول مرتبہ لام کو سکون اور دوسری مرتبہ لام کو زبر کے ساتھ کہہ کر رکوع کر دیا اور دوسری رکعت میں بعد ختم سورۂ فاتحہ کے سورہ قریش شروع کی اور پوری سورۃ پڑھی آیا نماز ہوگئی یا نہیں یا سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی۔ سجدہ سہو کی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی۔(۳) فقط

## فرض میں آنحضرت ﷺ سے جزو سورۃ کا پڑھنا صراحتاً ثابت نہیں:۔

(سوال ۴۳۵) فرض نماز میں آنحضرت ﷺ نے کسی وقت میں علاوہ سورتوں کے رکوع پڑھے ہیں یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھنا مستحب اور سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اکثر پوری ہی سورۃ پڑھی اور شاید کبھی علاوہ سورۃ کے کہیں سے کوئی رکوع پڑھا ہو مگر تصریح(۴) نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) ویسن فی السفر مطلقا ای حالة قرار او فرار الخ الفاتحة وجوبا و ای سورة شاء وفی الضرورة بقدر الحال (درمختار) ای سواء کان فی الحضر اوا لسفر الخ لانه علیه الصلوٰة والسلام قرأفی الفجر بالمعوذ تین الخ ( ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۳ و ج ا ص ۵۰۵ ط.س. ج ا ص ۵۳۸)ظفیر.

(۲) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکو سا(الدرالمختار علی هامش ردالمحتارفصل القراءة ج ا ص ۵۱۰)ظفیر

(۳) وقرأ بعد ها وجوبا سورة او ثلاث ایات ولو کانت الا یة اوالایتان تعدل ثلاث ایات قصار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۵۹)ظفیر. اذا کر ایة واحدة مرا راان کان فی التطوع الذی یصلیه وحده فلذلک غیر مکروه وان کان فی الفریضة فهو مکروه، وهذا فی حالة الا ختیاراما فی حالة العذر والنسیان فلا باس به (غنیة المستملی ص ۴۶۲ ط.س. ج ا ص ۴۹۲)ظفیر.

(۴) مع انهم صرا حوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة ( ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۵. وان الغالب من قراء ته علیه السلام السورة التامة بل قال بعضهم لم ینقل عنه علیه السلام قراء ته السورة الا کاملة ولم ینقل عنه التفریق الا فی المغرب قرأ فیها الا عراف فی رکعتی ورکعتین الفجر قرأ بایتی البقرة وال عمران و قال اخرون انما هی افضل الخ وافتی بعض ائمتنا بان من قرأ سورة فی رکعتین ان فرقها لعذر کمرض حصل له ثواب السورة الکاملة والکلام فی سورة طویلة کالا عراف بخلاف سورة ثلاث ایات اواربع فتفریقها خلاف السنة اه (مرقات المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح باب القراء ة فی الصلوٰة فصل اول ج ا ص ۵۲۷ و ج ا ص ۵۲۸)ظفیر.

### فاتحہ کے سکتات میں ثناء پڑھنا نہیں چاہئے:۔

(سوال ۴۳۶) ثنا فاتحہ کے سکتات میں پڑھنا افضل ہے یا سکوت بہتر ہے۔
(جواب) قراءۃ کے شروع ہونے کے بعد ثناء نہ پڑھنی چاہئے۔(۱) فقط۔

### فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۴۳۷) شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ دہلوی نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے اور پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ نہ پڑھنے میں خوف ہے نماز کے نہ ہونے کا۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔
(جواب) جب کہ حدیث شریف میں صاف امر ہے واذا قرأفانصتوا۔(۲) اور دوسری حدیث شریف میں ہے من كان له امام فقراءة الامام له قراءة۔(۳) اور نیز قرآن شریف میں ارشاد ہے واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا۔(۴) اس صورت میں مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ پڑھنے کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے۔ اور حنفیہ کو اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہئے۔ فقط۔

### پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھی تو کوئی نقصان ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۴۳۸) امام نے پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھی تو نماز میں کچھ نقصان ہوا یا نہیں۔
(جواب) فرضوں میں قصداً اس طرح پڑھنا کہ ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کیا جاوے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے مکروہ ہے۔ اور نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر سہواً ہو گیا تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اور نوافل میں کچھ کراہت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

### قراءت بغیر حرکت لب معتبر نہیں:۔

(سوال ۴۳۹) اگر کوئی شخص نماز بلا حرکت لب جی میں پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔
(جواب) قراءت وغیرہ ایسے معتبر نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وقرأ كما كبر سبحانك اللهم الخ الا اذا شرع الامام فی القراءة سواء كان مسبوقاً او مدركا وسواء كان امامه يجهر بالقراءة اولا ، فانه لا ياتی به لما فی النهر عن الصغرى ادرك الامام فی القيام يثنى ما لم يبدأ بالقراءة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل تاليف الصلاة ج۱ ص ۴۵۵ و ج۱ ص ۴۵۶ ط.س. ج۱ ص۴۸۸) ظفير. (۲) مشكوٰة باب القراءة فی الصلوٰة ص ۷۹ و ۸۱. ۱۲ ظفير.
(۳) آثار السنن باب فی ترك القرأة خلف الامام فی الصلوٰت كلها ج۱ ص ۳۸۷ ۱ ظفير.
(۴) سورة الاعراف ركوع ۲۴. ظفير. (۵) ويكره الفصل بسورة قصيرة الخ ولا يكره فی النفل شئی من ذالك (درمختار) افادان التنكيس اوا لفصل بالقصيرة انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا كما فی شرح المنية ( ردالمحتار فصل فی القراءة ج۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج۱ ص۵۴۶) ظفير. (۶) وادنى الجهر اسماع غيره وادنى المخافتة اسماع نفسه الخ ويجری ذالك المذكور فی كل ما يتعلق بنطق كتسمية علی ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء وغيرها (درمختار) اعلم انهم اختلفوا فی حدود وجود القراءة علی ثلاثة اقوال فشرط الهندوانی والفضلی لو جودها خروج صوت يصل الی اذنه وبه قال الشافعی وشرط بشر المريسی واحمد خروج الصوت من الفم وان لم يصل الی اذنه الخ ولم يشترط الكرخی وابو بكر البلخی السماع واكتفيا بتصحيح الحروف الخ ( ردالمحتار فصل فی القراءة ج۱ ص ۴۹۸ و ج۱ ص ۴۹۹ ط.س. ج۱ ص۵۳۵) ظفير.

## نصف آیت سے قراءت کی ابتدا مناسب نہیں:۔

(سوال ۴۴۰) زید ہمیشہ نماز میں قراءۃ نصف آیت سے شروع کرتا ہے، نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے کہ یہ امر نامشروع اور خلاف قواعد ہے۔(۱) فقط

## الحمد اور ایاک پر جھٹکا:۔

(سوال ۴۴۱) الحمد پر جھٹکا لگانا اور ایسا ہی ایاك پر جھٹکا لگانا کیسا ہے۔

(جواب) خلاف قواعد تجوید پڑھنا قرآن شریف کا مکروہ ہے اگر چہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

## تین آیتیں پڑھنا فرض ہے یا واجب:۔

(سوال ۴۴۲) جو تین آیۃ قرآن شریف کی نماز میں پڑھی جاتی ہیں یہ فرض ہیں یا کیا۔

(جواب) درمختار میں واجبات نماز میں شمار کیا ہے۔ قراءۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کو یا تین آیۃ کو...... وضم اقصر سورة كالكوثر او قام مقامها وهو ثلاث ايات قصار الخ وكذا لوكانت الأية اوالايتين تعدل ثلاثا قصاراً. الخ(۲)

## پہلی رکعت میں پارہ ستائیس سے اور دوسری میں پہلے سے پڑھے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۳) نماز جمعہ میں رکعت اول میں ستائیسویں پارہ میں سے ایک رکوع پڑھا گیا۔ اور رکعت دویم میں پارہ اول میں سے ایک رکوع پڑھا نماز درست ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے اس لئے کہ یہ خلاف ترتیب قرانی ہے درمختار میں ہے ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوسا . درمختار، بان يقرأ فی الثا نيه سورة اعلىٰ مما قرأفی الا ولیٰ لان ترتيب السورمن القران من واجبات التلاوة الخ. (۳) شامی ص ۳۶۷ جلد اول۔ فقط۔

## بلا بسم اللہ نماز میں فاتحہ:۔

(سوال ۴۴۴) نماز میں سورۂ فاتحہ بلا بسم اللہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے اور کچھ نقص نہیں رہتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) والا فضل ان يقرأ فی كل ركعة سورة تامة (غنية المستملی ص ۴۶۲) سورۃ کے بعض حصے کو بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے تو آیت ادھوری پڑھنا کب مناسب ہوگا۔ ولو قرء بعض السورة فی ركعة وبا قيها فی ركعة قيل يكره والصحيح انه لا يكره. ايضاً) ظفیر.

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوة مطلب واجبات الصلوة ج۱ ص ۴۲۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۹. ۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتارللشامی. باب صفة الصلوة. فصل فی القراءة ج۱ ص ۵۱۰ . ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶. ۱۲ ظفیر.

(۴) وسننها ترك السنة لا يوجب فساد اولا سهوا بل اساءة لو عا مداالخ. الثناء والتعوذ والتسمية والتا مين (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوة مطلب سنن الصلوة ج ۱ ص ۴۴۳ وج ۱ ص ۴۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۳...... ۴۷۴) ظفیر.

## جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی بھول سے دوسری میں اسی کو دہرادیا تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۵/۱) ایک شخص نے سہوا جو رکعت اولیٰ میں سورۃ پڑھی تھی وہی رکعت ثانیہ میں پڑھ لی تو نماز میں کچھ نقصان آیا نہیں۔

(سوال ۴۴۶/۲) ایک شخص نے رکعت اولیٰ میں سورہ الناس شروع کردی۔ نصف سورۃ پڑھ کر رکوع کردیا اور نصف سورۃ رکعت ثانی میں پڑھی آیا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ (۱)

(۲) نماز ہوگئی۔ (۲) فقط۔

## ہر رکعت میں سورۂ اخلاص کا تکرار فرائض میں نہیں چاہئے:۔

(سوال ۴۴۷) امرتسر کے گردونواح میں گاؤں کے رہنے والے حضرات پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں بھی سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں۔ آیا ایسا کرنا چاہئے یا نہیں۔ اگر کوئی دہقانی نہ جانتا ہوتو اس کے لئے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طریق سنت یہ ہے کہ ایک سورۃ کو بار بار پہلی اور دوسری رکعت میں نہ پڑھیں بلکہ مختلف سورتیں ہر رکعت میں بہ رعایت ترتیب پڑھیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھنی چاہئے۔ اسی طرح کبھی کوئی سورۃ کبھی کوئی سورۃ پڑھنی چاہئے یہ نہیں کہ پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں بھی قل ہو اللہ پڑھی جائے۔ یہ طریقہ غیر مقلدوں کا ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورۂ اخلاص ہی کو مکرر پڑھا جاوے۔ (۳) البتہ جس شخص کو اور کوئی سورت یاد نہ ہو اس کو مجبوری ہے۔ پس آپ لوگ جو حنفی ہیں موافق طریق سنت کے قراءۃ پڑھیں۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد مختلف سورتیں ترتیب کے موافق پڑھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ مختلف سورتیں نماز میں پڑھی ہیں۔ ایسا نہیں کیا کہ صرف سورۂ اخلاص کو ہر ایک رکعت میں پڑھا ہو۔ فقط۔

## رب العلمین پر سانس روکنا:۔

(سوال ۴۴۸/۱) امام رب العلمین پر پختہ آیۃ کرتا ہے۔ نماز میں کوئی حرج تو نہیں۔

---

(۱) لا باس ان يقرأ سورةويعيد ها فى الثانية (درمختار) افادانه يكره تنزيها وعليه يحمل جزم القنية بالكراهة ويحمله فعله عليه الصلوٰة والسلام لذالک على بيان الجواز هذا اذا لم يضطر فان اضطربان قرأ فى الا ول قل اعوذ برب الناس اعادها فى الثانية ان لم يختم (رد المحتار. فصل فى القراءة ج ا ص ۵۱۰. ط.س. ج ا ص ۵۴۶) ظفير.

(۲) ولو قرأ بعض السورة فى ركعة وبا قيها فى ركعة قيل يكره والصحيح انه لا يكره (غنية المستملى تتمات ص ۴۶۲) ظفير.

(۳) ولا يتعين شئى من القران لصلوٰة على طريق الفرضية الخ ويكره التعين (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى القرائة ج ا ص ۵۰۸. ط.س. ج ا ص ۵۴۴) لاباس ان يقرأ سورةويعيد ها فى الثانية (درمختار) قوله لا باس الخ افا دان يكره تنزيها وعليه يحمل جزم القنية بالكراهة ويحمل فعله عليه الصلوٰة والسلام لذالک على بيان الجواز هذا اذا لم يضطر (رد المحتار. باب ايضا ج ا ص ۵۱۰) ظفير.

فعال کے عین پر جزم پڑھنا:۔

(سوال ۹ ۴۴/ ۲) امام فعال لما یرید میں عین پر جزم کرتا ہے۔ نماز صحیح ہے یا نہیں۔

یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۰/ ۳) آیۃ کریمہ یوم یقوم الروح و الملائکة صفاO پر اگر وقف کرے تو نماز صحیح ہے یا نہیں۔

آیت لا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۱/ ۴) آیۃ Oؐ پر وقف کر دینے سے کچھ حرج ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) کچھ کراہت وغیرہ نہیں ہے۔

(۲) فعال کے عین میں ادغام ہے یعنی اس میں دو عین ہیں۔ پہلا ساکن دوسرا متحرک گویا اصل اس کی یہ ہے فَعْ عَالٌ۔ پس اگر اسی طرح پڑھا تو نماز صحیح ہے۔

(۳) نماز صحیح ہے اور صفاO پر وقف کر دینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

(۴) آیت Oؐ پر وقف کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

نماز فجر میں طوال مفصل:۔

(سوال ۴۵۲/ ۱) فقہاء صبح کی نماز میں طوال مفصل کو پڑھنا اور چالیس آیت پڑھنا مسنون کہتے ہیں۔ اور بعض سور طوال مفصل بیس ۲۰ آیت ہیں۔ دو سورتیں پڑھنے سے چالیس آیت ہوں گی۔ کیا کرنا چاہئے۔

آیت سجدہ کا ترک:۔

(سوال ۴۵۳/ ۲) سجدہ والی سورت میں دو ایک آیت چھوڑ دینا سجدہ کی وجہ سے کیسا ہے۔

(جواب)(۱) افضل اور بہتر یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھے پس صبح کی نماز کی ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ طوال مفصل کی پڑھے سنت ادا ہو جاوے گی آیتوں کا لحاظ نہ کرے خواہ چالیس ہوں یا کم وبیش۔(۱)

(۲) سجدہ کی آیت کو پڑھنا اور سجدہ کرنا بہتر ہے اس کو نہ چھوڑے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ویسن فی الحضر لا مام ومنفرد الخ طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر الخ ای فی کل رکعة سورة مما ذکر (درمختار) ای من الطوال والا وساط والقصار ومقتضاه انه لا نظر الی مقدار معین من حیث عدد الأیات الخ (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ا ص ۵۰۵۔ ط.س. ج ا ص۵۳۹..... ۵۴۰)ظفیر۔

(۲) کره ترک اية سجدة وقراءة باقی السورة لان فيه قطع نظم القران وتغييرتا ليفه واتباع النظم والتاليف ما موربه بدائع مفاده ان الكراهة تحريمية لا يكره عكسه . الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب سجود الصلوة ج ا ص ۷۲۹۔ ط.س. ج۲ص۱۱۷..... ۱۱۸)ظفیر۔

## چھوٹی سورت کی مقدار کیا ہے اور وہ کون سی ہیں :۔

(سوال ۴۵۴) وہ چھوٹی سورتیں کون سی ہیں جن کو پہلی رکعت اور دوسری رکعت کی قراءۃ کے درمیان چھوڑنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

(جواب) وہ سورتیں قصار مفصل کی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک ہیں۔(۱) فقط۔

## علامت آیت :۔

(سوال ۴۵۵) قرآن مجید کی چھوٹی سی تین آیتیں جوایک رکعت میں کافی ہوسکتی ہیں کون سی ہیں۔آیت گول O ٹکڑے کی مانی جاتی ہیں یا ج۔ص۔ز۔ط وغیرہ پر مانی جاتی ہے۔ایک بڑی آیت کے مقابلہ میں چھوٹی تین آیت کافی ہوسکتی ہیں یا کیا۔

(جواب) واجبات نماز میں سے یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تین آیات چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو پڑھے چھوٹی سورہ جس میں تین آیتیں ہیں انا اعطینک الکوثر ہے۔یہ سورۃ یا اس کے مانند کوئی دوسری سورۃ الحمد کے بعد پڑھنے سے واجب ادا ہوجاتا ہے اور آیت وہی سمجھی جاتی ہے جس پر گول نشان اس صورۃ سے ہو O اور بڑی آیت کی مثال آیۃ الکرسی یا آیۃ مداینۃ وغیرہ ہے۔اور چھوٹی آیات کی مثال ثم نظر ثم عبس و بسر ثم اد برو استکبر ہے۔(۲) فقط۔

## نستعین پر وقف نہ کرے تو کیا حکم ہے :۔

(سوال ۴۵۶) زید نماز میں ایاک نعبدو ایاک نستعین پر باجود وقف ہونے کے وقف نہیں کرتا اور یوں پڑھتا ہے نستعین اھدنا الصراط مستقیم اور قل ھو اللہ احد ن اللہ الصمد پڑھتا ہے اس سے نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوتا اور قراءۃ سے یہ ثابت ہے یا نہ اور اس طرح پڑھنے سے معنی میں کچھ نقصان آئے گا یا نہ۔

(جواب) اصل یہ ہے کہ نستعین پر وقف کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔اسی طرح قل ھو اللہ احد پر آیت کرنا نہ کرنا دونوں طرح ثابت ہے۔پس اگر آیت کی جائے گی تو اھدنا اوز اللہ الصمد پڑھا جائے گا اور اگر آیت نہ کی جاوے اور وقف نہ کیا جاوے تو ن اھدنا اور ن اللہ الصمد پڑھا جائے گا معنی میں کچھ فرق نہیں ہوتا اور قرائۃ دونوں طرح پڑھتے ہیں۔لیکن زیادہ تر نستعین پر اور احد پر آیت کرنا ہے اور اھد نا الصراط المستقیم اور اللہ الصمد علیحدہ پڑھنا ثابت ہے۔لہذا زید کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ ن ھدنا اور ن اللہ الصمد پڑھے بلکہ جیسے اکثر قراءۃ پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھے۔لیکن اگر اتفاقی زید نے اس طرح پڑھ دیا تو اس پر اعتراض نہ کیا جاوے اس کو غلط نہ کہا جاوے۔فقط۔

(۱) ومنها الی آخر لم یکن او ساطه الخ وباقیه قصاره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۰) ظفیر. (۲) وضم اقصر سورۃ کالکوثر او مقامها وهو ثلاث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد برو استکبر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ واجباب الصلوۃ ج ۱ ص ۴۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر.

## رکعات نماز میں مختلف سورتوں کے رکوع پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں :-

(سوال ۴۵۷) کوئی امام اگر اس طرح قراءت پڑھا کرے کہ مثلاً اس کو ہر پارہ کا ایک ایک رکوع یاد ہے اور ہر نماز میں ایک رکوع پڑھتا ہے۔ اسی طرح بالترتیب تمام ختم کر لیتا ہے پھر بعد ختم ابتداء سے شروع کرتا ہے۔ اس طرح جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک میں پوری سورۃ پڑھے اس طریقے سے کہ جس طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ صبح اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل اور عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔(۱) فقط۔

## فاتحہ خلف الامام والی حدیث کا جواب :-

(سوال ۴۵۸) عندالاحناف قراءۃ فاتحہ خلف الامام ناجائز ہے مگر غیر مقلدین دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ ایک عبادہؓ کی حدیث اور ایک ابو ہریرہؓ کی جس میں یہ مذکور ہے۔ قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی ان دونوں حدیثوں کا جواب مفصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) حدیث عبادہؓ کا جواب مشکوٰۃ کے باب قرأۃ فی الصلوٰۃ میں حدیث مذکور کے بعد موجود ہے۔ وہ حدیث یہ ہے وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا۔(۲) اس حدیث میں مطلقاً وعموماً یہ حکم فرمایا کہ جب امام پڑھے تو تم چپ رہو۔ پس معلوم ہوا کہ پہلے آنحضرت ﷺ نے صرف سورہ فاتحہ کی اجازت دی تھی۔ پھر جہریہ نمازوں میں اس کی ممانعت فرمائی جیسا کہ حدیث ابو ہریرہؓ میں فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیھا جھر فیہ بالقراءۃ من الصلوٰۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۳) سے ثابت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے واذا قرأ فانصتوا کا حکم فرما کر سب نمازوں میں مطلقاً قرائۃ سورہ فاتحہ وغیرہ سے ممانعت فرمادی اور انصات کا حکم فرمادیا جیسا کہ آیۃ کریمہ واذا قرأ القران فاستمعوا لہ وانصتوا۔(۴) سے بھی ظاہر ہے اور یہی جواب جملہ اقرأ بھا فی نفسک۔(۵) سے ہے۔ جو کہ حدیث ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی الخ میں واقع ہے۔ اور اقرأ بھا فی نفسک سے مراد نفس میں تصور کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) واستحسنوا فی الحضر طوال المفصل فی الفجر والظهر واوساطه فی العصر والعشاء وقصاره فی المغرب الخ. الا فضل ان یقراء فی کل رکعة الفاتحة وسورة کاملة فی المکتوبة الخ (عالمگیری مصری . الفصل الرابع فی القراءة ج ۱ ص ۷۲ و ج ۱ ص ۷۳ . ط . ماجدیه ج ۱ ص ۷۷) ظفیر.
(۲) مشکوٰة باب القراءة فی الصلوٰة فصل ثانی ص ۸۱ . ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوٰة باب القراءة فی الصلوٰة . فصل ثانی ص ۸۱ . ۱۲.
(۴) سورة الاعراف رکوع ۲۴ . ظفیر.
(۵) مشکوٰة باب القراءة فی الصلوٰة . فصل اول ص ۷۸ . ۱۲ ظفیر

## سورۂ فاتحہ سے فرض قراءت ادا ہوجاتی ہے:۔

(سوال ۴۵۹) سورۂ فاتحہ نماز میں پڑھنے سے قراءۃ فرض ادا ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) فرض قراءۃ سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے ادا ہوگئی۔(۱)

## صیغۂ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۶۰) نماز میں بوقت قرأت واحد کو بصیغۂ جمع اور جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔ مثلاً آیت کو ایات پڑھنا اور جنت کو جنات پڑھنا۔

(جواب) واحد کو بصیغۂ جمع پڑھنا یا جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا غلطی ہے۔ عمداً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر غلطی سے ایسا پڑھا گیا تو نماز صحیح ہے یعنی نماز ہوجاتی ہے۔ مگر ایسا کرنا نہ چاہئے۔(۲) فقط۔

## منفرد کی نماز میں قراءت واقامت۔

(سوال ۴۶۱) تنہا آدمی مسجد یا مکان یا میدان میں نماز فرض پڑھتا ہے تو با قراءۃ و با تکبیر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) جہری نمازوں میں اس حالت میں قراءۃ بالجہر پڑھنا اچھا ہے اور جہر بالتکبیر بھی درست ہے مگر زیادہ جہر نہ کرے کسی قدر جہر میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۳) فقط۔

## فرض دو خالی اور دو بھری کیوں ہیں:۔

(سوال ۴۶۲) چار رکعت فرض میں دو خالی اور دو بھری کیوں مقرر ہوئی ہیں؟

(جواب) نماز فرض میں دو رکعت بھری اور دو رکعت خالی احادیث سے ثابت ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے لہذا ہم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ چون وچرا اس میں مناسب نہیں ہے۔(۴)

## فجر کی دوسری رکعت میں قراءت پہلی سے لمبی کردے تو مکروہ ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۶۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام صبح کی نماز میں اول رکعت سے

---

(۱) وفرض القراءۃ اٰیۃ علی المذھب ھی لغۃ العلامۃ عرفا طائفۃ من القران مترجمۃ اقلھا ستۃ احرف لو تقدیراً کلم یلد (درمختار) قولہ علی المذھب ای الذی ھو ظاھر الروایۃ عن الا مام (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج۱ ص ۵۰۱. ط.س. ج۱ ص۵۳۷) ظفیر

(۲) قال فی البزازیۃ ولو زاد حرفا لا یغیر المعنی لا تفسد عند ھما الخ (ردالمحتار زلۃ القاری ج۱ ص ۵۹۱. ط.س. ج۱ ص ۶۳۱) ظفیر. (۳) ویخیر المنفرد فی الجھر وھو افضل ویکتفی بادناہ ان ادی وفی السریۃ یخافت حتما علی المذھب (درمختار) قولہ وھو افضل لیکون الا داء علی ھیئۃ الجماعۃ ولھذا کان اداء ہ باذان واقامۃ افضل وروی فی الخبر من ان من صلی علی ھیئۃ الجماعۃ صلت بصلاتہ صفوف الملائکۃ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج۱ ص ۴۹۸. ط.س. ج۱ ص ۵۳۳) ظفیر. (۴) اقول قد اخرج البخاری ومسلم رحمھما اللہ عن عبداللہ بن ابی قتادہ عن ابیہ ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الرکعتین الا ولیین من الظھر والعصر بفاتحۃ الکتاب وسورتین وفی اخریین بفاتحۃ الکتاب ویسمعنا الایۃ احیانا حاشیہ ھدایہ الخ اور زیلعی میں ہے وفیما عد الاولیین اکتفا بفاتحۃ الکتاب لقول ابی قتادۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قرأ فی الا خریین بفاتحۃ الکتاب ۱۲ ج۱ ص ۱۲۴) ظفیر.

دوسری رکعت میں قراءت کو قصداً دو چار آیات طول دیوے اس صورت میں بلا کراہت نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے بلا کراہت۔ شامی میں ہے کہ بڑی سورتوں میں تین آیات کی زیادتی کا اعتبار نہیں ہے البتہ چھوٹی سورتوں میں دوسری رکعت میں تین آیات کی زیادتی مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ دیوبند۔

## قراءت خلاف ترتیب کی کراہت:۔

(سوال ۴۶۴) استفتاء نمبری ۲۴۹۵ موصول ہوا۔ آپ نے نمبر ۳ میں تحریر فرمایا ہے کہ فرائض اور واجبات میں اس تقدیم وتاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے۔ مجھے اس میں کچھ کلام ہے۔ آج میری نظر سے بخاری شریف کی ایک حدیث گذری جس میں یوسف بن مالک راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے ام المومنین مجھے اپنا قرآن دکھا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کہا اس لئے کہ اس کی ترتیب کے موافق اپنا قرآن کرلوں اس لئے کہ لوگ بے ترتیب پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کچھ حرج نہیں ہے جونسی آیت چاہے پہلے پڑھ لے۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ بخاری شریف میں کہیں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ کہف اور دوسری میں سورۂ یوسف پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تقدیم وتاخیر مکروہ نہیں۔

(جواب) بندہ نے جو کچھ دربارہ کراہت خلاف ترتیب فرائض میں پڑھنے کو لکھا تھا وہ حنفیہ کا مذہب ہے اور اس میں احتیاط ہے۔ باقی یہ مطلب اس کا نہ تھا کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دیگر حضرات اس کو مکروہ نہ کہتے ہوں مگر حنفیہ کا مذہب وہ ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ چنانچہ درمختار میں اس کی تصریح ہے۔(۲) فقط۔

## فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن:۔

(سوال ۴۶۵) زید نے فرض نماز میں امام ہو کر تمام قرآن شریف تین چار ماہ میں پڑھا۔ اخیر پارہ ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورۃ اور اخیر رکعت میں کسی قدر الم سے مفلحون تک پڑھا تو اس فرض نماز میں کچھ کراہت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں تو کچھ حرج نہیں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں قرآن شریف ختم کرے مثلاً قل اعوذ برب الناس پڑھی تو دوسری رکعت میں سورہ بقرہ میں سے کچھ آیتیں پڑھیں کما فی الشامی عن شرح المنیة من یختم القران فی الصلوٰۃ اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعة الاولیٰ یرکع ثم یقرأ فی الثانیة بالفاتحة وشئی من سورۃ البقرۃ لا ن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الناس الحال المر تحل ای الخاتم المفتح الخ۔(۳) لیکن فرائض کی ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا تو اچھا نہیں یعنی خلاف اولیٰ

---

(۱) بل الذی ینبغی ان الزیادة اذا کانت ظاهرة ظهور اتاما تکره الا فلا للزوم الحرج فی التحرز عن الخفیة وایضا قال والذی تحصل من مجموع کلامه وکلام القنیة ان اطلاق کراهة طالة الثانیة بثلاث ایات مقید بالسور القصیرة المتقاربة الا یا ت لظهور الاطالة حینئذ فیها اما السورة الطویلة والقصیرة المتفاوتة فلا یعتبر العدد فیهما بل یعتبر ظهور الا طالة من حیث الکلمات وان اتحدت ایات السورتین عددا. فقط واللہ اعلم ج ۱ ص ۵۰۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۳ شامی.

(۲) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا الخ والایکره فی النفل شئی من ذالک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر.

(۳) ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۷، ۱۲ ظفیر.

ہے۔(۱) فقط۔

## امام کو مخصوص سورتوں کا حکم :۔

(سوال ۴۶۶) امام کو حکم کرنا کہ فلاں فلاں سورۃ نماز میں پڑھو اور امام کو ایسا کرنا جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) اگر موافق سنت سورۃ کا امر کیا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

## قراءت خلف الامام کی احادیث اور ان کا درجہ، اور عوام قراءت پر آیت سے استدلال کا ثبوت :۔

(سوال ۴۶۷) قراءۃ خلف الامام کی جو احادیث صحاح میں اکثر وارد ہیں۔ یہ احادیث منسوخ ہیں یا نہیں یہ بھی مفصل تحریر فرماویں کہ اصول حدیث میں کس مرتبہ کی حدیث صحیح حدیث کی ناسخ بن سکتی ہے اور سنداس امر کی کہ آیت و اذا قرأ القران فاستمعواله فانصتوا لعلکم ترحمون نماز ہی میں نازل ہوئی ہے مع احادیث معتبرہ کے اور اقوال صحابہ کرام کے تحریر فرمایئے کہ اطمینان ہوجائے غیر مقلدین سوائے صحیحین کی احادیث کے دوسری صحاح و مسندات کتب حدیث کو نہیں مانتے ہر جگہ صحیحین کی حدیث طلب کرتے ہیں۔ پس یہ بھی تشریح فرمادیں سوائے صحیحین کے دوسری کتب حدیث میں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں کہ جن کو بخاری و مسلم نے تخریج نہیں کیا اور منسوخیت حدیث آمین بالجہر کی نسبت بھی یہی خیال ہے۔ کن احادیث سے حدیث آمین بالجہر منسوخ ہے۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیاراست

(جواب) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قراءت خلف الامام میں اختلاف ائمہ ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کے اتباع و موافقین عدم وجوب و عدم جواز قراءت خلف الامام کے قائل ہیں۔ دلیل امام اعظم رحمہ اللہ کی آیۃ قرآنیہ و اذا قرأ القران فاستمعواله وانصتوا (۳) اور حدیث صحیح مسلم۔ و اذا قرأ فانصتوا۔ (۴) اور حدیث من کان له امام۔ (۵) الحدیث ہے۔ اور شامی میں خزائن سے منقول ہے وفی الکافی ومنع الموتم من القراءۃ ما ثور عن ثمانین نفرا من کبار الصحابة المرتضی والعبادلة وقددوّن فی الحدیث اسا میهم۔ (۶) اور درباره نزول آیۃ قرآنیہ واذا قرأ القران الا یة فتح القدیر میں منقول ہے واخرج ابو الشیخ من طریق سعید بن جبیر عن

---

(۱) ولو جمع بین سورتین فی رکعه لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدیر فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۲۹۹) ظفیر۔
(۲) عن جابر قال کان معاذبن جبل یصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم ثم یاتی فیؤ م قومه فصلی لیلة مع النبی صلی الله علیه وسلم العشاء ثم اتی قومه فامهم فافتتح بسورۃ البقرۃ فانحرف رجل فسلم ثم صلی وحده وانصرف فقالوا له انا فقت یافلان قال لا والله لاتین رسول الله صلی الله علیه وسلم فلاخبر نه فاتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انا اصحاب نواضح نعمل بالنهار وان معاذا صلی معک العشاء ثم اتی قومه فافتتح بسورۃ البقرۃ فاقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم علی معاذ فقال یا معاذ افتان انت ؟ اقرأ والشمس و ضحها والضحی واللیل اذا یغشی وسبح اسم ربک الاعلی متفق علیه (مشکوۃ باب القرأۃ ص ۷۲) ظفیر۔ (۳) پ ۹ رکوع ۱۴۔ ۱۲ ظفیر۔ (۴) مشکوۃ باب القراءۃ فی الصلوۃ فصل اول ص ۷۹ وفصل ثانی ص ۸۱۔ ۱۲ ظفیر (۵) آثار السنن باب فی ترک القراءۃ خلف الامام ص ۸۷ وفتح القدیر فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۲۹۵۔ ۱۲ ظفیر۔ (۶) ردالمحتارباب صفة الصلوۃ فصل فی القرأۃ ج ۱ ص ۵۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴۔ ۱۲ ظفیر۔

ابن عباس ہذہ الا یۃ نزلت فی صلوٰۃ الجعمۃ وفی العیدین قال محی السنۃ والا ولی انہا فی القراء ۃ فی الصلوٰۃ لان الایۃ مکیۃ والجمعۃ وجبت بالمدینہ وھذا قول الحسن والزھری والنخعی واخرج البیھقی عن احمد انہ قال اجمع الناس علی ان ھذہ الایۃ فی الصلوٰۃ. واخرج ابن مردویہ فی تفسیرہ الخ عن معاویۃ بن قرۃ قال سئلت بعض اشیا خنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحسبہ قال عبداللہ بن مغفل کل من سمع القران وجب والا ستماع والا نصات قال انما نزلت ھذہ الایۃ فی القراء ۃ خلف الا مام کذا فی فتح القدیر (۱) اورآمین بالجہر یاسر دونوں حدیث سے ثابت ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے یہ آیۃ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ (۲) سے حدیث اخفاء کو ترجیح دی ہے جیسا شرح منیہ میں ہے ویخفونھا ای ویخفی الا مام والمقتدون امین لقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اربع یخفیھن الا مام التعوذ والتسمیۃ وامین وربنا لک الحمد وھذہ الا ربعۃ روا ھا ابن ابی شیبۃ عن ابراھیم النخعی وقدروی احمد وابویعلی والطبرانی والدار قطنی والحاکم فی المستدرک من حدیث شعبۃ عن سلمۃ بن کھیل عن حجر بن العنبس عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم فلما بلغ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال امین .واخفی بھا صوتہ وقال الشافعی و احمد رحمھما اللہ یجھر الا مام والماموم لما روی ابن ماجۃ کان علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا تلا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال امین حتی یسمع من فی الصف الا ول فیر تج المسجد قلنا تعارض روایتا الجھر والا خفاء فی فعلہ یترجح الاخفاء باشارۃ قولہ فان الا مام یقولھا وبانہ الاصل فی الدعاء وامین دعاء فان معناہ استجب .انتھی (۳)۔

(صحیحین کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔ صحیحین میں ہی محصور سمجھنا غلط ہے۔ دوسری صحاح یا مستندات کو نہ ماننا کھلی ہوئی جہالت ہے۔ ظفیر)

## نماز میں مختلف سورتوں کا رکوع پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۶۸) ایک سورۃ کا رکوع پڑھنا رکعت اول میں اوراس سورہ یادوسری سورۃ کا رکوع پڑھنا دوسری رکعت میں یا دوسری پوری سورۃ کا پڑھنا دوسری رکعت میں۔ یا ایک سورۃ کو دو رکعت میں پڑھنا جائز ہے یا خلاف اولیٰ۔

(جواب) جواب اول یہ ہے کہ یہ سب خلاف استحباب ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مسنون ومستحب یہ ہے کہ پوری سورۃ ایک رکعت میں مفصل میں سے موافق ترتیب فقہاء کے پڑھے جو معروف ہے۔ اور کتب فقہ میں مذکور ہے قال فی الشامی لان السنۃ فی الحضر فی کل رکعۃ سورۃ (۴) تامۃ کمایاتی وفیہ بعد صفحۃ مع انھم صرحوا بان

(۱) فتح القدیر فصل فی القراء ۃ (ج ۱ ص ۲۹۸) ظفیر

(۲) الاعراف رکوع ۷، ۱۲ ظفیر

(۳) غنیۃ المستملی معروف بہ کبیری ص ۳۰۲، ۱۲ ظفیر

(۴) ردالمحتار فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۰۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۳۹ ۱۲ ظفیر

الافضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (۱)۔ پس جزو سورۃ کا پڑھنا خلاف افضل و خلاف مستحب ہے جس کا مآل کراہت تنزیہی ہے نہ کراہت تحریمی (۲) فقط۔

## قراءت خلف امام میں حنفیہ کیا کہتے ہیں اور کیوں:۔

(سوال ۴۶۹) قراءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے قراءۃ فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجهه فقال اتقرؤن والا مام یقرأ فسکتوا فسأ لهم ثلثا فقالوا انا لنفعل قال لا تفعلوا الخ قال علی رضی اللہ عنه من قرأ خلف الا مام فلیس علی الفطرة الخ . عن عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنه عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنه قال یکفیک قرأة الا مام فهؤلاء جماعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قد اجمعو علی ترک القراءة خلف الامام .(۳) فقط۔

## عورت کا تراویح میں قرآن جہر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۰) عورت حافظ اگر نماز نفل یا تراویح میں قراءۃ بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر و دیگر محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءۃ نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) جو عورت حافظ قرآن ہو نماز میں جہر نہیں کر سکتی اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول۔ وعلی هذا لو قیل اذا جهرت بالقراءة فی الصلوٰة فسدت کا ن متجهاً الخ.(۴) فقط۔

## فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے کو کافر کہنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۷۱) ایک مولوی صاحب افغانستان کے یہاں پر آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قاری فاتحہ خلف الامام کافر ہے۔

(جواب) امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ نہ پڑھنی چاہئے نا جائز ہے اور یہی مقتضی آیۃ قرآنیہ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا.(۵) اور احادیث صریحہ صحیحہ واذا قرأ فانصتوا وغیرہ کا ہے۔ با ایں ہمہ فاتحہ پڑھنے والے کو کافر و مرتد کہنا سخت جہالت اور گمراہی ہے۔ کہنے والے کے کفر کا خوف ہے توبہ کرے یہ مسئلہ ائمہ دین میں مختلف فیہ ہے۔ امام شافعیؒ وجوب قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔(۶) پس تکفیر میں کہنے والے کے کفر کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی جہالت سے محفوظ رکھے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱. ۱۲.

(۲) وفی الخلاصة اذا قرأ سورة واحدة فی رکعتین اختلف فیه والا صح انه لایکره ولکن لاینبغی ان یفعل ولو فعل لاباس به وکذا لو قرأ وسط السورة اواخر سورة فی الاولیٰ وفی الثانیة وسط سورة اوا خر سورة اخری ای لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به وفی نسخة الحلوانی قال بعضهم یکره (فتح القدیر فصل فی القراة ج ۱ ص ۲۹۹) ظفیر.

(۳) شرح معانی الا ثار باب القراءة خلف الا مام ج ۱ ص ۱۲۸ و ج ۱ ص ۱۲۹ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.

(۵) سورة الاعراف رکوع ۲۴. ۱۲ ظفیر.

(۶) فقراءة الفاتحة لا تتعین رکنا عندنا الخ خلافاللشافعی رحمه اللہ فی الفاتحة الخ وللشافعی قوله علیه السلام لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب (هدایه) قوله خلافا للشافعی الخ حتی لوترک منها فی رکعة لا تجوز صلاته لان (حاشیه هدایه. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۹۷) ظفیر.

## آیات کا جواب نماز میں :۔

(سوال ۴۲۷) غیر مقلد جو آیات کا جواب دیتے ہیں مثلاً سبح اسم ربک الاعلیٰ کا جواب سبحان ربی الاعلیٰ دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مذکورہ فی السوال کا جواب عند الحنفیہ نماز میں دینا جائز نہیں ہے جواب نہ دینا چاہئے۔ البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیت مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے اور حضور سرور عالم ﷺ سے اکثر یہ جوابات خارج صلوٰۃ میں ہی منقول ہیں۔(۱) نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لئے ہے۔ یا ابتدائے اسلام میں تھا جب تک کہ نماز میں زیادہ قیود نہ تھے مثلاً باتیں کرتے تھے۔ اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام سے مل جاتے تھے وغیرہ وغیرہ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہو گئے فقط۔

## دوسری رکعت کو طول دینے میں کس چیز کا اعتبار ہے :۔

(سوال ۴۵۳) نماز میں اول رکعت سے دوسری رکعت میں زیادہ قراءت مکروہ ہے۔ یہ بحساب آیتوں کے ہے یا بحساب حروف کے یا بحساب کلمات کے۔

(جواب) اگر آیتیں برابر یا قریب برابر کے ہیں تو عدد آیات کا اعتبار ہے کہ دوسری رکعت کی قراءت تین آیات سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر آیات متفاوت ہوں طول وقصر میں تو حروف وکلمات کا اعتبار ہے۔(۲) الخ فقط۔

## ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے :۔

(سوال ۴۷۴) عشاء یا صبح کی نماز میں امام ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھے تو کچھ کراہت تو نماز میں نہیں آئی۔

(جواب) ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔ نماز ہو جاتی ہے اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہ ہے قال فی الشامی وذکر شیخ الاسلام لا ینبغی له ان یفعل علی ماهو ظاهر الروایة وفی شرح المنیة الاولیٰ ان لا یفعل فی الفروض ولو فعل لا یکره ای لا یکره تحریماً.(۳) فقط اس عبارت سے پہلے یہ ہے اذا جمع بین سورتین فی رکعة رأیت فی موضع انه لا باس به) ظفیر۔

---

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا قرأ سبح اسم ربک الا علی قال سبحان ربی الا علیٰ رواه احمد قال المظهر عند الشافعی یجوز مثل هذه الا شیاء فی الصلوة وغیرها وعند ابی حنیفة لا یجوز الا فی غیر ها قال التوربشتی وکذا عند مالک یجوز فی النوافل اه (مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ص ۵۳۶ باب القراءة فی الصلوة) ظفیر.

(۲) واطالة الثانیة علی الاولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا وقصرا والا اعتبرت الحروف والکلمات الخ وان باقل لا یکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۶ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۲) ظفیر.

(۳) ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰ وکذا لو جمع بین سورتین فی رکعة واحدة الا ولیٰ ان لا یفعل فی الفرض ولو فعل لا یکره (غنیة المستملی ص ۴۶۲ ولو جمع بین سورتین فی رکعة لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدیر فصل فی القراءة ج ۱ ص ۲۹۹) ظفیر.

## قراءت خلف الامام جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۴۷۵/۱) امام کے پیچھے قرات جائز ہے یا نہیں؟

## آمین بالجہر جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۴۷۶/۲) آمین آواز سے کہنا کیسا ہے۔

(جواب)(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں مقتدیوں کو سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنا ممنوع ہے۔(۱) امام شافعی رحمہ اللہ ضروری فرماتے ہیں مگر حنفیوں کو امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب اس بارہ میں اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث مسلم شریف میں واذا قرأ فانصتوا۔ یعنی جب امام پڑھے تم چپ رہو۔ دوسری حدیث میں ہے، امام کی قراءت مقتدی کی قرات ہے۔

(۲) آمین بالجہر حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے۔(۲) جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ۔(۳) فقط۔

## فاتحہ خلف الامام کا حکم ہے یا نہیں :۔

(سوال ۴۷۷) امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب) امام کے پیچھے الحمد اور سورۃ کچھ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے واذا قرأ فانصتوا۔(۴) اور دوسری حدیث میں ہے من کان لہ امام فقراء ۃ الامام لہ قراء ۃ۔

## اگر امام جہری نماز میں چند آیتیں سراً پڑھ جائے تو کیا کرے :۔

(سوال ۴۷۸) اگر امام جہری نماز میں دو تین آیتیں خفیہ پڑھ جائے تو یاد آنے پر شروع سے جہراً پڑھے یا اسی جگہ سے؟ اور سجدہ کر لیوے یا نہ کرے؟

(جواب) از سر نو جہراً پڑھے۔(۵) اور سجدہ کر لیوے۔(۶)

---

(۱) والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا فان قرأ کرہ تحریما (الی قولہ) بل یستمع اذا جہر وینصت اذا اسر لقول ابی ہریرۃ کنا نقرأ خلف الامام فنزل واذا قرأ القران فاستمعوالہ وانصتوا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴ ...... ۵۴۵) ظفیر
مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ ص ۸۱ ۱۲ ظفیر۔

(۲) والثناء والتعوذ و التسمیۃ والتامین وکونہن سرا (درمختار) جعل سرا خبر الکون المحذوف لیفید ان الاسرار بہا سنۃ اخری (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۴۴ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵ ...... ۴۷۶) ظفیر۔

(۳) الاعراف رکوع ۷ ۱۲ ظفیر۔ (۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ (مشکوٰۃ ص ۸۱)۔

(۵) موطا امام محمد ص ۹۸ ۱۲ ظفیر۔ (۶) در مختار میں ہے ویجہر الامام وجوبا بحسب الجماعۃ فان زاد علیہ اساء ولو ائتم ... بہ بعد الفاتحۃ او بعضہا سرا اعادہا جہرا بحر شامی میں ہے (قولہ اعادہا جہرا) لان الجہر فیما بقی صار واجبا بالاقتداء والجمع بین الجہر والمخافتۃ فی رکعۃ واحدۃ شنیع (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۲) ظفیر۔ (۷) اور چونکہ تاخیر ہوئی اس لئے سجدہ ہو کرے وتاخیر الواجب عن محلہ وہو موجب لسجود السہو ۱۲ ظفیر

## فاتحہ خلف الامام اور ہاتھ ناف سے نیچے باندھنا:۔

(سوال ۴۷۹) امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہاتھ تحت السرہ یا فوق السرہ باندھنا چاہئے؟ تحت السرہ باندھنے پر بعض غیر مقلدین اعتراض وطعن کرتے ہیں۔

(جواب) امام کے پیچھے الحمد وغیرہ جملہ قراءت کی ممانعت قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا الا یة وفی حدیث مسلم واذا قرأفا نصتوا الحدیث (۱) اور حدیث صحیح ہے۔ من کان له امام فقراء ة الا مام له قراء ة ۔(۲) اور فوق السرہ ہاتھ باندھنے کی دونوں طرح کی حدیثیں موجود ہیں۔ کسی امام نے کسی پر عمل کیا اور کسی نے کسی پر۔(۳) اعتراض کسی پر نہیں ہوسکتا۔ ایضاح الادلہ منگا کر اس میں یہ سب مسائل موجود ہیں اور ان کی احادیث دیکھ لیجئے، بہت کام کی کتاب ہے اور غیر مقلدوں کے جواب میں بے مثل ہے۔ ہر ایک مسئلہ خلافی میں احادیث نقل کی ہیں اور امام صاحب کی مؤید احادیث مفصل تحریر فرمائی ہیں۔

## خلاف ترتیب قراءۃ کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۸۰) فرضوں کی پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی جاوے تو جائز ہے یا مکروہ؟ اور تراویح کی پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری میں سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھنا کیسا ہے؟ اور پہلی رکعت میں غلطی سے سولہویں پارہ کا رکوع پڑھا اور دوسری میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا یہ صورت مکروہ ہے یا کیا؟

(جواب) پہلی رکعت فرض میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق پڑھنا جائز ہے، مکروہ نہیں ہے۔(۴) اسی طرح تراویح میں پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری رکعت میں اول سورۂ بقر سے چند آیات پڑھنا جائز ہے۔(۵) اور سہواً اگر پہلی رکعت میں سولہویں پارہ کا رکوع اور دوسری رکعت میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا گیا تو اس میں بھی کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ فرضوں میں قصداً ایسا نہ کرنا چاہئے کہ مکروہ ہے بھول کر ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۶)

## منفرد نماز میں قراءت جہری کرے یا سری:۔

(سوال ۴۸۱) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے مسجد میں نہ جاوے گھر میں نماز پڑھے تو اس کو آواز سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) منفرد کے لئے نماز جہری میں جیسے مغرب وعشاء وصبح میں جہر افضل ہے۔

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۱۷۴۔

(۲) موطا امام محمد ص ۹۸۔

(۳) رواہ ابو داؤد فی سنة علی انه قال السنة وضع الکف علی الکف تحت السرة (نصب الرایه ج ۱ ص ۳۱۳) ظفیر۔

(۴) اس میں کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے کہ ترتیب کے مطابق ہے البتہ خلاف ترتیب مکروہ ہے ویکرہ الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب صفة الصلوة فصل فی القرأة ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) اور الرشبہ ہو کہ قل ھو اللہ چھوٹی ہے اور قل اعوذ برب الفلق بڑی تو یہ برائے نام ہے اور کراہت کے لئے تین آیۃ زیادہ ہونا چاہئے واطالة الثانیة علی الا ولیٰ یکرہ تنزیها اجما عا ان بثلاث ایا ت الخ وان باقل لا یکرہ (ایضاً ج ۱ ص ۵۰۶) واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۵) واذا قرأ فی الا ولیٰ قل اعوذ برب الناس ینبغی ان یقرأها فی الثانیة ایضاً الخ وفی الوالجیة ...... من یختم القران فی الصلوة اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعة الا ولیٰ یر کع ثم یقوم فی الرکعة الثانیة یقرأ بفاتحة الکتاب وشیٔ من البقرة (غنیة المستملی ص ۴۶۳ ط س ج ۱ ص ۵۴۷) ظفیر۔

(۶) افادان التنکیس او الفصل بالقصیرة انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سهواً فلا کما فی شرح المنیة (ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر۔

پس صورت مسؤلہ میں آواز سے پڑھنا درست ہے بلکہ افضل ہے۔(۱) البتہ ترک جماعت بلاعذر شرعی گناہ ہے۔(۲)

## نماز میں متفرق پاروں سے قراءت جائز ہے:۔

(سوال ۴۸۲) میں بیشتر فرائض میں متفرق سیپاروں کے رکوع اور مختلف سیپاروں اور سورتوں کی آیات پڑھی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس سے نمازوں میں کچھ فرق تو نہیں آیا؟

(جواب) جو عمل آپ کا پہلے رہا ہے متفرق آیات نماز میں پڑھنے کا اس میں کچھ گناہ نہیں ہوا اور نمازوں میں کچھ فرق نہیں آیا۔ البتہ آئندہ کو فرائض میں ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھا کریں یہ سنت ہے۔ ایک سورۃ کو دو رکعت میں نہ کریں متفرق آیات و رکوع بھی نہ پڑھا کریں۔ نفلوں میں درست ہے۔(۳)

## سنت و وتر میں متفرق آیات پڑھنے کا حکم:۔

(سوال ۴۸۳) سنت مؤکدہ اور وتر میں متفرق آیات پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) وتر اور سنت موکدہ میں بھی بہتر پوری سورۃ پڑھنا ہے لیکن متفرق آیات پڑھنا بھی جائز ہے۔(۴) فقط۔

## جمعہ کی فجر میں قراءۃ:۔

(سوال ۴۸۴) جمعہ کی فجر میں سورۂ جمعہ اور منافقون سنت ہے ان کے علاوہ کوئی اور سورۃ پڑھنا خلاف سنت تو نہیں ہے؟

(جواب) رسول اللہ ﷺ سے سورہ جمعہ اور منافقون پڑھنا اکثر ثابت ہے نہ ہمیشہ۔ اگر کوئی کبھی ان کے علاوہ پڑھے تو سنت کے خلاف نہیں۔(۵) بلکہ اس سے عوام کا مغالطہ سے بچنا زیادہ قریب اور اس وجہ سے احناف کے یہاں تعیین سورۃ نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وان کان منفرد ا فهو مخیران شاء جهراوا سمع نفسه لان امام فی حق نفسه وان شاء خافت لانه لیس خلفه من یسمعه والا فضل هو الجهر لیکون الا داء علی هئیة الجماعة هدایه فصل فی القراء ة یج ۱ ص ۱۰۵۔

(۲) والجماعة سنة مؤکدة للرجال قال الزاهدی ارا دوا بالتاکید الوجوب (درمختار) قال فی النهر الا ان هذا یقتضی الا تفاق علی ان ترکها مرة بلا عذر یوجب اثما الخ (رد المحتار باب الا مامة. ط.س. ج ا ص ۵۵۲) ظفیر۔

(۳) الا فضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحة وسورة کاملة فی المکتوبة الخ ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة قیل یکره وقیل لا یکره وهو الصحیح ولکن لکا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به کذا فی الخلاصه ولو قرأ من وسط سورة او من اخر سورة وقرأ فی الرکعة الا خری من وسط سورة اخری او من اخر سورة اخری لا ینبغی له ان یفعل ذالک علی ما هو ظاهر الروایة ولکن لو فعل ذالک لا باس به (الی قوله) هذا کله فی الفرائض واما فی السنن لا یکره (عالمگیری کشوری فصل رابع فی القرائة ج ا ص ۷۷. ط. ماجدیهج ا ص۷۸ ...... ۷۹) ظفیر۔

(۴) عالمگیری کشوری. فصل رابع فی القراء ة ج ا ص۷۷. ط. ماجدیه ج ا ص۷۸ ...... ۷۹

(۵) ویکره التعیین کالسجدة وهل اتی لفجر کل جمعة بل یندب قرأتهما احیانا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۸. ط.س. ج ا ص ۵۴۴) ظفیر۔

(۶) واذا فرغ من الخطبه اقام والصلوة وصلی بالناس رکعتین علی ماهو المتوارث المعروف وفی التحفه وغیرها یقرأ فیهما قدر ما یقرأ فی الظهر لا نهما بدل منه ان قرأ بسورة الجمعة واذاجاء ک المنافقون او بسبح اسم وهل اتک حدیث الغاشیة تبرکا بالما ثورعنه علیه الصلوة والسلام علی ما مر فی صفة الصلوة کان حسنا ، لکن یترکه احیا نا لئلا یتوهم العامة وجوبه (غنیة المستملی ص ۵۲۰) ظفیر۔

**فاتحہ خلف الامام:۔**

(سوال ۴۸۵/۱) مقتدی کو امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کا کیا حکم ہے؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ بغیر فاتحہ کے نماز مقتدی کی نہیں ہوتی، اور بعض صاحب فرماتے ہیں کہ امام کی قرائۃ مقتدی کو کافی ہے۔ صحیح کیا بات ہے؟ اور مقتدی کو قراءۃ کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) جو صاحب یہ فرماتے ہیں کہ امام کی قراءۃ مقتدی کو کافی ہے ان کا قول صحیح ہے۔ مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا نہ چاہئے۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ حدیث شریف میں ہے من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة دوسری حدیث میں ہے و اذا قرأ فانصتوا. الخ.(۱) فقط۔

**فجر میں قراءت کی مقدار:۔**

(سوال ۴۸۶) فجر کی نماز میں کس قدر قراءت پڑھنا سنت ہے؟

(جواب) طوال مفصل کی سورتیں صبح کی نماز میں پڑھنا سنت ہے یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک۔(۲) فقط۔

**ضاد کو ظاء پڑھنا کیسا ہے:۔**

(سوال ۴۸۷/۱) ضاد کو ظا پڑھنا نماز میں کیسا ہے؟

**ضاد کو درمیانی مخرج سے پڑھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:۔**

(سوال ۴۸۸/۲) بکر آمین بالجہر اور رفع یدین نہیں کرتا اور مذہب حنفیہ کا پورا پابند ہے مگر الحمد کو سات آیتیں پڑھتا ہے اور حرف ضاد کو اس طرح پڑھتا ہے کہ نہ دال ظاہر ہو نہ ظا۔ کیا ایسے امام کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) جو شخص مخرج سے پڑھنے پر قادر ہو وہ مخرج سے ادا کرے ورنہ قصداً ظاء نہ پڑھے۔ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ شرح فقہ اکبر میں بعض روایات میں بالقصد پڑھنے میں حکم کفر نقل فرمایا ہے۔(۳) اعاذنا اللہ منہ۔

(۲) امام جماعت کو ایسے امور میں احتیاط کرنی چاہئے۔ کیا ضرورت ہے کہ وہ عامہ علماء احناف کے خلاف ایسا امر اختیار کرتا ہے جس سے عام نمازیوں میں تشویش ہو۔ کیا اس کے نزدیک ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی جو الرحمٰن الرحیم واہدنا الصراط المستقیم پر وقف نہیں کرتے یا ضاد کو ظاء نہیں پڑھتے۔ اگر ایسا خیال ہے تو گویا خواص و عوام اہل اسلام عرب و عجم کی نمازوں کو وہ باطل سمجھتا ہے۔ اور بطلان ایسے عقیدہ اور خیال کا ظاہر ہے۔ آخر کیسے کیسے علماء محققین حنفیہ

(۱) مشکوٰۃ ص ۷۹ و ص ۸۱ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۳ مطلب السنة تكون سنة عين و كفاية. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۹......۵۴۰) ظفیر۔

(۳) وفی المحيط سئل الامام الفضلی عمن يقرأ لظاء المعجمة مكان الضاد المعجمه ويقرأ اصحاب الجنة مكان اصحاب النار فقال لا يجوز امامته ولو تعمد يكفر قلت اما كن تعمده كفر افلا كلام فيه اذا لم يكن فيه لغتان ففی ضنين الخلاف سامی واما تبديل الظاء مكان الضاد ففيه تفصيل(شرح فقه اكبر ص ۲۰۵) ظفیر۔

میں گذری ہیں، کیا امام مذکور کو اپنی تحقیق کو ان سب سے زیادہ سمجھتا ہے جو اپنی تحقیق کے سامنے کسی کی نہیں سنتا اور سب کے خلاف اپنی رائے کو قابل اعتماد اور صواب سمجھتا ہے فقط۔

## وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ ملانی چاہئے یا نہیں:۔

(سوال ۵۸۹) وتر کی تیسری رکعت میں جس میں دعاء قنوت پڑھی جاتی ہے اس میں سورت ملانی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) وتر کی تینوں رکعت میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری ہے اور فرض ہے تیسری رکعت میں بھی سورۃ ملانا ضروری ہے۔ ہمیشہ وتر اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ ھکذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ (۱)

## آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے آمین بالجہر و بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۰) رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے آمین بالجہر و آمین بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء دونوں مروی ہیں اور آئمہ مجتہدین میں بعض نے آمین بالجہر کو راجح فرمایا ہے اور بعض نے آمین بالسر کو راجح فرمایا۔ (۲) چنانچہ امام ابوحنیفہؒ آمین بالسر کو سنت فرماتے ہیں اور آمین بالجہر کو تعلیم اور ضرورت پر محمول فرماتے ہیں۔ جیسا کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے نماز سری میں کوئی آیت جہر سے پڑھی کہ مقتدیوں کو معلوم ہو جاوے کہ آپ فلاں سورت پڑھ رہے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تائید آیت قرآنی سے بھی ہوتی ہے **ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة. والبحث فیه طویل. فاکتف علی هذه الدلیل.**

## فرائض ونوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر قرأت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۱) فرائض یا نوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فصل کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۳)

---

(۱) وهو ثلاث رکعات بتسلیمة الخ ولکنه یقرأ فی کل رکعة من فاتحة الکتاب وسورة احتیاطا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۲. ط.س. ج ۲ ص ۵) ظفیر۔

(۲) عن وائل بن حجر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قرأ ولا الضالین قال امین رفع بها صوته رواه ابوداؤد والترمذی واخرون وهو حدیث مضطرب وعن ابی هریرة قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من قراءة ام القرآن رفع صوته وقال امین رواه الدارقطنی والحاکم وفی اسناده لین (اثار السنن باب الجهر بالتامین ج ۱ ص ۹۲ و ج ۱ ص ۹۳) قال عطا امین وقد قال الله تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیه عن ابی هریرة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا یقول لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا امین واذا رکع فارکعوا الخ رواه مسلم قال النیموی یستفاد منه ان الامام لا یجهر بامین. وعن وائل بن حجر قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین واخفی بها صوته رواه احمد والترمذی وابو داؤد اخرون واسناده صحیح وفی متنه اضطراب (آثار السنن باب ترک الجهر بالتامین ج ۱ ص ۹۴) تفصیل مذکورہ کتاب میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲ ظفیر۔

(۳) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا الخ ولا یکره فی النفل شئی من ذالک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر۔

## آیت کا شروع چھوڑ کر قراءۃ کی تو نماز ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۲) امام نے بعد سورۂ فاتحہ سورۂ فتحنا کے آخر رکوع کی آخیر آیت محمد الرسول چھوڑ کر یعنی والذین معہ اشداء الآیۃ ۔یعنی منھم مغفرۃ و اجراً عظیماً تک پڑھا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی مگر شروع آیۃ کا چھوڑنا اچھا نہیں ہوا۔(۱)

## پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ھواللہ پڑھی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۹۳) امام نے پہلی رکعت میں سورۂ اذا جاء پڑھی اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ۔نماز کو پھر پڑھنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) فرائض میں قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے، اور سہواً اگر ایسا ہوگیا تو کچھ کراہت نہیں اعادہ نماز کا لازم نہیں ہے۔(۲)

## ایک سورہ بیچ میں چھوڑ کر پڑھے یا بے موقع وقف کرے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۵۹۴) اگر کوئی نماز میں ایک سورۃ پڑھ کر ایک چھوڑ کر تیسری سورت پڑھ لے اور قراءت میں بے موقع وقف کر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ. ولا یکرہ فی النفل شئی .(۳) (فی الدرالمختار) حاصل یہ ہے کہ چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔مگر نوافل میں مکروہ نہیں ہے۔اگر درمیان آیۃ سانس ٹوٹ جاوے اس وجہ سے وقف کیا تو اعادہ اس آیۃ کا کرنا چاہئے۔باقی تفصیلی حکم کسی قاری صاحب سے دریافت کرنا چاہئے۔

## قرآن کا ترجمہ نماز میں پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۵۹۵) ایک زبردست عالم کا بیان ہے کہ اگر قرآن شریف کی کسی آیت کا ترجمہ اردو میں پڑھ لیا جاوے تو نماز ادا ہوجاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے جو رسول مقبول ﷺ نے عربی زبان میں کیا اور قرآن شریف کے نزول کا یہ ذریعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دیا۔انہوں نے اپنی زبان مبارک سے ادا کیا۔یہ بیان اس مولوی صاحب کا صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) اس زبردست عالم کے حوالے سے جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب دین کے عالم نہیں ہیں۔افسوس ہے کہ ایسے ایسے غلط مسئلے نام کے عالم بیان کر دیتے ہیں۔الحمد یا کسی سورۃ کا ترجمہ نماز میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔کیونکہ قرآن شریف نام ہے اس عربی کلام اللہ کا جو مابین الدفتین ہے۔یعنی دو

---

(۱) الافضل ان یقرأ فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ کاملۃ فی المکتوبۃ الخ ولو قرأ فی رکعۃ من وسط سورۃ او من اخر سورۃ وقرأ فی الرکعۃ الاخری من وسط سورۃ اخری او من اخر سورۃ اخری لا ینبغی لہ ان یفعل ذالک علی ما ھو ظاھر الروایۃ ولکن لو فعل ذالک لا باس بہ کذا فی الذخیرۃ (عالمگیری مصری الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ فصل رابع ج ۱ ص ۷۳. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۸......۷۹) ظفیر. (۲) و یکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۰) افاد ان التنکیس او الفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سھوا فلا، کما فی شرح المنیۃ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰. ط. س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰. ۱۲. ظفیر.

پٹھوں کے درمیان میں جو کلام اللہ ہے یہی قرآن شریف میں ہے اور یہی کلام اللہ ہے۔ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے۔(۱)

پس اس مولوی کا یہ کہنا کہ یہ عربی قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے، بلکہ اس کا ترجمہ ہے الخ۔ بالکل غلط ہے اور افتراء ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلناه قرانا عربیاً .(۲) اسی طرح بہت جگہ قرآن کو عربی فرمایا ہے اور ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے ولو جعلناه قراناً اعجمی لقالوا لو لا فصلت ایاته أ اعجمی وعربی .(۳) یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اگر ہم قرآن کو عربی زبان میں نہ اتارتے اور عجمی کر دیتے یعنی سوائے عربی کے دوسری زبان میں اتارتے تو کفار یہ اعتراض کرتے کہ عربی پیغمبر پر عجمی قرآن اتارا گیا یہ عجیب بات ہے۔ اور فقہ کی کتابوں میں صاف یہ لکھا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ البتہ جو شخص نومسلم کوئی ایسی موٹی زبان کا ہے کہ اس سے عربی لفظ نہیں کہے جاتے اس کو تاوقتیکہ وہ سیکھے اور قرآن پڑھ سکے یہ درست ہے کہ ترجمہ ہی پڑھ لے کیونکہ وہ معذور ہے قرآن کے پڑھنے سے۔ اور یہ کہنا اس کا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈال دیا۔ آپ نے اپنی زبان سے عربی الفاظ میں بیان کر دیا۔ یہ عقیدہ بھی بالکل اس کا اہل سنت کے خلاف ہے۔ یہ نیچیریت اور مرزائیت کے معتقد معلوم ہوتے ہیں۔ اہل سنت، اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ سے قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ خود قرآن شریف میں آیا:۔ نزل به الروح الا مین. (۴) کہ اس قرآن کو روح امین یعنی جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے اتارا ہے۔ الغرض ایسے بدعقیدہ والے کی بات نہ سننی اور نہ ماننی چاہئے۔ فقط۔

## عورتیں جہری نماز میں قراءت جہر کے ساتھ کریں یا آہستہ:۔

(سوال ۱/۵۹۶) عورتیں نماز سریہ و جہریہ میں قراءت جہر سے کریں یا آہستہ؟

## قراءت فرض کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۲/۵۹۷) نماز میں قراءت فرض ہے سو کس قدر فرض ہے؟

## فجر کی ایک رکعت میں ایک رکوع پڑھا اور دوسری میں کوئی سورۃ تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۳/۵۹۸) فجر یا کسی نماز میں کسی سورۃ کا رکوع۔ اور دوسری رکعت میں کسی سورۃ کا جز و یا کل پڑھا تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) عورتیں سب نمازوں میں قرأت آہستہ کریں (فی الکبیری قال ابن الھمام خرج بالنوازل بان نغمة المرأة عورة الی قوله وعلیٰ هذا لوقیل اذا جهرت بالقران فی الصلوٰة فسدت کان متجها)۔(۵)

---

(۱) کما صح لو شرح بغیر عربیة الخ او قرأ بهاعاجزا فجائز جماعاقید القراءة بالعجز لان الاصح رجوعه الی قولهما وعلیه الفتویٰ قلت وجعل العینی الشروع کا لقراءة لا سلف له ولا سندله یقویه (درمختار) وانما المنقول انه رجع الی قولهما فی اشتراط القراءة بالعربیة الا عند العجز الخ لان الا مام رجع الی قولهما فی اشتراط القراءة بالعربیة لان المامور به قراءة القران وهو اسم اللمنزل باللفظ العربی المنظوم هذا النظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلا متواتر الخ(رد المحتار. باب صفة الصلوٰة فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۳ ..... ۴۸۴)ظفیر.
(۲) سورة یوسف رکوع ۱.۲ ۱ ظفیر .(۳) سوره فصلت. پاره: ۲۴ .(۴) سورة النحل پاره ۱۴ .
(۵) ردالمحتارباب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۷ ..ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶ ,۱۲ ظفیر.

(۲) مطلق قراءت بقدر ایک آیت کے فرض ہے۔ کمافی الشامی۔ ای قرأۃ اية من القران وهی فرض عملی۔(۱) اور الحمد شریف اور اس کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے۔ اور مقدار چھوٹی سورۃ سے جیسا انا اعطیناک الکوثر تین آیتیں ہیں، واجب ادا ہو جائے گا (وتجب قراء ة الفاتحة وضم السورة او ما يقوم مقامها من ثلاث ايات قصار اواية طويلة فی الا وليين. عالمگيری ج ۱ ص ٦٦ .ظفير.)

(۳) مستحب یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری سورۃ پڑھے۔ (والا فضل ان يقرأ فی كل ركعة سورة تامة ولو قرأ بعض السورة فی ركعة وباقيها فی ركعة قيل يكره والصحيح انه لا يكره الخ كبيری ص ۲۶۲)

## قرأت خلف الامام درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۵۹۹) قراءۃ خلف الامام جائز ہے یا ناجائز؟ اگر نا جائز ہے تو کیا دلیل ہے؟

(جواب) قراء ة خلف امام نزد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جائز نیست بقول عليه السلام من كان له امام فقرأة الامام له قرأة رواه الطحاوی والا مام محمد فی موطا ه واسناده صحيح كما فی آثار السنن وقوله عليه السلام واذا قرأ فانصتوا الحديث رواه مسلم .(۲) وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

(ويكره عند هما الما فيه من الوعيد ويستمع وينصت(هدايه) قال العلامه بدر الدين يعنی فی شرح الهدايه وفی شرح التاويلات عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه من قرأ خلف الا مام لا صلوٰة له وروی ايضاً نهی ذلک عن جماعة من الصحابة رضی الله عنه . جميل الرحمن )

## قراءت میں مسبوق کے لئے امام کی ترتیب لازم ہے یا نہیں :۔

(سوال ۶۰۰) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم ہے یا نہیں۔ مثلاً امام نے کوئی سورۃ پڑھی تو مسبوق اس سے قبل کی سورۃ بلا کراہت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی نماز میں منفرد کے حکم میں ہے (والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد فيما يقيضه.درمختار . جمله)

## مشکوٰۃ و بخاری کی حدیث میں تطبیق کیا ہے :۔

(سوال ۶۰۱) سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارہ میں مشکوٰۃ میں خداج آیا ہے اور بخاری میں لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب اس کا مطلب واضح فرمائیں۔

---

(۱) باب صفة الصلوٰة مبحث القراة ج ۱ ص ۴۱۵ ط.س.ج ۱ ص ۴۴۶، ۱۲ ظفیر۔
(۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب القرائۃ فی الصلوٰۃ ص ۷۹ و ص ۸۱ اور آثار السنن باب فی ترک القرأۃ خلف الامام ج ۱ ص ۸۷۔ ۱۲ ظفیر۔

(جواب) یہ حکم امام ومنفرد کے لئے ہے مقتدی کو قراءت کی ممانعت دوسری احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ واذا قرا فانصتوا.(۱) الحدیث من کان له امام فقرأة الامام له قرأة الحديث.(۲) وقال الله تعالىٰ واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا.(۳) فقط۔

## خلاف ترتیب قراءت کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۰۲) درقراءۃ تقدیم الم نشرح تاخیر والضحیٰ جائز است یانہ؟ واگر سہواً ایں چنیں کند سجدہ سہو ہست یانہ؟

(جواب) قصداً تقدیم الم نشرح وتاخیر والضحیٰ نکند و بحالت سہو، سجدہ سہو نیست۔ (فی الدر المختار. ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً . قال الشامي لان ترتيب السور في القرأة من واجبات الصلوٰة (الى ان قال) انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا.

(شامی ج ۱ ص ۵۱۰ فی فصل القراءۃ. ۱۲ جمیل الرحمن)

## درمیان سے سورۃ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے یا نہیں۔اسی طرح قنوت اور جنازہ میں دعا کے شروع میں بسم اللہ کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۰۳) جب کسی سورۃ کو درمیان سے پڑھے تو بسم اللہ کرے یا نہیں۔ اور وتر میں جب دعائے قنوت پڑھے۔ بسم اللہ کرے یا نہیں۔ اور نماز جنازہ میں جب درود یا دعاء پڑھے تو بسم اللہ کرے یا نہیں۔

(جواب) جب کسی سورۃ کو درمیان سے بھی پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور وتر میں جب دعا قنوت پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور جنازہ کی نماز میں جب درود یا دعا پڑھے اور بسم اللہ شروع میں پڑھے کچھ حرج نہیں ؏ کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ عزیز الرحمن۔

## (جلد دوم تمام شد)

---

(۱) مشکوۃ باب القراءۃ فی الصلوۃ ص ۷۹ وص ۸۱. ظفیر

(۲) آثار السنن. باب فی ترک القرأۃ ص ۸۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴. ۱۲ ظفیر.

؏ یعنی ان تمام صورتوں میں اگرچہ بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں ہے لیکن اگر پڑھ لے تو حرج بھی نہیں ہے۔ کما فی الشامی ج ۱ ص ۴۵۸ فی بیان مفسدات الصلوۃ عجه قوله سمع اسم الله تعالىٰ فقال جل جلاله الخ. لان نفس تعظيم الله تعالىٰ والصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم. لا ينا في الصلوة ويؤيده ما في الدر المختار في بيان تاليف الصلوة لا تسن البسملة ) بين الفاتحة والسورة مطلقا ولو سرية ولا تكره اتفاقاً الخ. جميل عفرله.